قصہ حاتم طائی

اسکول بکڈپو نمبر ۱۵ و ۱۶

باہتمام علی حسین خان

اعجاز محمدی لکھنؤ

۱۹۲۱ء

...سے یہاں ہر قسم کی کتب اسکولی و کتب عربی فارسی ہندی سنسکرت وغیرہ
مطبوعہ نولکشور پریس ارزان قیمت پر مل سکتی ہیں

المشتہر ہرچنداس بھارگو مینیجر بھارگو اسکول بکڈپو نمبر ۱۵ و ۱۶ امین آباد پارک لکھنؤ

نمبر شمار	نام کتاب	اجزا ناول	قیمت عام	نمبر شمار	نام کتاب	اجزا	قیمت عام
۱	نشتر	[illegible]	[illegible]	۱۹	طلسمی انگوٹھی	[illegible]	[illegible]
۲	اشک حسرت	[illegible]	[illegible]	۲۰	کارزار صلیب	[illegible]	[illegible]
۳	روز البرٹ کامل	[illegible]	[illegible]	۲۱	کایا پلٹ	[illegible]	[illegible]
۴	سلطان نازک ادا	[illegible]	۱۰ ار	۲۲	بردگ	[illegible]	[illegible]
۵	مشتاق زہرہ	[illegible]	[illegible]	۲۳	میٹھی چھری	[illegible]	[illegible]
۶	رزم بزم کامل	[illegible]	[illegible]	۲۴	ہیرے کی کنی	[illegible]	۱۰ ار
۷	دلچسپ کامل	[illegible]	[illegible]	۲۵	تسخیر	[illegible]	۱۲ ار
۸	ڈاکٹر کی بیٹی	[illegible]	[illegible]	۲۶	پیاری دنیا	[illegible]	۱۲ ار
۹	نشیب و فراز	[illegible]	[illegible]	۲۷	احمق الذین	[illegible]	۱۲ ار
۱۰	مظفر الابائی	[illegible]	[illegible]	۲۸	حاجی بغلول	[illegible]	[illegible]
۱۱	شادی و غم	[illegible]	[illegible]	۲۹	...پی کہان	[illegible]	[illegible]
۱۲	مرد میدان کامل	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]
	اکی سعیبت	[illegible]	۱۶ ر	۳۱	جام زہر	[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]	۳۲	ملک العزیز ورجنا	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	۳۳	غریب نیرنگ فرنگی بنا		۱۰ ار
			[illegible]	۳۴	مارگریٹ		[illegible]
				۳۵			۱۲ ار
							[illegible]

ما شاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمائش بابو بیر حیدر اس صاحب بہار ٹو بکسیلر و پبلشر امین آباد پارک نمبر ۱۵-۱۶- لکھنؤ

۱۹۲۱

استحفل صبر ب

باہتمام علی حسن خان مالک مطبع مجانی نوابگنج متصل دروازہ ... لکھنؤ ۱۹۲۱ء

مطبع اعجاز محمدی آگرہ مطبوعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی دے مجھے روشن بیانی | کہ تا دل پر کھلے راز نہانی | زبان کو مخزن اسرار کر دے
دہن کو گوہر معنی سے بھر دے | کمیت خامہ کو ایسے لگا پر | یم معنی مین مجھکو آشنا کر
پلا دے مجھکو جام ارغوانی | کہ جس سے طے ہو حاتم کی کہانی | کہین سنکر اسے ارباب اُردو

کہ یہ ہے گوہر ارباب اُردو ٭ یہ قصہ عبارت سلیس سے زبان فارسی مین کسی شخص نے آگے لکھا تھا اب اسکو سید حیدر بخش متخلص بہ حیدری رہنے والے دہلی کے نے امیر الامرا بہرشت پناہ بیچارگان دستگیر درماندگان بیکسان نوشیروان وقت ہمایون بخت بلند اختر عظیم الشان شجاع شاہ کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئس ویلزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کی حکومت مین خداوند خدایگان عالی الشان عالیخاندان جان گلکرسٹ صاحب بہادر دام اقبالہ کے حکم سے سنہ ۱۲۱۶ھ و سنہ ۱۸۰۱ع کے مطابق اور سنہ جلوس تینتالیس ۴۳ شاہ عالم بادشاہ غازی کے موافق زبان ریختہ مین اپنی طبع کے موافق جو اس کتاب سے ہاتھ لگی تھی ترجمہ نثر مین کیا اور اسکا نام آرایش محفل رکھا مگر اکثر انہین اپنی طبیعت سے جہان جہان موقع مناسب پایا وہان زیادہ کیا تاکہ قصہ طولانی ہو جاوے اور سننے والونکو خوش آوے مولف نے یون لکھا ہے کہ اگلے زمانہ مین طے نام یمن کا ایک بادشاہ تھا نہایت صاحب حشم عالیشان طرف سے فرخندہ حال زر و جواہر سے مالامال اسکی رعیت سب خوشحال اور مالدار و سپاہ بیشمار القصہ اپنے چچا کی بیٹی کو نکاح مین لاکر ثمرہ جاودانی کا امیدوار رہا بارے خدا کے فضل سے چند دنون بعد بیگم صاحبہ سے ایک لڑکا مہر لقا پیدا ہوا یہ خبر فرحت اثر سنکر اسنے نجومیون اور رمالون کو بلوا کر کہا کہ اپنی اپنی عقل کی آزمائی اور پوتھی اور قرعہ کی رو سے دریافت کر کے اور بچار دیکھو تو اس لڑکے کے

نصیب کیسے ہیں انھون نے جو دریافت کیا تو ہر طرح سے اس شہزادے کو صاحب اقبال با عزت
کی خداوند سکو تو اپنے علم سے یون معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہزادہ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہوگا اور تمام
عمر اپنے خدا کا کام کیا کرے گا اور اسکا نام مہر سپہر کیطرح قیامت تک دنیا مین جلوہ گر
رہیگا اسبات کو سنکر اسے نہایت خوشی ہوئی اور سجدہ شکر ادا کیا اور ان لوگون کو زر بیشمار سے
مالامال کر دیا اس لڑکے کا نام حاتم رکھکر اپنے مصاحبون سے یہ بات کہی کہ تم جلد اسبات
کا اشتہار دو میرے قلمرو مین آج جس شخص کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا ہے وہ آج ہی
کی تاریخ سے نوکر بادشاہی ہے بلکہ اسکے مان باپ محل مبارک مین پہونچا دین وہ پرورش
ہوتے رہیگا چنانچہ اسی روز اسکے ملک مین چھ ہزار لڑکے پیدا ہوئے تھے حکم ...
مان باپ اپنا اپنا لڑکا حضور اعلی مین پہونچا گئے اسی وقت شہزادہ ... دائیان نوکر رکھی
گئین اور ایک ایک لڑکے پر تقسیم ہو گئین چار دائیان حاتم کیواسطے مقرر ہوئین وہ کس طرح سے
تھپکیان لوریان دیکر خدمتگاری کرتی تھین کہ کبھی اسطرح دودھ ... کہوتا تھا دائی
کی چھاتی منہ مین نہ لیتا تھا چنانچہ یہ خبر بھی بادشاہ کو پہنچی وہ آیا ... نہایت متفکر ہوا
اور اپنے اہلکارون سے کہنے لگا کہ جلد سیانون کو بلاؤ غرض وہ آئے اور عرض کرنے لگے جہان
پناہ یہ حاتم زمانہ ہوگا تمام دودھ ... جبتک ...
تنہا نہ کھائیگا نہ پیئیگا حاصل کلام جب وہ لڑکے ... اور ...
اور نہ غفلت کی نیند سوتا جب وہ ...
تو یہ ہے کہ ... اور
رات دن دینے دلانے مین مشغول رہتا فضل خدا سے جب چودہ برس کا ہوا جو زر و جواہر باپ نے
جمع کیا تھا اسکو راہ خدا مین صرف کرنے لگا جب شکارگاہ مین جاتا کوئی جانور نظر آتا تو جیتا ہی پکڑ
لیتا اور چھوڑ دیتا اور کبھی سخت ... فضل الہی سے حسن بھی ایسا رکھتا تھا کہ جس نے
دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوا اور اگر کوئی سواری بھی فریاد کرتا تو یہ گھوڑے کی باگ
تھام لیتا اور اسے داد کو پہونچاتا اور جو نہ آتا اسے میٹھی میٹھی باتون سے سمجھا دیتا اور کبھی ظلم و ستم گوارا
نہ رکھتا نہ اپنی حمایت نہ بیگانہ کی رعایت کرتا بارے فضل الہی سے تھوڑے دنون مین جوانی کا سبزہ

رخسار نازنین پر اسکا حسن دونا چمکا تو ہر شخص کو یون نصیحت کرنے لگا کہ بندگان خدا مجھسے بہت
ہین قدرت خدا کو دیکھئے کہ اسنے اپنی خداوندی سے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیا ہے اسکی سیر کیجئے اور سجدہ شکر
بجالائیے اور اپنی زندگی کو جوانمردی اور ظلم آوری کے ساتھ بسر لیجائیے چنانچہ اسکے حسن و خلق اور
دلیری کا شہرہ ہر شہر و قصبہ مین پہونچا جسنے سنا اسکے منہ سے لفظ مرحبا نکلا اور اکثر اسکے دیکھنے کو آتے
تھے اور مسرور ہو کر اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے اتفاقاً وہ کسی جنگل مین ایک دن شکار کھیلنے
گیا کہ اتنے مین ایک شیر غران آتا ہوا سامنے سے نظر آیا یہ اندیشہ کرکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ اگر خنجر مارتا
ہون تو یہ حیوان بیزبان مارا جاتا ہے اگر چھوڑے دیتا ہون تو مین مارا جاتا ہون یقین ہے کہ لپکے
اور مجھے کھا جاوے ان دونون شکلون کو خیال کرکے کہا کہ اگر یہ میرا گوشت کھا کر دل تازہ کرے
تو اس سے اور کون سی بات بہتر ہے مجھکو ثواب ہوگا اور اسکا پیٹ بھر لیگا یہ سوچکر اسکے آگے گیا اور
کہنے لگا اے شیر صحرائی میرا گوشت حاضر ہے اگر رغبت کرے تو پیٹ بھر کر کھا اور جہان چاہے وہان چلا
جا یہ بات سنتے ہی وہ شیر اپنا سر جھکا حاتم کے قدمون پر گر پڑا اور اپنی آنکھیں اس کے تلوؤن سے

تشبیہ بادشاہ یمن کی اور پیدا ہونا شہزادہ حاتم کا اور دکھوانا نجومیون سے اسکے ستارہ کا

ملنے لگا حاتم نے کہا اے شیر حاتم کی ہمت سے دور ہے کہ تو بھوکا جائے اگر مجھکو نہین کھاتا تو میرا گھوڑا موجود ہے کھا اور اپنے جنگل کو چلا جا وہ ہرگز نہ بولا اور اپنا سر جھکا کر چلا گیا حاصل کلام یہ اپنے شہر مین ہمشون ہمیشہ رہا کرتا تھا اور کار خلق برائے خدا کیا کرتا تھا سنا ہے کہ خراسان کے ملک مین ایک بادشاہ تھا کہ لاکھون سوار پیادے اسکے جلو مین ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے اور عدل و انصاف مین بھی ایسا تھا کہ شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاتا تھا بلکہ اپنے بیٹے کا بھی پاس رکھتا تھا اس کے وقت مین برزخ نام سوداگر نہایت مالدار صاحب شکوہ و وقار تھا اپنے گماشتون کو ہر ایک ملک مین سوداگری کے واسطے

پہلا قصہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی کو شہر خراسان سے نکالے جانیکا اور اسی جنگل سے زر و جواہر بیشمار اسکے ہاتھ آنیکا اور منیر شامی شہزادیکا اسپر عاشق ہونا اور حاتم کی مدد

متعین کر رکھا تھا اور انکو بہت سا مال و اسباب دیکر بھیجا کرتا تھا اور آپ اس ملک مین دلجمعی سے رہا کرتا تھا بادشاہ سے بھی اپنی رسوخیت بہم پہونچائی تھی اور بادشاہ بھی اسکے اوپر کمال مہربانی کرتا تھا ایک مدت کے بعد قریب مرگ پہونچا اسکی زندگی کا پیالہ بھر چکا وہ حسن بانو کے سوا کوئی وارث نہ رکھتا تھا چنانچہ اسکا مال و اسباب اس لڑکی کو پہونچا اور وہ اسوقت بارہ برس کی تھی آخر اسنے اسکو گھر کا مالک کیا اور بادشاہ کے سپرد کرکے آپ ملک عدم کا رستہ لیا اس بادشاہ نے بھی اسے اپنی لڑکیون کیطرح سے رکھا اور اسکے زر و جواہر کا کچھ لالچ نہ کیا بلکہ وہ سب اسباب اسے بخشا چند روز کے بعد وہ لڑکی جب ہوشمند ہوئی تب اپنی ذہن کی رسائی اور نیک بختی کے باعث سے دائی کو بلاکر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان دنیا مثل حباب ہے اس کا بیٹھنا کچھ بڑی بات نہین اسقدر دولت دنیا لیکر مین تنہا کیا کرونگی مصلحت نیک یہ ہے کہ اسکو خدا کی راہ مین لٹا دون اور آپکو آلائش دنیوی سے پاک رکھون بلکہ یاد خدا ہی مین مصروف رہون اسواسطے تم سے پوچھتی ہون کہ اس سے کسی صورت سے چھٹکارہ پاؤن جو مناسب جانو کہو دائی پہلے دونون ہاتھون سے بلائین لے کر کہنے لگی اے جان توان ساتون سوالون کا اشتہار نامہ لکھکر اپنے

دروازے پر لکھکر لگا دے اور یہ لکھکر کہ جو کوئی یہ ساتون سوال پورے کریگا مین اسکو
قبول کرونگی وہ ساتون سوال یہ ہین پہلا سوال یہ ہے کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری بار کی ہوس ہے
دوسرا سوال یہ ہے کہ نیکی کر دریا مین ڈال تیسرا سوال یہ ہے کہ کسیکی بدی نکر اگر کریگا
وہی پاویگا چوتھا سوال یہ ہے کہ سچ کہنے مین ہمیشہ راحت ہے پانچوان سوال یہ ہے
کہ کوہ ندا کی خبر لاوے چھٹا سوال یہ ہے کہ موتی جو مرغابی کے انڈے کے برابر
بالفعل یہان موجود ہے اسکی جوڑی کا پیدا کرے ساتوان سوال یہ ہے کہ حمام بادگرد کی
خبر لاوے حسن بانو نے دائی کی اسبات کو پسند کیا اور خوش ہوکر اپنے جی مین کہا کہ وہ شخص
ایسا کون سا ہے جو ان ساتون سوالون کے جواب بہم پہنچاویگا اسی گمان پر آٹھون
پہر نماز مین مشغول رہتی تھی اتفاقاً ایکدن اپنے کوٹھے پر بیٹھی ہوئی بازار کا تماشہ دیکھ رہی
تھی کہ اتنے مین ایک فقیر نہایت بزرگ صورت ظاہر درست چالیس خادمون کو لیے
ہوئے اسی طرف سے گذرا اور پانون بھی زمین پر نہ رکھتا تھا چنانچہ وہی اسکے ساتھی
سونے چاندی کی اینٹین قدم کے نیچے رکھدیتے تھے وہ انپر پانون رکھتا ہوا چلا جاتا
تھا اس حال مین جو حسن بانو نے آتے دیکھا نہایت خوش ہوکر دائی سے کہا کہ اے
امان جان یہ فقیر کوئی بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہے جو اس شان و شوکت سے راہ چلتا ہے
اس نے کہا امان واری یہ بادشاہ کا پیر ہے ہر مہینے مین دو چار مرتبہ بادشاہ اسکے
گھر جاتا ہے اور یہ بھی انکے یہان اسکے برابر دنیا مین اب کوئی عمدہ درویش نہوگا کیونکہ
یہ نہایت پرہیزگار اور متقی ہے حسن بانو نے یہ سخن سنکر کہا کہ اگر تم پروانگی دو تو مین
اس درویش کی مہمانی کرون اور گھڑی دو گھڑی اپنے گھر بلاکر تکلیف دون اور اپنی
آنکھین اسکے قدمون پر ملون دائی نے کہا جانی تجھکو مبارک ہو یہ کام بہت بہتر ہے کہ
مثل مشہور ہے آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک غرض اپنے کسی شخص کے ہاتھ اس فقیر کی
خدمت مین کہلا بھیجا کہ اگر کسی روز بزرگون کے طور سے میرے غریب خانہ کو اپنے قدم مبارک
سے روشن کرین اور تشریف فرما ہون تو گویا مین دو جہان کی دولت حاصل کرون اور
اپنے دل کی مراد کو پہنچون مقصود سب سے یہ ہے کہ وہ آیا اور اسکی آرزو کا حال سنا کر

کہنے لگا کہ بزرگون کو لازم ہے کہ خردون پر مہربانی کرین انکے دامن تمنا کو گل مراد سے بھرین
اس بات کو اسنے قبول کیا اور کہا مین ضرور آؤنگا کیونکہ سنت نبوی ہے جو کوئی اسے بجا نہ لاوے
جہنم مین گرے مگر آج مجھے کام ہے کل صبح کو آؤنگا یہ خبر حسن بانو کو پہونچی کہ کل ورچار گھڑی دن
چڑھے شاہ صاحب اپنے چالیسون خادمونکو لیکر رونق افزا ہونگے اس خبر کے سنتے ہی اسنے
اقسام اقسام کے کھانے پکوائے اور کئی خوان میوے اور مٹھائی کے تیار کرکے کئی کشتیان
ابریشمی زربافی زر و جواہر روپے اشرفیونکی بھی شاہ صاحب کی نذر کیواسطے درست کر رکھین اس
امید پر کہ درویش زمانہ کل آوینگے تو یہ کشتیان انکے آگے دہرونگی اور عجز و انکساری سے
ان کے پاؤن پر گر پڑونگی اتنے مین صبح ہوئی کہ وہ درویش زمانہ سونے اور چاندی کی خشتون پر
پاؤن رکھتا ہوا حسن بانو کے گھر تک آ پہونچا ابیات کرون وصف ایسکا مین کیسے بیان
وہ ظاہر مین انسان تہا مسخرا ✻ جو باطن پہ اسکے کرو غور تو ✻ تہا شیطان بہی وہ ابلیس تہا
نہ بانے کا خطرہ نہ بوڑہی کا غم ✻ وہ تہا قتل کرنے مین تیغ دو دم ✻ الغرض بیرون دروازہ سے
نشستگاہ تک فرش زرین بچھوا رکہا تہا وہ اسپر روندتا ہوا مسند شاہانہ پر آ بیٹھا اور
خواجہ سرا زر و جواہر کی کشتیان اسکے پاس لائے اسنے کسی کشتی کو ہرگز قبول نہ کیا اور
کہا کہ یہ اسباب میرے کس کام کا ہے پھر وہ اندر گئی اور کئی خوان پوشاک کے لے آئی اسنے
انکو بہی پسند نہ کیا پہر وہ محل مین گئی اور بہت سے خوان میوے اور شیرینی کے
لے آئی اور بڑا اسا ایک دسترخوان لطیف و پاکیزہ بچھا کر اسپر چننے لگی اور خوان
سونے چاندی کے باسنون سے بہرے اور ان مین اقسام اقسام کے کھانے دہرے
تہے اور فرش شاہانہ بچھے تہے اور وہ گیرہ بہی الماس تراش اسکے آگے جھمجھاتا تہا
اور خود بے لباس زرین اور جواہر سے سجے سجائے چہرہ افروختہ کئی چیلیون آفتابہ لائے اور ہاتھ
منہ دہلوا کر سامنے با ادب کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہماری بی بی صاحبہ کی
امیدوار ہے کہ خداوند کچھ تناول کرین یہ بات سنکر وہ مکار کہانے لگا اور اسنے
چاندی کے اسباب کو ہاتھ نہ لگایا اور پہر نوالے پر جی مین کہتا تہا کہ یہ شخص سوداگر کوئی بڑا مالدار
تہا جو اس طرح بادشاہونکی طرح مال و اسباب اپنے گہر مین چھوڑ گیا چاہئے کہ اس

سب اسباب کو آجکی رات کسی طرح اپنے گھر لیجایئے اور غنیمت سمجھئے اس اندیشہ مین اس
ملعون نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کرکے ہاتھ کھینچا پھر وہ خواص عطردان لیے آئی اسنے
عطر اپنی ڈاڑہی مین اور پوشاک مین ملا اور سب ظروف کار گلی بہا پنے ظاہر مین حسن بانو کو
دعائین دیکر رخصت ہوا اتنے مین رات ہوگئی اور اسکے لوگ اس کمبخت کی ضیافت
کے کاروبار مین دن بھر کے تھکے ہوے تھے رات کے ہوتے ہی بے اختیار پاؤن پھیلا
کر سورہے انہون نے کو ٹھون کے دروازے بند کیے نہ اس اسباب جواہر کو ٹھکانہ سے رکھا پہر رات
کے بعد وہ ڈکیت انسان صورت شیطان خصلت اپنے انہین چالیسون چورونکے ساتھ اس حویلی مین
آیا اور تمام زر و جواہر مال و متاع غارت کرنے لگا اس عرصہ مین جو تھوڑا بہت لوگ جاگ اٹھے
ان لوگون کے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کچھ مارے گئے حسن بانو اپنے کوٹھے کی کھڑکی سے جہانک کر
دیکھتی تھی اور انکو ہاتھ ملا ملا کر کہتی تھی کہ افسوس یہ موا وہی خانہ خراب درویش ہے اور اسکے ساتھی
ہین اسکا علاج کوئی کیا کرے غرض رات تو اسی پچھتاوے مین کاٹی مگر جبھی کون مردون اور زخمیون
کو چار پایون پر ڈالکر بادشاہ کے در دولت پر لیگئی اور فریادیونکی طرح جاکر کھڑی ہوئی اور بآواز بلند
دہائی دیکر کہنے لگی کہ مین لٹ گئی بادشاہ نے پوچھا یہ کون ہے اور کس کے نام سے بلبلا رہی ہے
خبرداروں نے خبر کی اے خداوند برنخ سوداگر کی بیٹی دو چار چار پایون پر کئی مردے اور کئی زخمی
لائی ہے اور رو رو کر عرض کرتی ہے کہ اگر جہان پناہ اپنی مہربانی سے نزدیک بلوائین تو یہ لونڈی کچھ حال
اپنی واردات کا ظاہر کرے حضور مین اسبات کے سنتے ہی بادشاہ نے بلوایا اور حال پوچھا اسنے مجرا
کرکے کہا کہ عمر و دولت خداوند کی بڑھے اور مہر انصاف سپہر حق پرست تاقیامت جلوہ گر رہے کل دن کو
اس فقیر کی مہمانی کی تھی سو اسنے یہ غضب مجھپر ڈالا کہ پہر رات گئے اپنے چالیس فقیرون سمیت آکر
مجھ غریب بیکس کے گھر کو لوٹا اور دس بیس کو زخمی کیا دو چار کو مار ڈالا گیارہ بارہ لاکھ روپیے
کے قریب زر و جواہر نقد و اسباب لیگیا خدا اسکا منہ کالا کرے کہ اسقدر ظلم و ستم اس نے
عاجزہ پر کیا اسکے سنتے ہی بادشاہ آگ ہوگیا اور کہنے لگا اے نادان بے وقوف تجھے کچھ
شعور بھی ہے جو ایسے ولی کو اس طرح کی تہمت لگاتی ہے وہ تمام جہان کی چیزون سے نفرت
رکھتا ہے حسن بانو نے پھر عرض کی اے خسرو ایسے کافر کو ولی نہ کہیے یہ تو سلطنت مین شیطان سے

...ن جواہر اور ایک مور یاقوت کا اپنے ساتھ لیکر شہر کیطرف روانہ ہوئی یہ خبر بادشاہ کو لگی بادشاہ
ایک سوداگر بچہ نہایت شکیل حضور کی قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہوا اور در دولت تک آ پہونچا ہے
بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو نہایت عزت و حرمت سے حضور میں حاضر کرو لوگ اسکو ہاتھوں ہاتھ
امتیاز کے ساتھ حضور میں لے آئے وہ مجرا گاہ میں کھڑے ہوکر آداب قواعد بادشاہی سے تسلیمات و
کورنشات بجالائی اور نذر کے خوان زیر تخت رکھکر مہربانی کی امیدوار ہوئی بادشاہ اسکو دیکھکر خوش ہوا
اور شفقت سے احوال یوں پوچھنے لگا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو اور کس کام کو یہان آئی ہو پوچھا کیا نام
ہے وہ ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی کہ مین فلانے سوداگر کا بیٹا ہون قبلہ گاہی گردش فلکی سے فلانے
شہر کے قریب جنگل مین چند روز ہوئے مر گئے امیدوار ہون کہ ایک شہر آباد کر کے اسکا نام شاہ آباد
رکھون بادشاہ اس سخن سے نہایت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیکر کہنے لگا کہ اے جوان صالح
تیرے مان باپ نہین ہین تو آج سے انکی جگہ مجکو سمجھ میری فرزندی مین داخل ہو جا اسے
چھوڑکر جہان چاہے وہان رہ کچھ اندیشہ خاطر مین نلا جو چاہے لیجا کہا جہان پناہ نے اس سخن کو
پسند کیا اور اسنے اسکا نام ماہر و شاہ رکھا پھر فرمایا اے فرزند ارجمند وہ جنگل یہان سے بہت
دور ہے جی چاہتا ہے کہ ایک شہر اپنے نام سے تو اس شہر کے قریب آباد کر اور اسمین
بخوبی رہ اسنے عرض کی جہان پناہ نزدیک دارالسلطنت کے دوسرا شہر آباد کرنا ترک
ادب ہے اگر حضور سے ارشاد ہو تو اس جنگل ہی مین شہر بساؤن بادشاہ نے اسکو اجازت
دی بلکہ فرمایا کہ یہ کارکن اس شہر کے آباد کرنے مین مشغول ہون غرض وہ بھی ایک مہینے مین تین بار حضور
مین مجرے کو آتی اور ہر روز مزدورونکو انعام دیکر تاکید کرتی کہ جلد تیار کرو وہ انکے کہنے کے
سبب اس کے بنانے مین مصروف رہتے اور نہایت سرگرمی سے اسکی تعمیر مین رات دن مستعد
رہتے تھے دو برس کے بعد ایک شہر عظیم آباد کیا نام اسکا شاہ آباد رکھا کاریگرونکو بہت
انعام و خلعت دیکر رخصت کیا پھر تو حسن بانو اکثر بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہونے لگی ایک دن
بادشاہ کے مجرے کو آئی اور حضرت اس وقت اس درویش بزرگ صورت شیطان سیرت
کے گھر جایا چاہتے تھے حسن بانو کو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ اے فرزند آج جی چاہتا ہے کہ ہم تم دونون
اس پیر بزرگوار نیک کردار کی خدمت مین حاضر ہو کر سعادت دارین حاصل کرین کیونکہ ایسے خوش

سب ایا رب نجات کی صورت ہے بسم اللہ کہیے [illegible] آگے میں اس
بزرگ کی قدمبوسی سے دو نوجہان کی خوبی حاصل ہوتی ہے دوسرے جہان پناہ کے [illegible] اس
بات کے سوا ہے میرے حق میں کیا بہتر ہے جو کروں اور آپ کے ساتھ چلنا [illegible] اسکا میرے
واسطے خانہ امید ہے کیونکہ اس دولت عظمیٰ [illegible] میں کہتی تھی کہ [illegible] ان
مجسم کی صورت دیکھنا روا نہیں لیکن کیا کروں مطیع بادشاہ ہوں حاصل کلام بادشاہ کے
ساتھ اس فقیر کے گھر گئی اور بادشاہ اسکی تعریف اس شیطان مجسم کے آگے کرنے لگا
ماہر شاہ کے نام سے مشہور تھی سر اپنا جھکا کر تعریفیں سنتی تھی اور چپکے چپکے کہتی تھی کہ
اس قدر جو مجھپر سرفرازی اور مہربانی کرتے ہیں یہ سبب زر و جواہر کی تعریف نہیں تو پھر اسی ہی
بدنرخ سوداگر کی بیٹی ہوں کہ جسکو آپنے شہر سے بھی نکلوا دیا تھا اور مال و خزانہ کو لیا تھا آخر
میں بادشاہ اوٹھا اور اوس فقیر سے رخصت ہونے لگا ماہر شاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی اگر پیر و مرشد
اس کمترین کے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں تو عین سرفرازی بندہ نوازی ہے اور یہ بات بزرگوں کی
خصلت سے بعید نہیں اس انسان صورت شیطان سیرت نے کہا کہ بابا البتہ میں آؤنگا ماہر شاہ نے
پھر بادشاہ سے عرض کی کہ میری حویلی شہر سے بہت دور ہے بادشاہ صاحب کو تصدیع ہوگی صلاح یہ ہے
کہ یہاں ایک حویلی بدنرخ سوداگر کی قابل بادشاہوں کے ہے بالفعل خالی پڑی ہے اگر خداوند دو چار
روز کے واسطے عنایت کریں تو یہ غلام ایسے ولی کی خدمت قرار واقعی کرکے اور دولت بیحد وال
سے بہرہ مند ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اے فرزند تونے اسکی خبر کہاں سے پائی کہا کہ اکثر اس شہر کے رہنے والے
اسکی تعریف کرتے ہیں کہا اے ماہر شاہ وہ حویلی تجھی کو بخشی اسبات کے سنتے ہی وہ آداب بجا لایا
اور اپنے لوگوں کو ساتھ لیکر اس حویلی میں داخل ہوا اوسکو بے مرمت دیکھکر بے اختیار
در و دیوار سے لپٹ کر رو دیا لوگوں سے کہا اسکی مرمت کرکے جلد درست کر دیو یہ کہکر اپنے
گھر چلا گیا ایک ہفتہ کے بعد ضیافتوں کا سرانجام کرکے اسمیں آیا اور کئی خوان چاندی سونے کے
جڑاؤ باسنوں سمیت اور بہت سا اسباب زر تار و زربفت اور ایک بوم طلا اور ایک طاؤس
یاقوتی اور بہت سا جواہر بیش قیمت اپنے ساتھ لایا پھر اپنے نوکر چاکر اس حویلی میں چھوڑ کر بادشاہ
کے پاس گیا ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ جہاں پناہ ارادہ ہے کہ چند روز بہ نرخ سودا

کہا ان پیر مردان مجرب کو بہت دعا حضرت باری کرو تب یہ مشکل آپ پیر و مرشد کی توجہ سے حل ہو لشکر کو بادشاہ
نے فرمایا کہ بہتر ہے پھر اس نے کہا کہ میں اس بادشاہ سے کچھ نہیں چاہتا ہوں مگر یہ کہ بادشاہ کی
بجا لایا اور عرض کرنے لگا کہ جو حضرت فرماتے ہیں وہی ہوگا فوراً شہزادہ خدا کی خدمت میں پیر مرشد
قدمی بہ حضور سے بادشاہ عالم پناہ کے عرض کی بادشاہ نے رخصت کیا اور وہ پیچھے پیچھے آ کر
ضیافت کی تیاری کی پھر آ کر کہا کہ تو چاہتا ہے کہ اس فقیر کے گھر میں تشریف لیجیے
بندگی سے پھر عرض کرنا کہ اگر تشریف فرمائیں تو یہ بڑا احسان ہو اس کے بموجب شہزادہ گیا اور
کے بموجب عرض کی اس نے اس بات کو قبول کیا مجھکو اسی کی عادت ہے فقیروں کو ساتھ لیے
ہوئے سونے چاندی کی اشیاء دیکھ کر بادشاہ نے فرش مکلف اور مسند شاہانہ
سے ایک مکان پہلے سے آراستہ کر رکھا تھا جب وہ داخل ہوا شہزادے نے اسکو مسند شاہانہ پہ
بٹھا دیا خوان زر و جواہر سے طلائی و نقرئی ظروف سے فقیر نے قبول نہ کیے تب اس نے تمام طلائی ظروف
پھیروا دیئے اسلئے کہ اگر فقیر کی نظر پڑے پھر کسی خوان میں کچھ منگوا دیئے اور ایک دسترخوان زربفت کا
بچھوا یا چاندی و سنگ پشت کے اس میں طرح طرح کے اور قسم قسم کے کھانے لگا کر پیش کیے اور آفتابہ لگن جیسی چلمچی
آفتابہ سے ہاتھ دھلوا کر عرض کی کہ پیر و مرشد کچھ تناول کریں اور اس کمترین کو سرفراز فرمائیں یہ بات
سنکر اس درویش نے ہاتھ بڑھایا اور اپنے انہیں چالیس فقیروں کے ساتھ کھایا ہاتھ دھلا لیا اور
فقیروں کو بیٹھا کر کہا انہیں چاہیے کچھ کھائیں اگر بہت کھائیں گے تو عبادت الہی نہ کر سکیں گے بادشاہ
نے پھر عرض کی کہ پیر و مرشد اس کمترین کی تسلی نہیں ہوتی دو چار نوالے اور بھی تناول کریں
اس نے کہا میں تیری خاطر سے کھا لیا اور تمام دن رات میں دو چار نوالے کھاتا ہوں باقی یاد خدا
میں مصروف رہتا ہوں کیونکہ جو زیادہ کھاؤں تو عبادت کیا خاک کروں پر دل میں سمجھتا تھا کہ یہ سب
کا سب اپنا ہی کہاں جاتا ہے پھر ایک مرصع کا عطردان اور پاندان آگے لا کر رکھا اس نے
عطر ملا گھڑی دو گھڑی کی بعد رخصت ہو کر اپنے گھر آیا اور ان چوروں سے کہنے لگا کہ یہ کہنا جلد
ہے کہ ہم تم آج ہی کی رات چلکر تمام اسباب چرا کر لے آئیں یہ اسی گفتگو میں تھے کہ رات ہو گئی
تب اس نے چوروں کے کپڑے پہنے اور انہیں چالیس چوروں کو ساتھ لیکر آدھی رات کو اس
حویلی کی طرف چلا بادشاہ نے اپنے دل میں کہا کہ آج

کہین سے نہ ہمیشہ جہان کا تہان پڑے رہنے دینا گہر ستی بنیٹے رہنا اور ایک رقعہ شہر کے کوتوال کو
لکہہ بہیجا کہ آج کی رات ڈاکہ پڑنے کی خبر ہے تم تہوڑے سے لوگ لیکر جلد آؤ اور ایک کونے مین چہپے
گہات مین رہو جسوقت اس حویلی سے آواز بلند ہو اُسی گہڑی تم آپہونچنا اور چورونکو باندہ لینا
کوتوال اس خبر کے سنتے ہی سو دو سو پیادون سے اسکی حویلی کے داہنے بائین آکر بیٹہہ رہا
کہ اتنے مین وہ اجل گرفتہ ایک ڈہاڑا لیکر اسکی حویلی مین آ بیٹہا اور اسباب غارت کرنے لگا غرض پہر ایک
نے پہر ایک طرحکے اسباب کا گہٹر باندہکر اپنے اپنے سر پر رکہا وہ درویش اس طاؤس کو لیکر حویلی سے
باہر نکلا پیادے تو اسی گہات مین لگ رہے تہے اپنی جگہ سے کودے اور انکو باندہنے لگے چپٹ
پیٹ ان سبہونکی مشکین باندہ لین اور گہٹریان اونکے گلے مین ڈالدین غرض اسقدر شور
وغل ہوا کہ کوتوال خود چلا آیا اسنون نے عرض کی کہ آپ بہی اس سے خبردار رہین صبحکو حضور معلی
مین لے جاینگے وہان سے جو حکم ہوگا سو کیا جائیگا حسن بانو دشمنون کو دیکہکر خوش ہوئی اور اپنے
نوکرونکو انعام دیکر خوشنودی سے پاؤن پہیلا کر سو رہی اتنے مین صبح ہوئی بادشاہ نے برآمد
ہوکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا وزرا امیر وخان و نواب مجرا کرکے اپنی اپنی جگہہ کہڑے ہو
حضرت نے فرمایا کہ آجکی شب شہر مین کیا شور وغل تہا اتنے مین کوتوال اُن سب کو باندہے ہوے
آپہونچا اور آداب شاہی بجالایا عرض کرنے لگا آج پہر رات گئے بہرام خ سوداگر کی حویلی مین ڈاکہ
پڑا یہ نمکخوار اس حال کے دریافت کرتے ہی وہان پہونچا اور انکو مع زر و جواہر باندہکر حضور کی
مین لے آیا ہون مگر معلوم ہوتا ہی کہ شاید مین نے انکو کہین دیکہا ہی ظاہرا صورت آشنا سے نظر پڑتی
ہین وہ یہ عرض کر ہی رہا تہا کہ اتنے مین ماہر وشاہ آیا اور مجرا قواعد بادشاہی کی بعد ایک کرسی
جواہر پر بیٹہہ گیا بادشاہ نے پوچہا کہ اے فرزند ارجمند کیا تمہاری حویلی مین شب کو چور آئی تہی اس
نے کہا جہان پناہ کوتوال شہر بروقت پہونچا نہین تو گہر لٹتا اور مین مارا جاتا یہ بات سنکر
بادشاہ نے فرمایا اُن کو ہمارے سامنے لاؤ وہ اسی طرح لے آئی بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اے
فرزند یہ تو ہمارے ارزق شاہ معلوم ہوتے ہین جب نزدیک بلایا تو وہی شاہ صاحب تہے اور اُن
کے چالیسون مرید پہر کوتوال کو حکم کیا کہ توانکی گہٹریان اور کمرین کہول اسباب دکہلا اسنے انکی
تلاشی لی تو پہر ایک کے پاس مال در کمندین ور پہانسیان نکلین بلکہ ارزق کی کمر مین طاؤس

لگا

بلکہ خون بدلکر تن تنہا نکلا اور شاہ آباد کی طرف راہی ہوا ایک مدت کے بعد شہر مین پہونچا پر کچھ نہ کھایا
پہرداروں نے یہ خبر حسن بانو کو پہونچائی ایک مسافر شہر مین ایسا آیا ہے کہ وہ کچھ نہ کھاتا پیتا ہے اور نہ
کسی سے بات کرتا ہے حسن بانو نے اسکو اپنے پاس بلوایا اور کہا اے مسافر تو نے کھانا پینا کیون
چھوڑا اور اسقدر زر نقد کیون نہین لیتا اگر لیتا تو تمہین تیری کام ہی آتا ہے کچھ تو لے اسنے کہا
[illegible] کسی کا محتاج ہو کر نہین آیا ہون مین بھی بہت سی دولت و حشمت رکھتا ہون
[illegible] اسکے مال کی اگر شناخت ہے تو تحقیق [illegible]
سچ ہے اگر خداوند اسکو کھدوائین تو نکلے اور جھوٹ اور سچ معلوم ہو بادشاہ نے فرمایا مین
شرمندہ ہون اور حکم دیا کہ اسکا گھر کھودین جب کھودا تو تمام مال بہ نرخ سوداگر کا نکلا حسن بانو نے
اسکو بادشاہ کے نذر کیا اور عرض کی کہ خداوند امیدوار ہون کہ اس کنیز کا بیان قدم رنجہ
فرمائین تو یہ لونڈی بہت کچھ رکھتی ہے سب حضور عالی مین گذرانے اور اپنی حقیقت ظاہر کرے بادشاہ
نے قبول کیا وہ حضور سے رخصت ہو کر اپنے شہر مین آئی اور تمام شہر آئینہ بندی سے آراستہ کیا دو دن
بعد بادشاہ نے اسکے شہر کیطرف کوچ کیا جب نزدیک پہونچا وہ استقبال کیواسطے باہر آئی
قدمبوس ہو کر محل مین لیگئی ایک مسند شاہانہ بچھایا دوسرا طاؤس [illegible] اور کئی خوان جواہر
آگے رکھے بادشاہ انکو دیکھکر خوش ہوا اسنے سات کوئین زر سرخ کی بہرے ہوئے دکھلائی
تو بادشاہ نے عرض کی کہ ایلکا وزیر کو حکم ہو کہ تمام مال اسباب کو جیکر پیر لدوا کر بھجوا دو
[illegible] ہمیشہ کنوئین پر گئے کیا دیکھتے ہین کہ ساتون کنوئین زر سرخ سے لبالب بھرے ہین
نکالکر لاوین وہ سب زر سانپ و بچھو کی صورت ہو گیا وہ اس واردات سے ڈر کر بادشاہ کے
پاس گئے اور اس حال کو ظاہر کیا بادشاہ حیران ہوا اور حسن بانو کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا
تب حضرت نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہ کر حق تعالی نے تیری ہی قسمت مین لکھا ہے دوسرا اسکو نہ لیسکیگا وہ
تسلی آمیز باتون سے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی اگر حکم ہو تو اسکو راہ خدا مین صرف کرون
بادشاہ نے پروانگی دی اور رخصت ہو کر دولتخانہ مین تشریف لیگئے اور حسن بانو اپنے مکان کو واپس
آئی بادشاہ نے تھوڑے لوگ فوج مین سے اسکی حفاظت کیواسطے وہان چھوڑے
اس نے اسی روز سے ایک مسافرخانہ عالی شان بنایا ہر ایک مسافر کو کھانا کپڑا نقد و جنس
دیتی اور رخصت کرتی چنانچہ کوہ کہیر کا ارادہ کرکے شہر مین آتا تھا [illegible]

پورا نہ کرسکا القصہ منیر شامی اس کی تصویر کو بغل میں لیے جنگل جنگل گوشے گوشے پھرتا پر کہیں
مطلب کا کھوج نہ پاتا تھا اتفاقاً پھرتے پھرتے ایک جنگل میں جا نکلا اور کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر
ایسا بیکس مانند ابر زار زار رونے لگا حاتم بھی اسی روز شکار کھیلنے گیا تھا اتنے میں ایک آواز
دردناک اسکے کان میں پڑی اسنے اپنے لوگوں سے کہا کہ اس آواز کی خبر لاؤ دیکھو تو اس جنگل میں ایسا
ستم رسیدہ کون ہے جو اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے غرض کئی شخص گئے اور آکر عرض کرنے لگے
اے خداوند ایک شخص نوجوان فقیروں کی شکل فلانے درخت کے نیچے بیٹھا رو رہا ہے سوا آنکھیں نہیں
کھولتا ہے نہ منہ سے بولتا ہے حاتم یہ بات کو سنتے ہی اسکی طرف آیا دیکھا کہ زار زار روتا ہے اور سینے
لگائے بے خبر پڑا رو رو کے آہیں بھرتا تھا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کرتا تھا یہ حالت اسکی دیکھ کر حاتم
بیتاب ہو گیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور اپنے جی میں کہنے لگا آہ یہ کیا بلا ہے کہ اس پر یہ ایسا
حال ہو گیا غرض تھوڑی دیر کھڑے سے اور پھر اسکے سرہانے جا کر کھڑا ہوا اور نرمی سے پوچھنے لگا اے جوان
رعنا تجھ پر کیا ایسی مصیبت پڑی جو تیری یہ حالت ہے اسنے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک شخص نوجوان
مہ جبین سرو قد نیک شکل بادشاہوں کی سی پوشاک پہنے ہوئے حال پوچھتا ہے جب اسنے الفت
و شفقت کے ساتھ اسکے دیکھا بے اختیار رو دیا اور کہا اے بھائی کیا کہوں نہ طاقت تحریر کی نہ قدرت
تقریر کی اسکے سوا کچھ نظر نہیں آتا جو میرا درد دل سے دور کرے اور اسکا علاج کرے
حاتم نے کہا تو خاطر جمع رکھ اور مجھ سے کہہ کیونکہ میں نے خدا کی راہ پر کمر باندھی ہے تیرے بھی
کام کرنے میں قصور نہ کروں گا اگر دولت دنیا درکار ہے تو ابھی دے اور اگر کسی دشمن
نے ستایا ہے تو اسکو سامنے کر دے مار ڈالونگا یا آپ ہی مر جاؤں گا اگر معشوق کے ملنے کی
آرزو رکھتا ہے تو وہ بے سعی نہیں ملسکتا اسکی تدبیر کرونگا خدا کے فضل سے اسکو بھی تجھ سے
ملا دونگا اگر کسی کا طالب ہے تو وہ بھی حاضر ہے منیر شامی نے جو اس صاحب کی باتیں سنیں آفرین مرحبا کہکر
دعائیں دیں اور کہا اے جوان صاحب قدر تو سلامت ہے جو ہم غریبوں کو دلاسا دیتا ہے یہ کہکر وہ
تصویر اپنی بغل سے نکالی اور اسے دکھلائی اور پوچھا کہ اب تو ہی بتا کہ بن دیکھے اسکے کیونکر جیوں
اور اپنا حال تباہ کس طرح ظاہر نہ کروں حاتم نے جو وہ شکل دیکھی جھجک کر رہ گیا پھر کہنے
لگا حق بجانب تیرے ہے جو اتنا بیتاب ہے خیر ذرا صبر کر خاطر جمع رکھ خدا سب آسان کرے گا امید ہے میں بھی تیرے

کام مین قصور نکرونگا جب تک تیرا یار تجھسے نہین ملتا ساتھ نہین چھوڑتا غرض اسیطرح تسلی دیکر ڈھارس بندھا گھر مین لے گیا وہان حمام کروا کر پوشاک نئی لوا کے منیا نفیس کھلائین دکھائے دو چار روز اسی طور سے مشغول رہا پھر ایکدن اُسکے آگے اوس نے کہا ای عاشق صادق مین تجھسے ٹالتا نہین اب تیرے مطلب کی تلاش کرتا ہون اور کمر کوشش کی باندھتا ہون شہزادہ بولا ای میرے یار کامگار ہر کام آغاز و انجام نہین رکھتا مین اور نہین کہ تو عیش و عشرت مین رہو اور آپ کو محنت و مشقت مین ڈالے حاتم بولا کو تو نہین چاہتا نہ چاہو مگر مین نے یہ سخن کو تا مقدور نباہونگا اور تجھسے تیری محبوبہ کو اگر جیتا بچا تو ملا دونگا غرض نیوار کاندوات کو جمع کرکے فرمایا کہ جس صورت سے مسافرونکو مکان ہو کو نکو کھانا ننگون کو کپڑا مفلسونکو خرچ میسر سامنے ملتا ہے اسیطرح میرے آنیکے زمانہ تک سبکو ملے جائے یہ کوئی نہ کہے کہ حاتم اس شہر مین نہین اب کون کسیکو دیگا اس امر مین تساہل و تغافل نکرنا بلکہ پہلے کا رو بار تجھو بھی جاری رکھنا اسیطرح سے سمجھایا اور آپ منیر شامی کے ہمراہ شاہ آباد کا رستہ لیا کتنے دنونمین وہان ہو پہنچا حسن بانو کے لوگ جو ہمازاری پر مقرر تھے پیشوائی کرکے ان دونونکو مہمانسرا مین لیگئے قسم قسم کے کھانے لیجا کر روبرو رکھے روپیہ اشرفی بہت سے حاضر کئے اور بہت التماس کیا کہ آپ بے تکلف کھانا نوش جان کیجئے اور زر سرخ و سفید جسقدر درکار ہو بیتامل لیجئے اوسنے کہا ای بندے خدا کے مین محتاج روٹی اور طالب زر و جواہر کا ہو کر نہین آیا ہون حق تعالی نے مجھکو سب کچھ دیا ہے اور بہت سے ملکون کا سفر کیا ہے میری تو آرزو بہت بڑی ہے لوگون نے اسبات کو سنکر حسن بانو سے کہا کہ حاتم نام ایک شخص تازہ وارد تمہارے سوال کا جواب دینے پر مستعد ہے لیکن منیر شامی بھی اسکے ساتھ ہی ہے اس ذکر سنکر دونونکو بلوایا جب وہ آئے تو چلمن کی اوٹ مین ہو بیٹھی اور پوچھنے لگی کہ تمہارا کیا حال ہے حاتم نے کہا شکر ہے جیتے تو ہین اسکے پھر لقا اپنی مبتلا کو ذرا صورت دکھا کہ اسکے دلکو ذرا تسکین ہو جاوے اور کچھ زندگانی کا پھل پائے وہ بولی اے بندۂ خدا مین نامحرم کے سامنے کیونکر اسطرح اپنا دیدار دکھاؤن مگر ہان جو کوئی یہ ساتون سوال پورے کریگا وہی عقد کے بعد میرے گلشن عیش سے راحت چنیگا اور شراب وصل پئیگا تب حاتم نے کہا کہ وہ کون سے سوال ہین تم اپنی شیرین زبانی سے

یہ تصویر اس وقت کی ہے کہ حاتم کا پرستان مین آنا اور غائب ہو جانا
اور کہنا اسکا کہ ایکبار دیکہا دوسری دفعہ کی ہوس ہے

بیان کرو تاکہ اُن سوالات کی تکمیل کی فکر کرون اور اوس آوارہ وطن شوریدہ سر کی امید دلی برلاؤن مہر لقا آمادہ ہوئی اور کہا کہ اے حاتم خدا تجھکو اسکی جزا دے مگر مین پہر کہتی ہون کہ اس خیال خام سے باز آ اور اپنی جان کو اس تہلکہ مین نہ ڈال حاتم نے کہا اے ملکہ یہ بات جوانمردی سے بالکل بعید ہے کہ ایک مایوس کو امید دلانا اور اسکی دل شکنی کرنا - اے ملکہ دوسرا وہ کیا سوال ہے بیان کر اور اسکے ساتھ یہ قول بھی دو اگر ان سوالون کو پورا کرون تو تمکو جسے چاہون دون اُس نے اس بات کو مانا اور اقرار بخوبی کیا پہر اکیدن دسترخوان پاکیزہ بچہوا کر طرح طرح کی کہانا کہلا کر تہوڑے بہت روپیے دیے اور رخصت کے وقت یہ کہا اے حاتم پہلا سوال تو یہ ہے کہ ایکبار دیکہا دوسری دفعہ دیکہنے کی ہوس ہے اسکی خبر لاؤ کہ وہ کون اور کہان ہے اور اسنے ایسا کیا دیکہا ہے کہ دوبارہ جسکے دیکہنے کی آرزو رکہتا ہے پہلے اسکو پورا کرو پہر دوسرے کی فکر کیجو حاتم نے اس بات کے سنتے ہی منیر شامی کو سپرد کیا کہ یہ میرا بہائی ہے جب تک مین بیابان

نہ آوے تب تک اپنی مہمانی مین رکہنا اور خاطر کیا کرنا یہ کہکر حاتم وہان سے رخصت ہوا
اور منیر شامی کو مہمانسرا مین چہوڑ کر کسی طرف کو چلا

پہلا قصہ حاتم کے جانے کا اور پہلی شرط بجا لانے کا

القصہ حاتم تہوڑی دور گیا اپنے جی مین کہنے لگا اب کیا کرون کسکی ڈہونڈہون کسے دیکہے بہلا یہ کدہر جاؤن اور اس مقصد کو کیونکر پاؤن مگر اے خدا یہ مشکل تو ہی آسان کریگا یہ سوچکر چپ چاپ چلا جاتا تہا کہ ایک جنگل بیچ جا نکلا آگے بڑہا تو دیکہتا کیا ہے کہ ایک بہیڑیا قریب ہے کہ ایک ہرنی کو پکڑے ہے اور پہاڑ چیر کر کہایا چاہتا ہے اس کے بچے ان اندیشہ ہرنی کو کہا سلیں جا کر آواز سنا کہ یہ پکار کر کہا کوئی پکار رکہتا ہے خبردار بچے والی ہے دودہ اسکی چہاتیون گرتا ہے وہ اسنا کو خوش کرو اور کہڑا ہوکر کہنے لگا شاید تو حاتم ہے جو ایسے وقت مین اسکے آڑی آسان کرنے آیا اور اسکو چہڑایا اور کہنے لگا کہ تیری ہمت سے تجہے پہچانا لیکن تمام ملک مین یہ بات مشہور ہے کہ ہر ایک مخلوق پر احسان کرتا ہے پر یہ سبب معلوم نہین کہ میرا نوالہ میرے منہ سے کیون چہڑایا تب حاتم نے کہا کیا چاہتا ہے وہ بولا میری خوراک گوشت ہے جو پاؤن تو کہاؤن حاتم نے کہا سب جانورون کو تو گوشت چاہیے میرے بدن سے کاٹ لے اور اپنا پیٹ بہر کر چلا جا اسنے کہا آدمی کا گوشت اچہا ہوتا ہے اگر ذرا سا چکہا دے تو کہا دون تب حاتم اسی گہڑی خنجر کمر سے کہینچ لیا اور ایک ٹکڑا سا کاٹ کر اسکے آگے ڈالدیا وہ گوشت اسنے کہایا اور سیر ہوکر بولا اے حاتم ایسی مصیبت تجہ پر کیا پڑی جو یہ سا شہر چہوڑ کر ایسی تکلیفین اٹہاتا اور جنگل جنگل پہرتا ہے حاتم نے یہ جواب دیا کہ منیر شامی حسن بانو پر عاشق ہوا ہے اور وہ سات سوال رکہتی ہے جو اسے پورا کریگا اسے قبول کریگی مین نے اس کام پر کمر باندہی ہے چنانچہ پہلا سوال یہ ہے کہ ایکبار دیکہا ہے دوسری بار کی ہوس ہے یہ ایک شخص کہتا ہے خبر نہین کہ وہ مکان کہان ہے اور وہ شخص کون ہے اور ایسا کیا دیکہا ہے کہ جسکے دیکہنے کی دوبارہ آرزو رکہتا ہے چنانچہ اسکی فکر لگائے سر پہرا چلا جاتا ہون کہین تو کہوج اور اسکا پتہ ملیگا اسبات کو سنکر بہیڑیے نے کہا اے جوان مین

اس مکان کو جاتا ہوں اکثر بزرگوں کی زبانی اسکا پتہ پایا ہے اسکا نام دشت ہویدا ہے جو جاوے
ہے تمام دن پھرتا ہے اور یہی آواز سنتا ہے حاتم نے کہا دشت ہویدا کہاں ہے جھیپر یا بولا یہاں سے تھوڑی
دور جا کر دو رستے ملینگے تو بائیں ہاتھ کی راہ چھوڑ کر داہنی راہ پر جیو لیکن وہاں پہونچے
کا دارا بنیا سے دعا حاصل کر لگا ہرنی اسکو دعا دیکر چلی جھیپر یا بھی رخصت ہوا
وہ دونوں اسکی جوانمردی کے قائل ہیں دو چار قدم آگے چلا کہ درد سے
ناچار ایک درخت کے نیچے تڑپنے لگا وہاں ایک گیدڑ کا بھٹ تھا وہ اپنی مادہ
شکار کی تلاش میں گیا تھا دو چار گھڑی کے بعد جو گیدڑ آیا حاتم کو اپنی جگہ پر بیٹھا پایا تب مادہ نے
اس سے کہا کہ یہ آدم زاد کہاں سے آیا ہے اس مکان کو چھوڑنا چاہیے کیونکہ غیر جنس سے کس
طرح موافقت اور کیونکر صحبت ہو مثل مشہور ہے آدمی کو حیوان سے کیا نسبت گیدڑ نے
کہا اے مادہ یہ جوان حسین حاتم ہے دشت ہویدا کی خبر کو جاتا ہے اب جو تڑپ کے درد سے
اس درخت کے نیچے گر پڑا اور بیجان ہو گیا ہے وہ بولی تو نے کیونکر دریافت کیا اس
نے کہا میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ فلان تاریخ فلان روز اس جگہ حاتم کا گذر
ہو گا درخت کے نیچے اذیتیں کھینچے گا سو وہ تاریخ اور دن یہی ہے اس نے کہا اسکا حال
سچ کہہ وہ بولا یمن کا شہزادہ ہے اور بڑا سخی ہے آج فلان جنگل میں ایک ہرنی بچے والی چرتی
تھی اور ایک بھیڑیا پاس پہنچا اسنے اپنے چوتڑ کا گوشت دیکر اس بھیڑیے سے وہ ہرنی
چھڑا دی اور اپنے اوپر مصیبت لی اسنے کہا انسانوں میں کب ایسے صاحب مروت ہوتے ہیں اور
کب کسی پر رحم کھاتے ہیں اسنے کہا برائے خدا تو یہ کیا کہتی ہے انسان ہر ایک مخلوق پر
بزرگی رکھتا ہے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے خصوصاً حاتم نہایت اہل ہمت و صاحب مروت
و قدردان و خدا پرست ہے سخاوت بھی اس قدر رکھتا ہے کہ اپنا گوشت بچا کر جان بچا دی
اس نے جو اسکی اتنی خوبیاں سنیں تو کہا یہ ایسے زخم سے کیونکر اچھا ہو جاویگا گیدڑ نے
کہا اگر پرند کے سر کا بھیجا اسکے زخم پر لگے تو بات کہتے میں اچھا ہو جاوے پر یہ بات
مشکل ہے اسواسطے کہ وہ ایک جانور ہے دشت ماژندران میں ہے اور اسکا جسم مور
کے مانند ہے اور سر آدمی کا سا کوئی اسکے پاس جاتا ہے اور شربت پلاتا ہے وہ مست

ہو کر ناچنے لگتا ہے اور تماشا دکھلاتا ہے بعضے آدمی ہم سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی عورتوں سے
یہ سنکر وہ بولی ایسا کون شخص ہے جو اسکا سر کاٹ لائے اور حاتم کو اچھا کرے اسنے کہا اگر تو ساتوں
روز دن کو دن نہ سمجھے اور رات کو رات نہ جانے اور نہ کھاوے اور نہ پیوے اور آٹھوں پہر اسکی
خبر گیران رہے تو میں جاؤں اور اسکا سر کاٹ لاؤں اس نے کہا اس سے کیا بہتر ہے کہ
البتہ تیرا بڑا احسان ہوگا غرض وہ دونوں وہاں سے پھر کر دشت مازندران میں وارد
ہوا اور اس کو کسی درخت کے نیچے سوتا پایا تب جا کر اسکا سر اس کے تن سے کھینچا کہ بدن
جدا ہو گیا پھر اسکو لئے ہوئے اپنے گھر آ پہنچا وہ بھی اسی طرح اسکی خبرداری میں مصروف
رہی چنانچہ اس کے آنے تک اسنے چیونٹی کے بچے کو بھی اس کے پاس آنے نہ دیا اور رات کو
سرہانے بیٹھی جاگا کی حاتم بھی پڑے پڑے اسکی محنت و مشقت کو دیکھا کرتا تھا کہ اتنے میں
گیدڑ نے اس جانور کا سر لا کر اسکے آگے رکھ دیا اسنے وہ سر توڑا اور اسکا مغز حاتم
کے چہرے پر لگایا وہ زخم وہیں بھر آیا اور درد جاتا رہا حاتم اٹھ کھڑا ہوا اور اسکی طرف دیکھ کر
کہنے لگا اے جوان یہ تو نے بڑا احسان کیا مگر خوف ہے کہ میرے واسطے اس جانور کی جان گئی اسکا
عذاب مجھ پر ہوگا میں خدا کو کیا منہ دکھلاؤں گا اس بات کو سنکر اسنے کہا یہ گناہ میری
گردن پر ہے تو کچھ اندیشہ نہ کر کیونکہ ہم بھی اپنے خالق کو جانتے ہیں وہ اسی گفتگو میں تھے کہ
اتنے میں حاتم نے کہا اگر تم نے مجھ پر احسان کیا ہے تو کچھ خدمت مجھے بھی بتاؤ کہ میں اسی کو بجا لاؤں اور اس
کام کو بخوبی کروں گیدڑ بولا اے جوانمرد اس جنگل کے قریب کفتار رہتے ہیں اگر تو ہمارے بچے
ہر سال کھا جاتے ہیں اتنا قابو نہیں جو انکو مار کر اپنے بچے بچائیں اگر تو انکو مارے
اور ہمارے سر سے یہ آفت ٹالے تو بڑا احسان کرے بلکہ بے داموں مول لے حاتم نے
کہا مجھے ان کا مکان دکھلا دو میں تا مقدور قصور نہ کرونگا وہ مکان وہاں سے چھ کوس پر تھا
غرض وہ حاتم کو لیکر گیا اور دکھلا کر آپ کسی جھاڑی میں چھپ رہا حاتم آگے گیا اور اس
جگہ کو خالی پا کر بیٹھا کہ اتنے میں ایک جوڑا آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی ہمارے مکان پر بیٹھا
ہے اس بات کو دریافت کر کے وہ دونوں آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ اے شخص یہ جگہ تیری نہیں
تو یہاں کیوں آیا اور ہمارے گھر میں آ بیٹھا اگر اپنا بھلا چاہتا ہے تو اٹھ جا یہاں سے پھر جا نہیں تو ابھی تجھکو

کمت لیتے ہین اس نے کہا اے نادان مین مردم آزار نہین اور نہ شکاری ہون تم مجھسے اتنا کیون ڈرتے ہو اگر یہ مکان تمہارا ہی تو تمہین مبارک رہی شوق سے آرام کرو گفتار دونے یہ کہا کہ آدمی کو مروت سے کیا کام تو ہمکو فریب دے چلا جا چلا جا نہین تو رنج کھینچے گا اور مارا جائیگا حاتم نے کہا اے حیوانو براے خدا جیسے اپنی جان جانتے ہو ویسے غیر کی بھی جان تو یہ کیا ناانصافی ہے جو گیدڑ کے بچے مارو اور آپ کو پالو وہ بولے کہ اے جوان کیا اس گیدڑ کا حمایتی ہو کر ہم سے لڑنے آیا ہی اسنے کہا کہ خدا کی قسم مین انکا حمایتی بنکر نہین آیا ہون بلکہ منت کرتا ہون کہ تم اس کے بچون کے کہانے سے انکار کرو اور غضب خدا سے ڈرو وہ بولے کہ اے انسان الٹا تم کیا کہتا ہی کوئی دم مین وہی حال تیرا ہوتا ہی اسبات کو سنکر حاتم نے کہا از براے خدا اس کے بچون کے تئین مت کہاؤ مگر ان بچون سے ہاتھ اوٹھاؤ وہ بولے کہ انکو تو کہاینگے آج تجھے بھی نہ چھوڑینگے حاتم نے کہا قسم ہے تمکو اپنے خداے معظم کی کہ جسنے اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا ہے تم گیدڑ کے بچون کے کہانے سے باز آؤ وہ کریم رزاق ہے پھر تمکو وہین رزق پہونچائیگا وہ بولے انہین کب چھوڑتے ہین اور تجھے کب سلامت جانے دیتے ہین تب حاتم نے متامل کیا کہ یہ کمبخت نہایت سخت دل ہین خدا کی قسم بھی نہین جانتے ان کو مارا چاہیے یہ سمجھکر مارے غصے کے لال ہو گیا اور اپنی جگہ سے اوچھل کر ان دونو کی گردن پکڑ کر زمین پر دے پٹکا اور جی مین کہا کہ اب انکو کیونکر مارون کیونکہ مین نے آجتک نہ کسی کو مارا نہ کسی کو دکھ دیا ہے پر انہون نے خدا کی قسم سے انکار کیا ہی کچھ سزا دیا چاہیے اسبات کو جی مین ٹھہرا کر خنجر کمر سے کہینچ کر موہنہ سے اونکے دانت توڑے اور پہل سے ناخون کاٹ ڈالے پہر سجدۂ شکر ادا کرکے دعا مانگی کہ اے شافی حیوانون کا درد دور کر یہ دعا اسکی جناب الٰہی مین قبول ہوئی اسی گھڑی درد جاتا رہا پہر اسنے ان کو چھوڑکر آزاد کیا وہ رو رو کر کہنے لگے اب ہمکو رزق کیونکر ملیگا اور ہم کیونکر جیینگے حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نکرو خدا رازق ہے وہ کسی نہ کسی ڈہب سے پہونچا دیگا اتنے مین وہ گیدڑ سامنے آکر کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکہین آج کے دن سے ان کا کہانا پینا ہمارے ذمہ ہوا ہم جہان مین جبتک جیتے ہین تب تک جہان سے جا مینگے وہان سے لاکر ان کو کھلائینگے یہ بات سنکر حاتم ان سے رخصت ہوکر آگے بڑہا تہوڑی دور

اسنے کہا ای گیدڑ مروت سی دور ہی جو حاتم فرشتہ ہی یہ اسکو تنہا چہوڑتا ہی اسکا ساتھ نہ دے اسلئے
ہاتی کے سنتے ہی وہ دوڑا اور پکارکر کہنے لگا ای حاتم مین بہی تیرے ساتھ چلتا ہون پہر
چلو کہا اسنے کہا ای جوان مین تیرے ایک احسان سی گردن اٹہا نہین سکتا دوسرا بوجہ
کیونکر اوٹہاون اور اپنے واسطے تجہے وطن سے آوارہ کس لیے کرون ہان اگر خدا نے چاہا تو ان باتون کا انجام
ہو سکیگا اگر تو ساتھ ہی چلے تو بہتر ہی تو بہی احسان ہے پہر کہہ کہ کون راہ نزدیک ہے اسنے
کہا جو راستہ نزدیک ہے اسمین صعوبت سی آفتین ہین اور دوسری راہ دور ہے دونو کو
اسمین اس قدر خطرہ نہین اسواسطے مین تیرے ساتھ چلتا ہون تب حاتم نے کہا کہ راہ
نزدیک بتا دو اسلیے کہ خدای تعالی راہ نزدیک کی مشکل مجہہ پر آسان کریگا تب گیدڑ
نے کہا جو راہ تیرے آگے آتی ہے وہی نزدیک ہے اگر سلامت رہیگا تو تیرے پہاڑ کو پہونچیگا
حاتم اسکو رخصت کرکے آگے چلا ایک مدت کے بعد ایک جزیرہ نظر آیا دریا کا پانی کہہ اسکو ہو نہ لگا
اب کنارہ دریا کا دیکہا اور اس جنگل مین خرس بہت سے تہا کہ تمام سمجہے تیری تہی اتفاقا
دو سو ریچہ اس جگہہ پر سیر کرتے تہے حاتم کو دیکہتے ہی خوش ہوئے اور پکڑکر اپنے بادشاہ
کے پاس لیگئے وہ اسے دیکہکر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس بیٹہو اور اپنا احوال
کہو کہ تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اور کیا نام رکہتے ہو تو یون جانتا ہوں کہ شاید
یمن کے بادشاہ ہو اسبات کو سنکر اسنے کہا ہان تم سچ کہتے ہو مین حاتم ہون سیر کرتا
ہوا اس جنگل مین آ نکلا ہون اسنے کہا ہماری آنکہون سی بہت اچہا ہوا جو تم یہان
تشریف لائے اب اپنی بیٹی تمہین بیاہ دونگا کیونکہ اس جنگل مین کوئی آدمی کے لایق
نہین اسکی تنہائی اسنے کہا مین انسان ہون اور تو حیوان میرا اور تیرا کیا جوڑ ہے وہ بولا اسکی
تمام صحبت کی لذت مین انسان اور حیوان ایک ہین تو کچہہ اندیشہ نہ کر اور لڑکی بہی ہمیشہ سے
راضی ہے یہ کہکر اسنے اپنے دو چار خرسون سے کہا کہ تم لڑکی کو عطر وغیرہ سے اور زیور
سے آراستہ کرو اور دولہن بناکر فلانی حجرے مین بٹہاؤ اور اس لڑکی کو بنا سنوار کر اوس
حجرے مین لیگئے پہر حاتم کو بہی وہان لیگئے اس نے حجرے مین سو ہی بیٹہی دیکہی تب حاتم کو
دیکہا متعجب ہوکر مجلس مین پہر آیا اور کہنے لگا تو بادشاہ ہے اور مین فقیر ایسی شہزادی

اپنی جورو کرون نہا چہتا تھا کہ ادب ہوا اس نے کہا اسبات کو قبول کر اور حیلہ کو چھوڑ تو
یمن کا بادشاہ ہے جو متفکر ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ مین کس بلا مین پھنسا اب کیا کرون ایک قدم بھی
نکلا ہوں اگر یہان بیاہ کر کے رنگ رلیان مناؤنگا تو وہان منیر شامی میرا انتظار کھینچیگا پھر آخر
خدا کو کیا جواب دونگا بادشاہ خرس نے جو پھر اسے سر بزانو دیکھا تو پوچھا ای جوان اگر تو اسبات کو
قبول نہ کریگا تو قیامت تک نہ چھوٹیگا بلکہ اسی قید مین مرجائیگا دیکھ اس بات کا بھی جواب دیا
اور سر اٹھا کر نہ دیکھا تب شاہ خرس نے غضبناک ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ اسکو فلانے غار مین لیجا کر
اور اسکے منہ پر ایک سل سنگ خارا کی رکھو اور خبردار رہو اس کلام کے سنتے ہی خرس اٹھے
اور حاتم کو اوس اندھیرے غار مین بند کر کے اس کے منہ پر بھاری پتھر رکھدیا وہ اس غار مین بھوکا
پیاسا حیران تھا کہ سات دن کے بعد خرس کے بادشاہ نے اسے بلوایا اپنے پاس بٹھایا اور
سمجھایا کہ اے حاتم میری لڑکی قبول کر وہ پھر سر بزانو ہوا اور اسکو خاطر مین نہ لایا تب اسنے
ایک خوان میوے کا منگوا کے اسکے آگے رکھا وہ بھوکا تھا بے اختیار کھانے لگا جب حاتم
کا پیٹ بھرا اوس نے کہا ای جوان اس پری پیکر کو اپنی زوجیت مین لے اور حظ زندگانی اوٹھا
حاتم نے کہا مجھ سے ہرگز نہو سکیگا انسان کو حیوان سے کیا نسبت اسنے پھر غصہ ہو کر کہا کہ
اسے غار مین ڈالدو انہون نے اسی طرح کیا وہ کئی دن تک بے آب و دانہ قید مین رہا اتفاقاً
ایک شب خواب مین وہ پشیمان کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر مرد سرہانے کھڑا کہتا ہے کہ اے حاتم کیوں
اپنی جان کا خواہ مخواہ اس اندھے کنوئیں مین کھوتا ہے اور نہیں جانتا کہ تو کس کام کو آیا ہے جب
تک اسکی بیٹی کو قبول نہ کریگا تب تک اس قید سے نہ چھوٹیگا اور ہزارون آفتون مین مبتلا رہیگا
ای حاتم تیرا چھٹکارا اسی مین ہے ورنہ اس قید مین مرجائیگا تجکو لازم ہے کہ اسکی بیٹی کو راضی
خوش کرے کہ وہی تجکو بخوبی رخصت دلوادیگی یہ خواب دیکھتے ہی چونک پڑا اتنے مین پھر
خرس نے بلوایا اور کہا اے حاتم تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ میری لڑکی قبول کر اس نے
شرط پر منظور کیا کہ جب مین اسکے ساتھ بیاہ کرون تب کوئی ریچھ میرے گھر مین نہ آوے بادشاہ
نے کہا ای حاتم یہ کیا بات ہے کس خرس کی مجال ہے جو وہان دھیان کرے آنا تو درکنار ماحصل
کلام اسنے اپنے ارکان دولت کو جمع کر کے مجلس شادی جمائی مسند شادی

ہوائی اور حاتم کو اُس پر بٹھاکر اپنے رسوم کے موافق اُس لڑکی کو بیاہ دیا اور اسکا ہاتھ اُس
کے ہاتھ مین پکڑا کر آپ اپنے لوگون سمیت حجرہ سے نکل آیا حاتم نے اوس لڑکی کے ساتھ آرام
فرمایا اور مزا اسبت اُٹھایا اسی صورت سے ہر روز اُس رشک قمر کے ساتھ عیش کرتا تھا اور میوے
قسم قسم کے کھاتا تھا غرضکہ یہان تک میوے کھائے کہ جی بھر گیا اور طبیعت سیر ہو گئی آخر گھبرا کر
ایکدن اپنے خسر کے پاس گیا اور کہنے لگا حضرت سلامت میوے کھاتے کھاتے گھبرا گیا اگر تم آج
سے ہو تو جی بہرے اور طبیعت لگے اُسنے اوسیوقت رعیت کو بلوا کر کہا کہ تم ہر قسم کا غلہ اور شکر
اور گھی وغیرہ اور پاس گانون اور شہرون سے لے آؤ وہ اسبات کے سنتے ہی دوڑے اور
ہر ایک شہر سے طرح طرح کے باسن خوش اسلوب اور قسم قسم کے اجناس انسان کے ہر شے
پل بھر مین لے آئے حاتم نے انواع اقسام کے کھانے پکوائے اور اپنی بی بی کے ساتھ بیٹھکر
نوش جان فرمائے بلکہ اسی طرح سے ہر روز کھاتا اور عیش و عشرت کرتا جب تین مہینے
گذر گئے تب اس نے ایکدن عین اختلاط مین اہلیہ سے کہا کہ جانی مین ایک کام کیواسطے اپنے شہر
سے نکلا تھا پھر تیرے باپ نے زبردستی میرا بیاہ تیرے ساتھ کر دیا اگر اپنی خوشی سے چند روز کے
واسطے رخصت دلوا دے تو عین احسان ہے جب مین اس کام سے فرصت پاؤنگا اور جیتا
بچونگا پھر تجھسے ملاقات کرونگا وہ اسبات کے سنتے ہی اپنے باپ کے پاس جا کر کہنے
لگی کہ بابا یہان وہ اسطرح کی باتین کہتے ہین اس نے کہا بی بی اگر تو راضی ہے تو تیرا خاوند ہے
اور تو اُس کی جورو ہے جو چاہے او تو وہ بولی کہ یہ مرد نہایت راستگو معلوم ہوتا ہے اپنے وعدہ
پر مقرر آویگا کچھ مضائقہ نہین پھر اُنکی دوا اُس نے بلوا کر رخصت کیا اور بہشت سے ریچھ کو
کہہ دیا کہ اسکو بخوبی تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچا دو تب اُسکی بیٹی نے ایک مہرہ حاتم کی پگڑی
مین باندھ دیا کہ اکثر جگہ یہ تیرے کام آویگا غرض وہ دونون سے رخصت ہو کر آگے چلا
چند روز کے بعد ایک ریگستان مین پہونچا جہان دانہ پانی نظر نہ آتا تھا مگر شام کے
وقت ایک پیر مرد منہ پر برقع ڈالے دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دیجاتا تھا وہ اسی
طرح کھا پی لیتا اور رات دن منزلین طے کرتا ایکدن سامنے سے اژدہا پہاڑ کے مانند
نظر آیا اُسکو دیکھکر گھبرایا لیکن چلنے سے باز نہ آیا جونہین اُسکے پاس پہونچا دہن [illegible]

کھینچا وہاں حاتم نے ہر چند اپنے کو سنبھالا پر سنبھل نہ سکا صاف اسکے منہ میں چلا گیا جب آنکھ کھولی اپنے تئیں
پیٹ میں دیکھا تب سجدہ شکر بجا لایا اور یہ کہنا شروع کیا خود بخود [illegible] آلودہ گناہ [illegible]
بندہ خدا کے منہ میں پڑا ہے جا بجا خدا کی کسی کام کا نہ تھا حق تو یہ ہے کہ جو کوئی آپ کو [illegible]
واسطے [illegible] گھر بار پر یاد رکھے اور آپ کو اسکی یاد میں مشغول رکھے تو ہر بار [illegible] ہوا [illegible]
امتحان کے واسطے کچھ [illegible] دیتا ہے اگر وہ مصیبت سے بچا اور ثابت قدم رہا [illegible]
[illegible] دل کو تسلی دیتا تھا اور حضرت ایوب کی [illegible]
[illegible] میری مشکل بھی آسان کر [illegible]
[illegible] پھر گیا اور [illegible]
[illegible] کیا [illegible] کہ جلتے ہوئے اسکی [illegible]
پاس [illegible] تھا [illegible] آگ میں جلے نہ پانی میں ڈوبے نہ زہر اس پر اثر کرے
اسی سبب سے وہ جیتا رہا اور اوس پر کچھ اثر نہ کیا تین روز کے بعد وہ اژدہا گھبرایا اور اپنے جی
میں کہنے لگا کہ یہ بلا میں نے کیا کھائی ہے جو ہضم نہیں ہوتی اور بڑی دوڑی پھرتی ہے غرض
وہ اپنے پیٹ کے دکھ سے بیقرار رہتا تھا اور حاتم اسکے پیٹ میں چین لیتا تھا بلکہ چار دن
[illegible] پھرتا تھا اور اسکی انتڑیوں کو پاؤں سے روندتا پھرتا تھا آخر کار اوس
نے معلوم کیا یہ لقمہ تمام عمر کا کھایا پیا سب نکالیگا اس بات کو جی میں ٹھیرا کے حاتم باہر
نکل پڑا اور ریت پر کھڑا ہوکر کپڑے سکھانے لگا وہ جب خشک ہوئے تب ان کو پہن کے
روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک تالاب نظر آیا بے اختیار دوڑ کر اسکے کنارے پر جا بیٹھا
اور اپنے کپڑے دھونے لگا اتنے میں ایک مچھلی پانی میں سے نکلی اسکے نیچے کا دھڑ آدھا مچھلی کا
تھا اور سر [illegible] انسان کا آدمی کا حاتم اوسکی شکل دیکھ کر شکر بجا لایا اور قدرت خداوندی پر
عش عش کرنے لگا غرض [illegible] تھا وہ اسکا [illegible] لگی اور [illegible]
مکان میں اس کو [illegible] آپ [illegible]
کا کیا [illegible] اس بات کو [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] اپنے گھر کو [illegible]
[illegible] چاہتی [illegible] مجھکو [illegible] اس جگہ [illegible]

کروں اور تیرے دلکی آرزو برلاؤں اُس نے اس بات کو قبول کرکے کہا کہ میں تین روز کی بعد
تجھکو جہاں سے لائی ہوں وہاں پہونچا دونگی حاتم خوش ہوا اور بہ عنایت اُسکی صحبت کی
تین روز کے بعد اُس سے کہا کہ اے سہیلی اب تو اپنا وعدہ پورا کر اُس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر پانی میں
غوطہ مار کر کنارے پر پہونچا دیا پھر تکیہ لگا کے [illegible] حاتم نے کہا کہ
مجھے ایک ایسا ہی کام ضروری ہے نہیں تو میں تجھ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مکان عالیشان [illegible]
[illegible] مقام [illegible]
تھا ہی وہاں جاتے ہی سو رہا [illegible] پہونچا اور دیکھا کہ ایک جوان
خوبصورت غافل سوتا ہے خود پاس اسکے آکر بیٹھ گیا حاتم دیر کے بعد بیدار ہوا اور آنکھیں
مل ملکر دیکھنے لگا تو ایک شخص اسکے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا وہ بجز اسکے دیکھنے کے گھبرایا
اپنی جگہ سے اُٹھا اور جھک کر سلام کیا اس نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں جائیگا اور اس
جنگل میں کس کام کے واسطے آیا ہے حاتم نے کہا میں بہشت پوید آگیا وہ لگا بہتر ہے کہ
آپکی زیارت نصیب ہوئی آگے جو مرضی اللہ کی اسنے کہا کہ اے جوان اس خیال
خام کو دور کر کیوں جان گنواتا ہے مجھکو افسوس ہے کہ کوئی تیری آشنائی دل سوز
تھا جو تجھکو سنے دیا اس نے کہا کہ میں اپنی مراد کیواسطے نہیں جاتا ہوں میں نے للہ
ایک غیر کے واسطے کمر ہمت باندھی ہے اور قدم جستجو راہ سعی میں رکھا ہے آگے جو حقتعالی
کرے کہ منیر شامی خوارزم کا شہزادہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے وہ
سات سوال رکھتی ہے جو کوئی اسکے ساتوں سوال پورے کریگا اُس کو قبول کریگی
اور وہ شہزادہ ان کے جواب سے عہدہ بر آنہو سکا تب اُس نے اپنے شہر میں رہنے
نہ دیا ناچار وہاں سے نکلا جنگلوں میں خراب پھرنے لگا اور بآواز بلند رونے لگا ایسی
صورت سے بحال تباہ میرے مکان میں مجھ سے ملاقات کی میں نے احوال پوچھے

اوسنے اپنا ماجرا جو ابتدا سے انتہا تک گذرا تھا مفصل میرے سامنے ظاہر کیا اسوقت میرے
جی مین یہ خیال گذرا کہ اسکا حال پوچھنا اور اسکی مدد کرنا یہ بات جوانمردی سے دور ہے
اس واسطے مین نے کمر سعی کی باندہی اور اس قدر مصیبت اپنے اوپر لی اس بات کو سنتے ہی
اس شخص نے کہا معلوم ہوا کہ تو حاتم بن طے ہے کیونکہ اسکے سوا اس زمانہ مین کون ہے جو ایسا
کام کرے اور غیر کیواسطے آپ آفت مین پڑے خیر کچھ اندیشہ نکر خدا کریم ہے مشکل آسان
ہوگی لیکن میرے جی مین یہ خطرہ ہے کہ آجتک کوئی اس دشت کے قریب تک نہین پہونچا
مگر جب تو پہونچیگا تو تجہے ظلمات کے قریب لیجائینگے تو چپکا چلا جانا کسی جگہ زور کرکے
اندر رہنا اور جو پری سیکڑے خواہش کرے تو اسکی طرف التفات نکرنا اسکے پیچھے ایک ایسی زمین
سبز آویگی کہ جسکے دیکھتے ہی تیرا دل ہاتہہ سے جاتا رہیگا اور بے اختیار ہوجائیگا پر خدا کیواسطے
کہین استقلال کو نہ چھوڑنا اور اضطراب نہ کرنا سچ تو یون ہے کہ وہ جو مین تیرا ہاتہہ پکڑیگی وہین
دشت ہویدا مین جا پہونچیگا اگر ایک کام کو اُس سے کہیگا تو دم مرگ تک پریشان رہیگا
اور دشت ہویدا سے پھر نہ آئیگا تجہے ظلمات مین ہمیشہ پڑا رہنا ہوگا مگر تو چپکا چلا جائیو پہلے
اگر کوئی پھرا بھی ہے تو وہ آپ مین نہین رہا یہ نصیحت میری بدل یاد رکھیو وہ اسی گفتگو مین
تھے کہ ایک شخص جوان دو پیالے کھیر کے اور دو کوزے پانی کے ہاتھون پر دہرے ہوئے
غیب سے پیدا ہوا اونکے سامنے رکھدیئے اون دونون نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور سجدہ شکر ادا
کرکے وہ رات کاٹی صبح کو حاتم اُس سے رخصت ہوکر جنگل کی طرف روانہ ہوا تھوڑے دنون بعد
ایک تالاب خوش قطع پر جا پہونچا اور اُسکے کنارے بیٹھ کر پانی پینے لگا اتنے مین ایک عورت حسین
مہ جبین سر سے پاؤن تک ننگی پانی سے نکلی اور حاتم کا ہاتہہ پکڑ کر اوسی تالاب مین غوطے مار کر
چلی گئی جوہین حاتم کے پاؤن زمین پر پہونچے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو آپکو اور اوس نازنین کو ایک
سجے سجائے باغ مین پایا جھجک کر رہگیا اور وہ اسکا ہاتہہ پکڑ کے کسی طرف کو چلی گئی وہ سیر کرتا ہوا
ادھر اودھر کا تماشہ دیکھتا تھا کہ ہر ایک طرف سے ہزارون پری پیکرین غول باندھے گلے مین ہاتہہ ڈالے
سر سے پاؤن تک گہنے مین لدین کسی طرف سے نکل آئین اور حاتم کو زبردستی اپنی طرف کھینچنے
لگین پر اوسنے کسی کیطرف ہرگز رغبت نہ کی اور نہ کسیکو سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ کون ہین اور کیا کرتی ہین کیونکہ

اُس مرد کا کہنا اس کو یاد تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ حاتم کہین ایسا نہو کہ تیرے استقلال کا پاؤن
ڈگے تو خواہ مخواہ اس مکر و فریب کے غار مین گرے عمر و ارزو کہ ظلمات ہی مین آخر کار وہ
بہرصورت اُسکو ایسے مکان مین لے گئین جو تمام جواہر و لعل و یاقوت سے بنا تھا لاکھون تصویرین ہر ایکطرف
سے اوسمین لگی تھین اور تخت مرصع ایک دالان مین لگا ہوا نہایت تکلف سے بچھا تھا جب وہ اس
تخت کے پاس پہونچا تو وہ سب کی سب بلور و نقش و نگار دیوار ہو گئین اور ہزارون پریان اس
محل کی دیوار سے نکلین وہ پھر آنکھ بھر کے دیکھتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ الٰہی
یہ کیا حکمت ہے یہ کہان سے آئین اور وہ کیون نقش دیوار ہو گئین غرض اس تخت کے پاس
کھڑا ہی تھا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اے حاتم اگر تو یہان تک پہونچا ہے تو اب اس تخت پر بھی بیٹھ
یہ سوچکر وہین اُس نے اُس پر پاؤن رکھا دل مین اپنے یہ ایک آواز ٹوٹنے کی آئی اس
نے معلوم کیا شاید اسکا پایہ ٹوٹ گیا پیچھے ہٹنے لگا تو اس تخت کو جیسا تھا ویسا ہی
پایا پھر اوس پر بیٹھ گیا پھر اوس مین سے آواز آئی ساتھ ہی اس آواز کے وہ نازنین جو کہ
سب سے زیادہ خوبصورت اور قد و قامت مین بڑی تھی سو نقش دیوار کی ہیئت کو چھوڑ کر حاتم
کے پاس ناز و انداز سے چلی آئی حاتم اس صورت سے اوسکو دیکھکر حیران ہوا اور اپنے
دل مین کہنے لگا الٰہی یہ تو ایک تصویر تھی کیسے چہرہ کھولکر اس ناز و کرشمے سے منہ پہ
نقاب ڈالے اس تخت کے آگے آکر کھڑی ہوئی اسکے دیکھتے ہی بیقرار ہو کر چاہا کہ اُس کا
گھونگھٹ کھولکر رخسار نازنین کی دید سے خوش ہو مگر اوس مرد کی نصیحت یاد آئی جھٹ
سنبھل گیا اور جی مین کہنے لگا اگر اسکا ہاتھ آپ سے پکڑتا تو ظلمات سے باہر جاتا غرض
اسی آرزو مین تین دن رات تخت مرصع پر بیٹھا رہا جب رات ہوتی تو ہر ایک کانش
کافور کی شمعین خود بخود روشن ہو جاتی تھین اور ہر ایک سمت سے گانے بجانے کی آواز چلی آتی
تھی اور وہ صورتین جو نقش دیوار تھین سب مجسم ہو جاتی تھین اور وہ نازنین تخت کے آگے
کھڑی دیکھتی تھی اور مسکراتی تھی طرح طرح کے میوے حاتم کے آگے دھرے تھے ہر چند وہ
کھاتا تھا لیکن اسکا پیٹ نہ بھرتا تھا اور نہ سیر ہوتا تھا تب حیران ہو کر کہتا تھا کہ الٰہی مین اتنا
میوہ وغیرہ کھاتا ہون اور میرا پیٹ نہین بھرتا اور نہ مین سیر ہوتا ہون کیا سبب ہے

القصہ اس صورت سے تین روز گذر گئے تب سنئے روز حاتم کے جی مین آیا کہ اگر مین تمام عمر
یہان رہونگا تو بہ اس صورت سے سیر تو نہونگا یہ مجلس سے اٹھ کر نکلا اور بہشت شامی کو جو شہر چھوڑ آیا
ہون اگر اسکو کبہی ہو جا بیٹھا تو کیا جواب دونگا کچھ حیلہ نازنین کا ہاتھ چھوڑ دیا وہین اکیلا نازنین
مہ جبین اس تخت کے پیچہے سے نکلی اور اپنے ایسی ہی چلی گئی کہ حاتم کہین کا کہین جا پڑا
اور وہان سے اوٹھا کر جو دیکھا تو وہ نازنین نظر پڑی نہ وہ تخت نہ وہ باغ مگر ایک جنگل لق و
دق سنسان نظر پڑا کہ جسکا اور نہ چھور نہ تب یہ معلوم کیا کہ وہ بہشت ہمیشہ ایسی ہی ہی اور وہ شخص
بھی یہین ہوگا جو کہتا ہی کہ ایکبار دیکھا ہی دوسری مرتبہ دیکھنے کی ہوس لیکن اسکے ڈھونڈھنے
اسی خیال مین وہ ادہر ادہر پھرتا رہا کہ اتنے مین یہ آواز اسکے کان مین آئی کہ ایکبار دیکھا
ہے دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے تب اسی طرف وہ چلا گیا دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص
فقیر ریش سفید زمین پر بیٹھا ہے یہ اسکے آگے گیا اور سلام کیا اسنے علیکم السلام کہا اور
کہا اے جوان خوش شکل تو کہان سے آیا ہے اور تو اس جنگل مین کیا کام رکھتا ہے اسنے کہا
کہ مین اسبات کا تجسس کر کے آیا ہون کہ تمنے ایسا کیا دیکھا ہے کہ جسکے دیکھنے کی دوبارہ آرزو
ہے پھر خدا کو اسنے کہا تم بیٹھو مین کہونگا اسبات کو سنتے ہی حاتم بیٹھ گیا غیب سے دو
روٹیان اور دو آبخورے پانی کے انکے آگے خود بخود آئی ایک روٹی اور ایک آبخورہ پانی کا اوسنے حاتم
کو دیا اور دوسرا حصہ آپ لیا غرض دونون نے روٹیان کہائین پانی پیا جب کہا پی چکے تب
حاتم نے کہا اے بندہ خدا اب کہیے اسنے کہا ای مسافر شہر غریب مین کبھی دو سیر کرتا ہوا
ایک تالاب خوش قطع پر جا نکلا اوسکے کنارے بیٹھکر تماشہ دیکھنے لگا اتنے مین ایک عورت
نازنین شکیلہ سر پا ناز ننگی اوسی تالاب سے نکلی اور میرا ہاتھ پکڑ کر اوسمین لیگئی جب مین نے
آنکھین کہولین تو ایک شہر نظر آیا اور بہت سی عورتین خوبصورت ہر ایک طرف سے
نکلین اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک تخت مرصع کے پاس لیگئین مین اوسپر بیٹھکر تماشہ دیکھنے لگا
کہ ایک نازنین مہ جبین منہ پر نقاب ڈالے ہوئے اس تخت کے پاس آکر کہڑی ہو گئی دیکھتے ہی مین
اسکو عشق کر گیا اور میرا دل میرے ہاتھ سے جاتا رہا آخر بیقرار ہو کر جو مین نے برقع اوٹھا کر
نے اسکا مکھڑا دیکھا تو عجب حسن خداداد دکھلائی دیا مین نے جونہین ہاتھ پکڑ کر اسکو

طرف کھینچا وہین ایک عورت حسین اُس تخت کے پیچھے سے نکلی اور ایک لات اُسنے ایسی ماری کہ مین اُس مکان سے اس جنگل مین آپڑا اُسی شہر تک وہ نظروں سے غائب ہو گیا اب اپنی نادانی سے مین آٹھون پہر گریہ وزاری کے سوا کچھہ کام نہین رکھتا اور چاہتا ہون کہ اسکو اپنے دل سے بھلا دون پر وہ ہرگز فراموش نہین ہوتی یہ کہکر اُسنے ایک ایسا نعرہ مارا اور آہ سرد بھر بگولے کیطرح خاک بسر اُس جنگل مین دوڑنے لگا اور یہی کہتا تھا کہ اکیبار دیکھا ہے اور دوسری دفعہ کی ہوس ہے تب حاتم کو معلوم ہو گیا کہ یہ عاشق ہے ای پیر مرد اگر اس تماشے کو دوبارہ دیکھو تو خوش ہو اُسنے کہا ای حاتم یہ بات محال ہے دعا کرتا ہون تب کو خدا پھیر کر مجھہ سے دے یا دلبر کو مجھسے جامع المتفرقین * پر کچھہ اثر نہین دیکھا تب حاتم نے کہا ای پیر مرد تو میرے ساتھ آ وہ جا سے مجھے دکھا دو لگا اس سخن کو سنکر وہ حاتم کے ہمراہ ہوا چند روز کے بعد ایک درخت کے نیچے جو متصل اسی تالاب کے ہے جا پہونچا حاتم نے کہا ای بزرگ اگر اس نازنین کو ہمیشہ دیکھا چاہتا ہے تو کبھی اسکا ہاتھہ نہ پکڑنا اور برقع اسکا نہ اٹھانا

جانا حاتم کا پاس اُس بزرگ کے کہ دوروٹی دیکر مرتبہ عالی کو پہونچا اور کہا کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال

وہ جام عمر بہر سے آگے ہاتھ باندھے کھڑی رہیگی اور اگر اسکا ہاتھ پکڑیگا تو پھر آپکو اسی جنگل
مین دیکھیگا پھر اُس مکان مین قیامت تک نجا سکیگا اور مین جو اس جگہ آیا ہون تو ایک مرد
کی دستگیری ہے ورنہ مین اس جگہ آتا بھلا میرا کیا مقدور تھا سب اب تو اس تالاب پر جا
یہ سنتے ہی وہ عاشق زار اوس تالاب پر پہونچا کہ اتنے مین ایک عورت نکلی اوس پانی سے نکلی
اور اسکا ہاتھ پکڑ کر پھر اسی مین لیگئی حاتم شاہ آباد کیطرف روانہ ہوا ایک مدت کے بعد
آفتین کھینچتا اور مصیبتین اُٹھاتا ہوا اُس فقیر کے پاس جا پہونچا اور اُس سے ملکر وہان سے روانہ
ہوا پھر تھوڑے دنون مین اس مچھلی کے گھر پہونچا اور ایک مہینے تک وہین رہا پھر اسسے
رخصت ہوکر خرسون کے جنگل مین گیا اور خرس کی لڑکی سے ملاقات کی دو مہینے اسکے
پاس رہا پھر اوس سے جدا ہوکر ان دونون گیدڑون کے پاس آیا اُنکو دیکھبھالکر چند روز کے بعد
شاہ آباد مین جا پہونچا حسن بانو کے لوگ ہاتھون ہاتھ اوسکی حویلی تک لیگئے اور حسن بانو
سے عرض کیا کہ حاتم صحیح و سلامت آیا ہے اوسنے سنتے ہی اُسے بلوا کر پردے کے پاس بٹھایا
اور پوچھا کیا خبر لایا ہے اُسنے کہا کہ ایک پیر مرد ظلمات مین ایک عورت نازنین پر عاشق
ہوکر جنگل مین آپڑا اور پکارتا پھرتا تھا کہ ایکبار مین نے دیکھا ہے دوسری مرتبہ کی ہوس ہے
پھر مین نے اُسے اوسکی معشوقہ تک پہونچا دیا اب وہ آواز جنگل سے نہین آتی اس حالت
کو سنکر حسن بانو نے اور اوسکی دائی نے ہمت پر حاتم کے آفرین کی پھر اسنے کہا اے
حسن بانو اب دوسری شرط بیان کر کہ مین اوسکی بھی سعی کرون اور ڈھونڈھ نکالون
اُسنے نہایت رحمدلی اور مہربانی سے کہا اے حاتم بہت دکھ سہہ کر آیا ہے تھوڑے دنون دم لے اور
چند روز آرام کر حاتم نے کہا مجھے آرام اُسی روز ہوگا جس دن خدا کے فضل سے تیرے ساتون
سوال پورے کرونگا یہ کہہ اوٹھ کھڑا ہوا اور کاروانسرا مین جاکر منیر شامی شہزادہ کے پاس
رہا تمام ماجرا اپنا اُسکے آگے ظاہر کیا پھر دوسرے دن حسن بانو سے جاکر کہا کہ تیرا دوسرا سوال کیا ہے

دوسرا سوال حاتم کے جانیکا اور اُس شخص کے دروازے کے نوشتہ کی خبر لانیکا

حسن بانو نے کہا دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے دروازے پر لکھکر لگا دیا ہے کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال آیا یہ کیا بھید ہے اُسنے کہا کیا نیکی ہے اسکی خبر لا اس سخن کے سنتے ہی حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور حسن بانو سے پوچھنے لگا کہ وہ شخص کون ہے اور کس طرف کو رہتا ہے حسن بانو نے کہا کہ میں نے اپنی دائی سے سنا ہے کہ اسکی جگہ اُتر کی طرف ہے پس حاتم اتنا ہی سنکر وہاں سے تو نکل کھڑا چل نکلا ایک مدت کے بعد کسی جنگل ہیبت ناک میں جا پہونچا اور شام کے وقت ایک درخت کے نیچے چپکا ہو کر بیٹھ رہا کہ اتنے میں ایک آواز سوزناک آہ و زاری کی سنی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کلیجہ جلنے لگا بے اختیار اٹھ جیسے کہ اودھر دوڑا کہ ای حاتم یہ بات جوانمردی سے دور ہے کہ ایک بندہ خدا کسی آفت میں گرفتار ہو کر روئے اور تو اوسکی آواز سنکر مدد نہ کرے اور اوسکا احوال نہ پوچھے اس کلام کو دل میں ٹھہرا کر اسی طرف آیا جدھر سے آواز آتی تھی [illegible] گیا ہوگا کہ اوس جگہ جا پہونچا کہ جوان [illegible] کہا [illegible] ایک پیڑ کے نیچے بیٹھا ہے [illegible]

[illegible] کہاں ہے کس سے [illegible]	[illegible] دل زار کا احوال
[illegible] فرقت ہے رقم کر نہیں سکتا	اور کہہ بھی نہیں سکتا کہ میری ہے زبان لال

حاتم نے کہا اے جوان دردمند ایسی کیا مشکل پڑی ہے جو تو اتنا حیران و پریشان ہے اسنے کہا اے مسافر میں سوداگر ہوں اور یہاں سے بارہ کوس پر ایک شہر عالی شان ہے وہاں ایک سوداگر حارث نام نہایت مالدار رہتا ہے اور ایک بیٹی پری پیکر رشک قمر رکھتا ہے اتفاقاً ایک دن میں پھرتا ہوا کچھ مال سوداگری کا لیکر اس شہر میں جا نکلا حارث کی حویلی کے نیچے بازار بھی ہوتا ہے وہاں جا بیٹھ گیا یکایک میری نظر کوٹھے کی طرف جا پڑی تو ایک عورت نازنین دیکھی اوسی میری حالت تباہ ہوگئی تب شہر کے لوگوں سے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کسکی ہے انہوں نے کہا یہ محل حارث کی بیٹی کا ہے اور بڑا مالدار ہے میں نے پھر ان سے پوچھا کہ اسکی شوہر ہے یا نہیں انہوں نے کہا یہ بیٹی حارث کی ہے اور وہ اسکا بیاہ نہیں کر سکتا اسکا اوسمیں کچھ بس نہیں چلتا کیونکہ یہ لڑکی شادی کرنے میں اپنی آپ مختار ہے وہ یہ تین سوال رکھتی ہے جو کوئی اسکے سوال پورے کرے گا اوس سے بیاہ کرے گی

اس بات کے سنتے ہی مین اوسکی ڈیوڑہی پر گیا دربان نے خبر کی اوسنے مجھے اندر بلوایا اور
ایک فرش پاکیزہ پر بٹھلا کر کہلا بھیجا اگر اپنے تو عہد و پیمان پر قائم رہے تو اپنی سوالون سے تجھے آگاہ
کرون مین نے کہا فرمائیے دل و جان سے حاضر ہون اوسنے کہا اگر تو میرا کہنا کریگا تو مین تیری
ہو کر رہونگی اور جو بھید کہو لیگا تو اپنا نہ جانونگی مین نے اسبات کو قبول کیا اوسنے کہا کہ پہلا سوال
میرا یہی ہے کہ اس شہر کے قریب ایک غار ہے وہان آج تک کوئی نہین گیا اور معلوم نہین کہ اوسکی انتہا
کہان تک ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ مہرہ جو سانپ کے پیٹ مین ہے اوسکو مجھے لا دے اسبات
کے سنتے ہی اور بھی رہے سہے میرے حواس گم ہو گئے مین نے ذرا پاؤن پھیلایا اوسنے دست ظلم
سے میرا مال و اسباب زر و جواہر لوٹ لیا اور مجھکو اپنے شہر سے نکال دیا آخر ناچار اس
جنگل مین آ پڑا ایک تو مال گیا دوسرے رسوا تیسرے عشق کے تیر نے کلیجہ چھلنی کر ڈالا
ہمراہیون نے ساتھ چھوڑا مین فقیر ہو گیا حاتم نے کہا تو میرے ساتھ آ اور کاروانسرا
مین اتر تو خاطر جمع رکھ مجھے اوس شہر مین لیچل مین تیرا مال و اسباب لوا دونگا اور معشوقہ
سے ملا دونگا اوسنے کہا مین زر و جواہر کا خیال نہین کرتا اسواسطے کہ کہتے ہین کھانا دیدار
یار کا دولت بیشمار ہے غرض حاتم سوداگر کو سرا مین چھوڑ کر آپ اوسکی دروازے پر گیا اور کہا
کہ بیاہ کرنے کو آیا ہون خبردارون نے کہا کہ تجھسے آگے ایک شخص بیاہ کرنے کو آیا ہے اسبات
کو سنکر اوسنے حاتم کو گھر مین بلوایا اور عہد و پیمان اوس سے لئے اسکے بعد حاتم نے کہا تو حارث سوداگر کی
بیٹی ہے اگر اسبات پر اقرار کرے تو مین اسکی سعی مین کمر باندہون کہ جسدن روز [illegible]
سے یہ کام کر چکون اوس روز مین تیرا مختار رہون جسکو چاہون اوسکو دے ڈالون اور
کہا بہت بہتر حاتم نے کہا اب تو اپنے باپ کو بلوا اوسنے حارث کو بلوایا حاتم نے پہلے ماتون
سے کہا پھر حاتم نے اوس لڑکی سے کہا کہ اپنا احوال ظاہر کر اوسنے کہا کہ اس شہر کے آ[illegible]
تمام مرد و زن شہر کے جاتے ہین تو اوسکی خبر لا کہ وہ کتنا لمبا اور کتنا گہرا کہانتک [illegible]
اس مین کیا ہے اس سخن کے سنتے ہی حاتم وہان سے رخصت ہوا چند لوگ [illegible]
ہو کر اسکے ساتھ آئے اور اوس غار کو دکھلا کر اپنے گھر گئے اوسمین حاتم کو دیکھا تا
غلطان پیچان چلا گیا ایک عرصہ کے بعد روشنی نمودار ہوئی تب حاتم نے

کہ اب یہ غبار تمام ہوا لیس اب بیابان سے پھر آئے انھون نے یہ خیال کیا کہ اگر کوئی اسکی حقیقت
پوچھے تو مین کیا جواب دونگا یہ سمجھکر آگے بڑھا تھوڑی دور جاکر ایک میدان وسیع پاکیزہ
اسکو نظر پڑا اور ایک تالاب دسیون سیڑھی تک پانی سے بھرا ہوا دکھائی دیا حاتم اپنے ساتھ
ایک صراحی پانیکی اور تھوڑے سے بادام رکھتا تھا کبھی بھوک لگی تو تین بادام کھا لیتا تھا اور ایک
گھونٹ پانی پی لیتا تھا اور سات دن کا راستہ طے ہو جاتا تھا لیکن پانی ختم ہو گیا تب اسنے تالاب کا پانی بھرا
اور صراحی کو پھر آگے کا رستہ لیا سامنے سے ایک پہاڑ بھی نظر آئی کہ جسکو ایک نگاہ اپنی پگڑی کو
تھام کر دیکھے تو بھی اسکی بلندی تک نہ پہونچے اور طائر خیال بھی اسکی طولانی کی نہایت
تک طے نکر سکے یہ آگے بڑھا اور راستہ دیوار کے پاس جاکر دیکھا تو ایک دروازہ نظر پڑا یہ اندر
گھس گیا وہاں ایک بستی نظر پڑی جب نزدیک پہونچا تو ہزارون دیو اٹھے اور چاہا کہ اسکو
ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا جاوین اتنے مین ایک اونمین سے کہا ای یارو یہ آدمی ہے تم اسکو نہ
مارو کیونکہ گوشت اسکا نہایت لذیذ ہوتا ہے اگر تم اسکو کھاؤ گے تو یہ خبر بادشاہ تک پہونچیگی
پھر وہ تم سبھونکو مروا ڈالیگا چاہیے کہ اسے یہان نہ چھوڑو بلکہ بادشاہ کے پاس لیچلو انھون
نے کہا کہ وہ ایسا ہمارا دشمن کون ہے جو بادشاہ سے کہیگا اسنے کہا یہ کیا کہتے ہو اپنے بھی جی
بہت سے ہین یہ بات یا درہی بہتر یہی ہے کہ سبکے سب اس سے دستبردار ہوا چاہیے یہ سنکر وہ ڈر سے
اور اسکو چھوڑکر اپنے گھر چلے گئے حاتم نے اس جگہہ سے پاؤن بڑھایا اور ایک طرف کو
راستہ پکڑا اتنے مین ایک گاؤن نظر آیا اسنے معلوم کیا کہ شاید یہ بھی آدمیونکی بستی ہے اس گمان پہ
آگے گیا تو بہت سے دیوؤن نے ہر طرف سے گھیر لیا اور اسکے کھانیکا قصد کیا ان مین سے
بھی ایک دیو نے کہا کہ تم اسکو نہ کھاؤ بلکہ جیتا ہی بادشاہ کے پاس پہونچاؤ کیونکہ
اوسکی بیٹی نہایت بیمار ہے شاید کہ اسی آدمی کے ہاتھ سے اچھی ہو اونھون نے کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے
ہم تو سیکڑون آدمیونکو لیگئے اور شرمندہ ہوئے اب ہمین ایسی کیا ضرورت ہے کہ لیجاوین
یہ تو ملک بادشاہی مین آپہونچا ہے اب کہان جا سکتا ہے یقین ہے کہ کوئی نہ
کوئی اسکو بادشاہ تک پہونچا دیگا حاتم وہان سے بھی آگے بڑھا اور ایک جنگل
دوسرا اسکو نظر آیا وہان دیو اسکو پکڑکر اپنے سردار کے پاس لے گئے اس سردار کی زوجہ کی

آنکھین دکھتی تھین اور پانی آنکھون سے بہتا تھا اسکے غم سے سردار سر جھکائے بیٹھا تھا حاتم
کو دیکھتے ہی سر اٹھا کر کہا کہ تم اپنے باپ کو کیون لائے ہو میرے سامنے سے اور اسے چھوڑ دو
یہ گرفتار رہے جہان چاہے وہان چلا جاوے حاتم نے جو اسے غم مین گرفتار دیکھا تو پوچھا او دیو
تجھے کس بات کا غم ہے اُسنے کہا کہ بھائی میری بی بی کی آنکھین دکھتی ہین اسی فکر مین رات دن
کا چین آرام چھوڑ دیا ہے اُسنے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیری جورو کی آنکھین اچھی کر دونگا
اس بات کے سنتے ہی وہ دیو بھی اپنی جگہ سے اوٹھا اور اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے گھر لیگیا اور اپنی جورو
کی آنکھین دکھا کر کہنے لگا کہ او شخص اگر تیری دوا سے یہ اچھی ہوگی تو جب تک جیتی رہیگی
تیری ممنون احسان رہیگی اور مین بھی اپنی بساط کے موافق تجھہ کچھہ خدمت کرونگا اس
بات کو سنکر حاتم نے اُس سے کہا کہ بشرطیکہ تو میرے سخن کو قبول کرے تیری بی بی کو مین
اچھا کرون تب تو مجھے بادشاہ کے پاس لیجا اور میری حکمت کی تعریف اُسکے سامنے کر تو مین
دوا دون اور اچھا کرون اُس دیو نے حضرت سلیمان کی قسم کھا کر کہا بہت اچھا اگر تیری تدبیر
سے اچھی ہو گئی تو مین تجھے دربار شاہی مین لیجاؤنگا اور بادشاہ کی ملازمت کراؤنگا حاتم نے
ایک مہرہ اپنی پگڑی سے کھولا اور پانی مین رگڑ کر اُسکی آنکھون مین لگا دیا اُسے وہین شفا
پائی اور اسی گھڑی سے درد جاتا رہا اسی صورت سے دو تین بار لگایا وہ آنکھین اسکی کھل گئین اور پانی
بند ہو گیا وہ دیو چند روز کے بعد حاتم کو اپنے ساتھ بادشاہ کے پاس لے گیا اور اسکی تعریف کو
عرض کرنے لگا کہ خداوند یہ شخص ان دنون حکمت مین یکتاے عصر ہے چنانچہ میری زوجہ کی
آنکھین کئی برس سے دکھتی تھین اسنے ایک پل مین اچھی کین یہ حال سنکر فرقاش نے اس پر
مہربانی کر کے کہا کہ اے شخص مسافر مین آزار شکم رکھتا ہون اور میری قوم سے کوئی دوا نہ کر سکا
اگر تیرے ہاتھ سے شفا پاؤن تو مین بھی مرہون منت رہون حاتم نے کہا جس وقت کھانا کھاتے ہو
اسوقت تمہارے پاس کتنے امیر امرا جمع ہوتے ہین اُسنے کہا کہ جتنے چھوٹے بڑے ہین سب
کے سب حاضر رہتے ہین حاتم نے کہا کہ آج اسوقت مین بھی حاضر ہون وہ بولا اچھا
حاتم بھی وہان اسوقت موجود رہا جب دسترخوان بچھا اور طرح طرح کے کھانے
اس پر چنے گئے بادشاہ چاہتا تھا کہ ہاتھ ڈالے حاتم نے منع کیا وہ رک گیا

حاتم نے سرپوش ایک قاب سے اٹھا سکو دکھا کر ڈانٹا یا پھر اسکو الگ رکھ کے دوسری کو دیکھا تو
تمام قاب گیہوں دانوں سے بھری ہوئی تھی بادشاہ حیران ہو کر کہنے لگا کہ یہ کیا بات ہے حاتم نے
کہا کہ یہ سب دیوؤں کی نظر کا سبب ہے آپکی اس نعمت کو خراب کر دیتے ہیں اسلئے کہا تھا کہ سرپوش نہ اٹھانا
دیتا تاکہ اسکو کوئی نہ دیکھے غرض اسنے اسی طرح سے بہت سے دیوؤں کو دفع کیا اور آرام رہا اور پیٹ میں درد ہوا
دو تین روز کے بعد بالکل اچھا ہو گیا تب حاتم کو بلاکر کہنے لگا اے شخص جو تو مانگے گا سو دونگا
مانگ اسنے کہا کہ میں انسان ہوں اور یہ سب پری زاد ہیں انکے بال بچے انکو پیارے ہیں میں انکو
چھوڑ دے تو عین بندہ نوازی اور احسان ہے یہ سنتے ہی فوراً بادشاہ نے ان سب
کو بلوایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے رخصت کیا اور دلجمعی کی اور خدمت کیا پھر آپ حاتم سے
کہنے لگا کہ ایک میں عرض رکھتا ہوں اگر قبول کرے کہ میری لڑکی آسیب سے کوئی کیا
ہوا گر اسکو دیکھو اور کچھ تدبیر کرو تو عین شاہ ہے میں احسان ہونگا اس بات کے
سنتے ہی حاتم اٹھ کھڑا ہوا بادشاہ اسکو اپنے ساتھ محل میں لیگیا اور دیکھا کہ اسی مہرہ
کو گھسکر اسے پلایا ایک ساعت کے بعد وہ ہوش میں آئی تمام دن تو یوں ہی گذرا شام کے وقت
پھر تپ چڑھی اور غش ہو گئی فردوس ڈرا اور کہنے لگا اے عزیز یہ کیا حال ہے
کہیں ایسا نہو کہ مر جاوے حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نہ کرو خدا اچھا کریگا اور تمام رات اسی طرح
صبح ہوتے ہی پھر اسکو ہوش آگئی غرض یاد کر کے پھر تجویز فرمایا اور فکر کیا ... روز کے بعد
وہ آزار بالکل جاتا رہا چہرہ چمکنے لگا حاتم نے بادشاہ سے کہا اب تمہاری بیٹی اچھی ہو گئی
کہ میں اپنے کام کیواسطے جاؤں بادشاہ نے بہت سے روپئے اشرفیوں سے بھری ہوئی اور بہت سے جواہر کے خوان منگوا کر
اسکے آگے رکھے اور کہا اگرچہ یہ تیرے لائق نہیں ہیں پر ہماری خوشی یہی ہے کہ کچھ لے حاتم نے
کہا کہ میں تنہا انکو کیونکر اٹھاؤں اور کہاں لیجاؤں اسنے اپنے دیو کو بلا کر کہا کہ یہ سب لے جا پھر حکم اپنے
سر پر رکھ کر اسکے ساتھ لیجا غرض حاتم اس سے رخصت ہوا ایک مہینے کے بعد دیو نے تمام مال اسباب
اسکو غار پر پہنچا دیا اور آپ چلا گیا پھر بھی پہنچا جب اس کوچہ میں کی بیٹی نے غار کے
دروازے پر بیٹھے تھے نگاہ کر کے دیکھا حاتم نے پکار کر کہا کہ تمہارا گوش ہی لیجا
جو غار کی خبر لینے گیا تھا خدا کے فضل سے جیتا پھر آیا ہوں وہ آواز سنکر پھر سے

تو کیا دیکھتے ہین کہ حاتم ہے جھٹ پٹ حاتم اُس مال و اسباب کو لیکر کاروانسرا مین
اوسی سوداگر کو بخشند یا وہ اسکے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اُسکو گلے لگایا پھر چلا شہر وارد کر
اوس لڑکی سے کہا اپنے حاتم کو بلوا بھیجا اور غار کا ماجرا پوچھا حاتم نے اوسکی حقیقت سب آ
اور کہا کہ ایک شرط مین تیری بجا لایا اب دوسری کہہ اُسنے کہا کہ جمعہ کی رات کو ایک آوا
کہ وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا اسکو سنکر حاتم وہان سے روانہ ہوا اور صحرا
چلا چند روز کے بعد یہ آواز اسکے کان مین آئی یہ اُسکی کھوج مین رات دن پھرنے لگا کہ ناگاہ
ایک گاؤن نظر آیا وہان لوگ گریہ وزاری کر رہے تھے یہ آگے بڑھا اور اُس خلقت سے پوچھا
کہ تم سب کس واسطے روتے ہو اور کیون جانین کھوتے ہو کسی نے جواب دیا کہ پنجشنبہ کے دن
ایک بلائے عظیم آتی ہے اور وہ ایک آدمی کھا جاتی ہے اگر اُسوقت کسی کو نہ پائی تو تمام شہر
کو اُجاڑ دے جاتی ہے اس مرتبہ ایک رئیس کے لڑکے کی باری ہے حاتم اس سخن کو سنکر وہ رئیس
کے پاس گیا اور اُسے دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ تیرے بیٹے کے بدلے مین جاؤنگا رئیس
حاتم کی آفرین کرکے بولا کہ ای جوانمرد چار روز اس بلا کے آنے مین باقی ہین حاتم نے کہا اوسکی
صورت اگر کسی نے دیکھی ہو تو بتاؤ رئیس نے اوسکی صورت زمین پر کھینچ کر دکھلا دی حاتم نے
کہا اسکا نام علوقہ ہے اگر میرا کہنا قبول کرو تو یہ بلا سر سے ٹالون اور جس صورت سے
بنے اوسے مار ڈالون اس بات کو سنکر وہ خوش ہوا اور کہا کہ کیا ارشاد فرماتے ہو اُسنے کہا تیرے
شہر مین کوئی شیشہ گر بھی ہے اُسنے کہا جتنے چاہو اوتنے لو پھر حاتم اور رئیس شیشہ گرونکی دکان
پر گئے اور کہا کہ آجکی رات سمیت چار روز کے عرصہ مین ایک آئینہ دو سو گز کا لمبا اور دو
سو گز کا چوڑا بنا کر دو کہ یہ بلا ٹلے نہین تو تمام گاؤنکو کھا جائیگی غرض رئیس نے اوسی گھڑی
اتنے بڑے آئینہ کا اسباب منگوایا اونہون نے تین روز مین ویساہی آئینہ بنا دیا پھر حاتم
کو خبر کی اُسنے کہا تم سب چھوٹے بڑے اس بستی کے جمع ہوکر ہاتھون ہاتھ اس آئینہ کو لیجا کر
کھڑا کردو کہ جہان وہ بلا آتی ہے اُنہون نے اسکے کہنے کے موافق کھڑا کیا پھر ایک چادر
سفید منگوائی کہ جسمین اوسکی پوشش ہو وہ چادر بھی آگئی اور اوس آئینہ کو ڈھانپ دیا
حاتم نے اون سے کہا اے یارو اب تم اپنے گھر خاطر جمع سے بیٹھو لڑکے نے کہا مین حاتم کے ہمراہ

جاؤ لنگار بیٹی نے کہا میں نے تیری واسطے اتنے زرو جواہر خرچ کئے اور تو اوسکے آگے گیا تھا سبب دریافت کیا
تم نے مجھکو اسکا نذرانہ آگے ہی سے مقرر کیا تھا اب کیا ہی جو ارشاد کرتے ہو [illegible] منظور ہے
کہ میں اس جوان کے ساتھ جاؤنگا کیونکہ یہ بیچارہ [illegible] جنگل سے چلا آیا ہی [illegible]
کہ یہ [illegible] تم سبھوں کی واسطے جان اوسکی [illegible] کے منہ میں ڈالتا ہی اور تم اسکو تنہا
چھوڑ دیتے ہو غرض اسنے ہرگز باپ کی بات نمانی اور بصد خوشی اوسکی ہمراہی قبول کی
دن آخر ہوا اور رات ہوئی تب [illegible] ایک کان [illegible] آواز آئی [illegible]
[illegible] ہاتھ [illegible] پاؤں [illegible]
[illegible] آتا ہے [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] اور جنگل کی [illegible]
[illegible] پیدا ہوئی [illegible]
[illegible]
[illegible] اور [illegible] چھپا اور [illegible]
اسے جواہر [illegible] اور کس طرح [illegible] اسنے کہا کہ اسکا نام حلو [illegible]
[illegible] اپنی ہی صورت دیکھے کسی دوسرے کی
نہ دیکھے تب غصہ سے [illegible] اپنا دم بند کر کے پھول کر پھٹ جاوے اس سخن کے
سنتے ہی انھوں نے اپنے مقدور کے موافق ہر ایک طرح کا زرو جواہر اسکے آگے لا رکھا
اور ہاتھ باندھکر منت و زاری کہا کہ اسکو قبول کرو تو ہماری تسکین ہو اوسنے کہا کہ صاحبو
میں نے کچھ اس زرو جواہر کی لالچ سے یہ کام نہیں کیا میں تو برائے خدا اسی صورت سے
کام کرتا ہوں [illegible] ایک مدت سے [illegible] کام [illegible] رہتا ہوں [illegible]
کہ حضرت سلامت آپکا آنا [illegible] آج [illegible]
کہ ایک آواز اس جنگل کیطرف سے [illegible] وہ کام نہ کیا [illegible] کام آیا

بات کی تحقیق کرنیکو اپنے شہر سے نکلا اور پہرتا پہرتا یہانتک آ پہونچا ہوں اب چلا جاؤنگا رہتین نے کہا کہ صاحب
ایک مدت سے اس آواز کو یہین سنتا ہون پر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کسکی آواز ہے اور
کہان سے آتی ہے حاتم اس روز وہین رہا جب رات ہوئی تب ہی آواز پہر آئی وہ اسے سنتے
ہی اسکی طرف روانہ ہوا اور کئی دن چلا گیا ایکدن سامنے سے ایک ٹیلا نظر آیا اور اس کے
نیچے پانچ چھہ سو سوار اور پیادے دکھائی دیئے کہ چلے آتے ہین پہر جو اسے غور کر کے دیکھا تو وہ سوار
ہین نہ پیادے ایک قبرستان ہے حاتم نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مزار صاحب کمالونکی ہین یہ
آواز بہی شاید یہین سے آتی ہے یہین بیٹھنا چاہیئے اتنے مین رات ہوئی وہ آواز پہر آئی حاتم یاد
خدا مین مشغول تھا جب پہر رات گئی تب ایک ایک قبر سے ہر ایک شخص زرگ حور نکلا فرش
پاکیزہ اور مختصر بچھا کر نورانی حلہ پہنکر اپنی اپنی مسند پر بیٹھا اتنے مین ایک شخص بحال تباہ گندے
کپڑے پہنے خاک آلودہ برہنہ پا لڑکی گور سے نکلا اور خاک پر بیٹھ گیا وہ مسند نشین تو پہیا کئے نہ
اوسکی طرف کسی نے نظر اوٹھا کر دیکھا نہ کسی نے ایک پیالہ قہوہ کا پلایا اس نے اک سرد آہ بھری باواز
بلند کہا کہ آہ وہ کام نہ کیا کہ آج کی رات میرے کام آتا حاتم نے کہا کہ اے ستار العیوب خدا اس کا بہی مقصود
کو پہونچا اتنے مین بہت سے خوان غیب سے ان بزرگوں کے آگے آئے اور اس ایک خوان مین
ایک پیالہ کہیر کا اور ایک کوزہ پانی کا تہا اور ان خوانون مین جیسے اونہون نے کہانے ہوئے
آپس مین کہا کہ آجکی رات ایک مسافر یہان آیا ہے اسکو بہی آدہ خوان علحدہ دیجئے اسی شخص
کا حصہ ہے جلد ایک شخص اوٹھا اور حاتم کو لا کر ایک مسند پر بٹہایا خوان آگے رکھدیا حاتم نے
اس شخص کیطرف دیکھا جو ان لوگون سے دور میلا کچیلا زمین پر بیٹھا نعرہ مار رہا تھا اور ایک خوان
اوسکے آگے بہی دہرا اگر اوسمین پیالہ تھوہڑ کے دودھ اور سنگریزون سے بہرا ہوا اور کوزے مین پانی
کی جگہ پیپ اور لہو اس حالت کو دیکھکر سر جہکا کر کہانے لگا اتنے مین سب کے سب کہا چکے
خوان اوٹھا لئے حاتم نے متفکر ان سے کہا کہ مین آپ سے کچھ عرض کرتا ہون اگر حکم ہو تو عرض کرون
اونہون نے کہا کہو وہ بولا کہ تم مسند عز و وقار پر بیٹھے ہوا ایسے کہانے لذیذ کہاتے اور یہ غریب
روتا ہوا خاک پر بیٹھا تھوہڑ کا دودھ زہر مار کرے اونہون نے کہا ہم اس راز سے واقف
نہین تو اسی سے پوچھ حاتم نے اس سے پوچھا کہ برائے خدا کچھ تو کہہ وہ اسبات کو سنتے ہی

آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا اے جوان خوش شہر مین نہین لوگون کا سردار ہوا اور میرا نام
یوسف سوداگر ہے سوداگری کے واسطے شہر خوارزم کو چلا جاتا تہا اور بخیل بہی ایسا تہا
کہ خدا کی راہ مین کبہی کوڑی پیسہ دیا نہ کسیکو دیتا اگر کوئی نوکر چاکر میری چوری کسیکو دیتا
اور معلوم ہوتا تو اُسکو منع کرتا کہ اپنا مال کیون کسیکو دیتا ہے بلکہ اکثر غلامونکو خیرات کرنیکے سبب مارتا تہا وہ کہتے
خدا کیواسطے دیجیے … غرض وہ جب اس ڈہب کی نصیحت کرتے
تو مین کان نہ دھرتا … لوٹا مارا مین کالا دیا
اُنہون نے … اس بلا مین مبتلا ہوا وطن
سے جدا ہون … بہوکا پیاسا مانگتی پہرتی ہے اور ایک درخت
کے نیچے … طالع کی شومی سے کہ سب نوکر میرے
مسند پر بیٹھے ہین … خستہ حالی مین گرفتار اور حق تو یہہ
کہ اپنے کیے کی سزا پاتا ہون حاتم نے کہا کوئی طریقہ نجات کا ہے اُس نے کہا کہ مین تو مدت سے
آہ و زاری کرتا ہون تا کوئی میرے درد کو پہونچے مگر آج یہی تو آیا ہے اگر تجھکو خدا توفیق دے
تو شہر جا میری حویلی سوداگرون کے … یوسف سوداگر نام مشہور ہے وہان جاکر محلہ
والون سے میرا حال کہہ مطلب یہہ کہ میرے لڑکے یا لڑکی … پاس آئین یہ ماجرا تو ان سے بالمشافہہ
بیان کر اس کے بعد فلانی جگہہ میرا زر دبا ہوا بیشمار گڑا ہے اسکو نکالکر چار حصہ کرکے ایک
حصہ اس مین سے میرے فرزندونکو دے اور تین حصہ خدا کی راہ مین خرچ کر بہوکون کو کہانا
کہلا ننگون کو کپڑا پہنا مسافرونکو خرچ راہ دو امید ہے کہ تیری توجہ سے مین نجات پاؤنگا
اور راہ رکاہ ہم نشین ہون حاتم نے قسم کہاکر کہا ای عزیز اگر مین تیرا کام بخوبی نکرون اور
فریاد کو نہ پہونچون تو طے کے نطفہ سے پیدا نہون غرض حاتم رات کو وہین رہا اور دیکہا کہ وہ سب عیش
عشرت مین ہین اور یہ فریاد و زاری مین جب صبح ہوئی شہید اپنے اپنے مکانونمین گئے اور حاتم
چین کیطرف روانہ ہوا ایک مدت کے بعد منزلین طے کرتا اور آفتین سہتا ایک مکان پر جا پہونچا کیا
دیکہتا ہے کہ ایک شخص کنوئین پر کہڑا ہوا پانی بہرتا ہے یہ بہی وہان پہونچا اور چاہا کہ اُسکے ہاتہہ سے
ڈول لیکر پانی پیئے اتنے مین ایک سانپ نے ہاتہی کی سی سونڈہ منہ سے نکالی اور اُس شخص کی

پھر یہ کہکر کنوئین مین کھینچ لیا حاتم دیکھہ کر حیران ہوا اور ہاتھہ ملکر کہنے لگا کہ ای موذی کیا کیا تونے
جو اس غریب پردیسی کو لے گیا وہان سے اسکے بال بچے امید رکھتے ہونگے کہ بابا جان کچھہ خرچ
بھیجین گے یا آپ ہی لیے آتے ہونگے تو نے اسکو یہان جان ہی سے کھو دیا یہ سمجھکر پھر اپنے
جی مین کہنے لگا اے حاتم افسوس ہے کہ تو اس حال کو اپنی آنکھون سے دیکھے اور اسکی داد کو نہ پہونچے
آخر خدا کو کیا جواب دیگا اور تیرا نام دنیا مین کیا خاک رہیگا یہ کہا اور کنوئین مین کود پڑا تہوڑی
دور چلا گیا جب زمین پر اسکا پانون لگا آنکھین کہولکر دیکھا نہ وہ چاہ ہے نہ وہ پانی ایک میدان
وسیع نہایت خوش قطع درختون سے ہرا بھرا لہلہاتا نظر آیا اور ان درختون بیچ ایک محل سنہرا سا چمکتا
ہوا دکھلائی دیا اسکی طرف چلا اور کہتا تہا کہ مسافر کو کہان لیگیا اور یہ محل کہان سے پیدا ہوا
سوچ مین وہ حویلی کے پاس جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایوان پاکیزہ ہے چلمنین آراستہ جا بجا
لگی ہین ایک مکان مین بلور کا تخت بچہا ہے اور اسکے نیچے ایک مرد دراز قد درخت کی مانند سوتا ہے
حاتم یہ دیکھکر وہان گیا اور جی مین کہا کہ ذرا آگے جاکر دیکھیے کہ یہ کون ہے جب نزدیک
پہونچا تو اسکے سرہانے کھڑا ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا جب اٹھیگا تب اس سے حال پوچھونگا
اتنے مین وہی سانپ مسافر کو باغ مین کسی جگہہ چہوڑکر حاتم کیطرف لپکا حاتم مسافر کے
باعث سے غصہ مین بھرا ہوا تہا دونون ہاتھہ سے اسکو پکڑ کر ایسا دبایا کہ وہ چلانے لگا اسکے شور سے
دیو چونک پڑا کہا ای عزیز کیا کرتا ہے یہ میرا بیٹا ہے چہوڑ دے حاتم نے کہا جب تک یہ مسافر کو
نہ چہوڑیگا مین اسکو نہ چہوڑونگا یہ بات سنکر دیو نے سانپ سے کہا خبردار یہ کوئی بڑا
زبردست معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے طلسم کو بھی توڑے گا اور تیرے منہ مین پیٹھیگا حاتم یہ سنکر
سانپ کے پیٹ مین گھس گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک اندہیرا گھر ہے اور سانپ کا کچھہ نشان نہین معلوم
ہوتا کہ کہان آیا یہ حیران ہوکر ادہر ادہر دیکھنے لگا اتنے مین ایک آواز اسکے کان مین آئی
کہ اے حاتم اس اندہیرے گھر مین جو خنجر ہاتھہ لگے خنجر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال تو اس ظلمات سے
نکلے یہ سنکر ایک طرف ہاتھہ بڑھا کر ٹٹولنے لگا اتنے مین ایک خنجر کا دستہ اسکے ہاتھہ
لگا اور پھر اپنے خنجر تیز سے چیر ڈالا نہ وہ ایک شیشہ دریا سے زیادہ لعین تمام ہوا پیدا
ہوا اور حاتم خوش ہو کے کہانے لگا ... کے لیے اسکا پانون زمین کی تہ پہ جا پہونچا

اور جسنے آنکھیں کھولکر دیکھا تو وہ سانپ ہے نہ وہ پانی نہ وہ باغ ہے مگر ایک صحراے وسیع نظر آتا ہے اور اسمین ہزارون آدمی ہین بعضے قریب مرگ پہونچے ہین اور بعضے بھوکہ مارے کانٹا ہوگئے ہین اور مسافر بھی اُسمین ہین کھڑا ہے حاتم اُسکے پاس جا کر پوچھنے لگا کہ اے بھائی تجھے یہان کون لایا ہے تب حاتم نے اس طلسم کا ماجرا مفصل بیان کیا اور کہا کہ تم اپنے اپنے گھر جاؤ مین نے تمہارے دشمن کو مار ڈالا وہ کہنے لگے ہم قید مین رہکر بھوکے مر گئے اور کتنے ہلاکت کے قریب پہونچے حق تعالی تمکو جزاے خیر دے کہ تمہاری دستگیری سے اس وادی کے جنگل سے نکلے یہ کہکر سب اپنے اپنے گھر چلے گئے حاتم رخصت ہو کر چین کیطرف روانہ ہوا چندروز بعد ایک شہر عالیشان کے دروازے پر جا پہونچا اندر جانیکا قصد کیا دربانون نے روکا کہان جاتا ہے پہلے بادشاہ کی پاس چل اور اُسکے جواب سوال کر پھر جہان جی چاہے وہان جانا حاتم نے ان سے کہا بھائی تمہارے شہر کا کیا چلن ہے مسافر کو شہر مین رہنے کی راہ دیتا ہے اور کم لوگ کہنے لگے خدا دیتا ہے [illegible] یہان کے بادشاہ کی ایک لڑکی ہے کہ اُس کے روبرو مسافر کو لیجاتے ہین اور وہ اس سے تین سوال کرتی ہے جو وہ جواب نہین دے سکتا [illegible] اسی شہر کا نام بیداد نگر رکہا ہے کہ یہان کوئی مسافر جیتا نہین بچا آخر حاتم ان لوگون کے ساتھ نا چاری بادشاہ کے پاس گیا اور جی مین یہی کہتا تہا کہ دیکھئے کیا پیش آتا ہے جب اسکے سامنے گیا تب اس نے پوچھا کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے اور کیا نام رکھتا ہے اس نے کہا کہ مین بنی آدم ہون اور چین کے جانیکا ارادہ رکھتا ہون میرا نام حاتم ہے تمہین کیا کام ہے اور کہا اے بادشاہ تیرے سوا کوئی مسافر کو ایذا دینے والا نہین تھا بلکہ ہر ایک اپنے حوصلے کے موافق مہمانی کرتا ہے اس واسطے کہ بھلا کہلاوے اور نیکی کے ساتھ اسکا نام تمام عالم مین آفتاب کے مانند روشن رہے اس کلام کو سنکر بادشاہ رو دیا اور کہا کیا کرون اس کمبخت لڑکی کے ظلم سے بیداد نگر مشہور ہے کیونکہ ایک مدت سے مسافر مارے جاتے ہین ان کا خون میری گردن پر ہے پہلے اس شہر کا نام عدل آباد تہا حاتم نے کہا پھر تو اسکو کیون نہین مار ڈالتا ہے وہ بولا آجتک کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہ اپنی اولاد کو مار ڈالے پھر حاتم کو محل مین لیگیا حاتم نے لڑکی کو دیکھتے ہی اپنے دلمین

کہا کہ اس کے برابر جہان مین کوئی خوبصورت نہین اسکا پردہ حجاب اُٹھ گیا اور ایک تخت
مرصع پر حاتم کو بٹھا کر آپ کرسی زرین پر بیٹھی اور دائی کو بلوا کر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان آج
مین اس مسافر پر عاشق ہوئی ہون اور یہ بھی بزرگزادہ معلوم ہوتا ہے حیف ہے کہ صبح کو
سولی دیا جاویگا دائی نے کہا کہ اے جان مادر تیرے نصیب نہایت بد ہین کیا کہین اور بہت
غریب امیر امرا تیرے ہاتھ سے مارے گئے ان کا خون تیری گردن پر رہیگا اور تیری قسمت ہرچند
ایسی نیک نہین کہ تیرا کام اسکے ہاتھ سے نکلے اتنے مین حاتم نے کہا بھلا مین بھی سنون کہ
وہ کون سا کام ہے کہ جسکے واسطے اتنے مسافر مارے گئے دائی نے کہا اے جوان خوش جب
رات ہوتی ہے تب یہ لڑکی بالکل دیوانی ہو جاتی ہے اور باتین لایعنی بکتی ہے اور سوال کرتی ہے
جب مسافر اسکو جواب دے نہین سکتا ہے اسکو یہ آپ ہی مار ڈالتی ہے یا سولی دلواتی ہے
اسوقت مین اسکے پاس نہین ہوتی غرض اسکی یہی اوقات اور یہی عادت ہے حاتم نے اپنے
جی مین کہا کہ دیکھئے اب مجھے موت یہان لائی ہے یا حیات اتنے مین دائی باورچیخانے مین گئی
اور کھانا لا کر کہنے لگی کہ اے مسافر اجل گرفتہ کچھ اسمین سے کھا اسنے کہا کہ کھانا جب تین
کھاؤنگا جب اسکا کام انجام کو پہنچاؤنگا اب کھانا مجھپر حرام ہے بلکہ جی کا دینا ہے کھانا نہین
اور یہ بات عقلمندون اور جوانمردون سے دور ہے دائی نے کہا اے جوان معلوم ہوا کہ اسکے
کام کا سرانجام تجھ سے ہو کیونکہ تو حق نمک سمجھتا ہے اتنے مین رات ہو گئی اور پھر ایک دائی
ماما چھچھو لونڈی غلام نوکر چاکر محل سے باہر گئے اور دروازے کو بخوبی بند کر دیا پھر اسکے
بعد وہ لڑکی دیوانون کیطرح سے کودنے لگی اور سخن بیہودہ زبان پر لائی پھر حاتم کیطرف متوجہ
ہو کر کہنے لگی اے جوان تجکو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا جو نامحرم ہو کر یہان تک چلا آیا خیر اگر آیا ہے
تو ہمارے سوالون کا جواب دے حاتم نے کہا کیا سوال رکھتی ہے اسنے کہا پہلا سوال یہ ہے
کہ وہ قطرہ کونسا ہے جو جاندار پیدا ہوتا ہے حاتم نے تامل کے بعد جواب دیا کہ وہ قطرہ دریائے
اسرار انسان ہے یعنی نطفہ کہ جاندار پیدا ہوتا ہے پھر حاتم نے کہا دوسرا سوال کہو اسنے
کہا وہ کون سا میوہ ہے جو سب میوون سے زیادہ میٹھا ہے حاتم نے کہا وہ فرزند ہے کہ سب
میوون سے شیرین ہے پھر تیسرا سوال پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو ہر کسی کو کھاتی ہے حاتم

نے کہا وہ سوت ہی کہ کسی کو نہین چھوڑتی اس سخن کو سنکر لڑکی نے آنکھین نیچی کر لین اور کانپنے
لگی آخر کار کرسی سے خاک پر گر پڑی اور بیہوش ہو گئی اتنے مین ایک کالا سانپ نہایت
ہیبتناک وہان نظر آیا اور پھنپھناکر حاتم کی طرف لپکا وہ جی مین کہنے لگا کہ اگر اسکو مارتا ہون تو
ایذا دہندہ ٹھہرتا ہون اور اگر نہین مارتا ہون تو یہ مجھکو نہین چھوڑتا یہ سوچکر وہ مہرہ جو ریچھ
کی بیٹی نے دیا تھا پگڑی سے نکالکر اپنے منہ مین رکھ لیا اور اس سانپ کو اپنے ہاتھ سے پکڑکر ایک
ہانڈی مین بند کرکے خنجر کمر سے نکالکر انگنائی مین قد آدم گڑھا کھود کر گاڑ دیا اور ایک تخت پر
جا بیٹھا پچھلے پہر انکو لڑکی کو ہوش آئی اور اپنے منہ پر نقاب ڈالکر کہنے لگی کہ ای نامحرم تو کون ہی اور
اس تخت پر کس واسطے بیٹھا ہی حاتم نے کہا اے نادان تو اتنے مین ہو لگتی ہی مین جیتا ہون کہ
کل تیرے باپ کے لوگ مجھے مانگتے ہوئے آئے تھے اس بات کو سنتے ہی اُس دائی سے کہا کیا سبب ہے
کہ یہ مسافر آج جیتا بچا دائی نے کہا خدا نے اپنی حفاظت مین رکھا بارے تم اپنا حال کہو کیسی ہو
اوس نے کہا کہ آج مین اپنا بدن ہلکا معلوم ہوتا ہی نہین تو ہمیشہ بھاری رہتا تھا پھر اُن نے حاتم
سے پوچھنے لگی کہ ای جوان تو نے یہان کیا دیکھا اور تو کیونکر بچا حاتم نے کہا مین تجھے اس بات سے
ہرگز آگاہ نکرونگا اتنے مین نور کا تڑکا ہوا ... اوس نے کہا خیر تو
کیونکر بچا حاتم نے کہا جب پہر رات گئی تو آپکی لڑکی دیوانی ہوئی اور کلمے ہی تباہی بکنے لگی
اور منہ سے کف نکالتی ہوئی میری طرف دوڑی اور کہنے لگی کہ ای نامحرم تو اتنا مقدور
کہان سے پیدا کیا جو بے دھڑک میری حویلی مین آیا خیر اگر آیا ہی تو میرے سوالون کا جواب دے آخر کار
اسنے مجھ سے تین سوال کیے مین نے خدا کے فضل سے اُن تینون سوالونکے جواب بخوبی دیے اس
بات کے سنتے ہی وہ تھرتھرائی اور کرسی سے گرکر بیہوش ہو گئی پھر ایک سانپ اسکے پہلو سے
نکلکر مجھپر لپکا مین نے اسکو انگنائی مین گاڑ دیا یقین نہو تو دیکھ لو پھر وہ لڑکی ہوش مین
آئی اور حجاب کرنے لگی بادشاہ نے پوچھا ای جوان یہ کیا اسرار تھا حاتم بولا کہ ایک جن اس لڑکی پر
عاشق تھا کہ سانپ بنکر ہر ایک مسافر کو مار ڈالتا تھا بارے خدا کے فضل سے یہ بلای عظیم
تمہارے سر سے ٹلی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا اے شخص لڑکی مین نے تجھے دی اور یہی
میرا قول تھا لازم ہی کہ تو بھی قبول کر کہا ایک شرط سے مین جہان جاتا ہون وہان سے پہلے

کوئی میرا مزاحم نہوا اُس نے کہا بہت اچھا تم مختار ہو جدہر چاہو اودہر لیجاؤ پہر اُسی گھڑی اُسکے
باپ نے اپنے گھر آنے کی رسوم کے موافق اُسکا نکاح حاتم کے ساتھ بندہوا کر اُسکا ہاتھ حاتم کے
ہاتھ مین پکڑا دیا حاتم نے تین مہینے تک وہان ہر ایک رات اُسکے ساتھ عیش و عشرت مین گذاری جب
اُس عورت کو پیٹ رہا تب حاتم نے اُس سے کہا اب تو مجھکو رخصت دے اور ایک میری بات سن کہ مین یمن کا
رہنے والا ہون اور طے کی نطفہ سے ہون اگر لڑکا پیدا ہو اور یمن جانیکا قصد کرے تو اُسکو اس پتہ سے
بھجوا دینا اگر لڑکی ہو کسی مرد نیک فرشتہ خصلت سے منسوب کر دینا اگر مین جیتا رہونگا تو
ایکبار تیرے پاس مقرر آؤنگا اسطرح کی دو چار باتین کر کے اُس سے رخصت ہوا تھوڑے دنون
کے بعد شہر حبش مین پہونچا اور کہنے لگا کہ اس محلہ مین یوسف سوداگر کی حویلی کونسی ہے
اور اوسکی اولاد مین سے بھی کوئی ہے لوگ دوڑے اور اُسکے بیٹے کو خبر کی کہ ایک مسافر کہین
سے آیا ہے اور تمکو بلاتا ہے وہ یہ بات سنکر دوڑتا ہوا حاتم کے پاس آیا اُسنے کہا اے لڑکے
تجھے تمہارے باپ نے بھیجا ہے اور ایک پیغام دیا ہے اُس سخن کے سنتے ہی لوگ ہنس پڑے اور
کہنے لگے اسے مسافر معلوم ہوتا ہے کہ تو دیوانہ ہے جو ایسی بات کہتا ہے اُسکو مرے ہوے
مدت ہوئی اور ہم تعجب کرتے ہین کہ اُسنے تیرے ہاتھ پیغام کیونکر بھیجا ہے حاتم نے کہا یارو
تمنے کیا سنا ہے کہ یوسف سوداگر سوداگرون کے محلہ مین رہتا تھا ایک بیٹا اُسکی دولت
بھی تھا اور باپ کو نہایت عزیز تھا مین جو اُسکے سونیکی جگہ تھی اُس جگہ کو کھود اُسکے پاس ایک خشت
ہے اُسکے نیچے بہت سا مال و جواہر گڑا ہے لیکن اُسے کوئی نہین جانتا جسقدر زر و جواہر
نکلے چار حصے کرو ایک حصہ تم لو اور تین حصے خدا کی راہ مین خرچ کر دیو یہ کہکر پہر اُس نے
سب ماجرا جو دیکھا تھا ابتدا سے انتہا تک بخوبی ظاہر کیا کہ مین اسی سبب سے فلان جنگل
مین گیا تھا یہ تماشا دیکھا اور قاصد بنکر آیا تب اونہون نے کہا یہ حرکت
بے بادشاہ کے خبر کئے کیونکر کرین آخر کار وہ سب لوگ فوراً
اوسکو اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا کہ اے
شخص تو نے کیا دیکھا کہا جہان پناہ مین نے اُس سوداگر کو اس طرح دیکھا ہے
اور یہ پیغام اُسنے میرے ہاتھ بھیجا ہے اس بات کو سنکر وہ بھی ہنسا اور کہنے لگا کہ تیرے شہر مین

جراح فصد کو نہین ملا جو تو یہان آیا تو اچھا تھا صد دیوانہ ہو جاتا ابھی فصد لے کیونکہ اُسے مرے ہوے
سو برس ہو چکے پھر مجھ سے ملاقات کیونکر ہوئی اسے بیوقوف مردے کسی سے ملاقات
کرتے ہین جو اُس نے مجھ سے کی اور یہ حقیقت مجھ سے کہلا بھیجی آخر یہ کوئی احمق ہے اسکو
شہر بدر کرے حاتم نے عرض کی اے بادشاہ عادل و دستگیر درماندگان یہ کیا بات ہے تم نہین
جانتے کہ شہید ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور یوسف سوداگر ایک مرد بخیل تھا وہ اس سبب سے
رنج و مصیبت مین گرفتار ہے یہ بات مانو کہ وہ غریب عذاب سے چھوٹے تو اب بیٹا غافل کو
اسکے سوا اگر مین دیوانہ ہون تو اس حجرہ کے [illegible] بادشاہ نے
خبر کو سنکر تعجب ہوا اور حاتم کو ساتھ لیکر [illegible]
بیشمار مال نکلا تب بادشاہ نے اسکے چار حصے کیے [illegible] کو حوالہ کیا اور
[illegible] حاتم کو دیکر کہا [illegible] اور [illegible] اسکو اپنے ہی
ہاتھ سے [illegible] دونون [illegible] کو
[illegible] مالا مال ہو گئے پھر بادشاہ سے رخصت
ہو کر [illegible] پیدا ہوا تھا اسکو دیکھکر [illegible]
ہوا اور [illegible] جنگل کی راہ لی کئی دن کے [illegible] مین
قبرستان مین پہونچا تین روز وہان رہا شب جمعہ کو وہ شہید [illegible] اپنی قبر سے
نکلے اور فرش مکلف بچھا کر بیٹھے وقت [illegible] اسی طرح سے انکے آگے کھانے چنے گئے پھر
اُسکے بیٹے اوس سوداگر کے بھی آگے ویسا ہی کھانا رکھا گیا اسکے بعد حاتم نے ملاقات کی
سوداگر سے حال پوچھا وہ کہنے لگا اے جوانمرد جزاک اللہ فی الدارین خیرا اس تیری
ہمت کا ثمرہ حق تعالی تجھے دے سچ تو یہ ہے کہ ایک جوانمرد [illegible] نظر آیا اور [illegible]
سے پھر [illegible] ملا جو اس بلا سے نکالا اور انکے سامنے [illegible]
[illegible] اور [illegible] ہاتھ سے [illegible]
کی اور مین نے مرتے [illegible] پریشانی پہنچی تب بھی خدا کے فضل و کرم سے بہت آسودہ ہوں
خدا [illegible] حاتم وہان سے رخصت ہوا اور ایک جنگل مین پہونچا

وہان ایک عورت پیرانہ سال فقیرونکی طرح سے بیٹھی ہوئی بھیک مانگ رہی تھی حاتم
نے اپنے ہاتھہ سے الماس کی انگوٹھی اوتار اُسکے حوالے کی اور آپ روانہ ہوا اتنے مین بڑھیا
نے کہا کہ اے پردیسی کا خدا حافظ ہو اس آواز کے سنتے ہی سات جوان مسلح تلوارین
لگائے جنگل کے دائین بائین سے نکل آئے اور حاتم سے ملاقات کرکے ساتھہ ہو لئے چنانچہ
وہ ساتون چور اُسی چڑیل کے بیٹے تھے اُسنے اس چھلا و انگوٹھی کو دیکھکر یہ جانا کہ سونے
کی چڑیا ہاتھ آتی ہے غرض اُسکے ساتھہ ہو لئے اور ادہر اودہر کی گپ شپ ہانکنے
لگے کہنے لگے اے جوانمرد ہم چاہتے ہین کہ تیرے طفیل سے شہر مین پہونچین اور وہانکے بادشاہ
کی نوکری کرین حاتم نے کہا اچھا چلو کھانے پینے کا کچھہ اندیشہ نکرو جب حاتم اُنکے
دم مین نہ آیا تب اُسکے پیچھے سے کمند ڈالکر ہاتھہ باندہکر تین خنجر مارے پھر کنوئین مین گرا دیا
اور جو مال و متاع تھا لے لیا وہی ایک پگڑی جسمین مہرہ تہا لپٹی لپٹائی رہ
گئی وہ کئی روز تک کنوئین مین زخمی پڑا اور تین روز کے بعد جب ہوش آیا اوس مہرہ کو
پگڑی سے کہولکر اور کنوئین مین خشک پتھر پایا اُسپے تہوک سے رگڑ کر اپنے زخمون پر
لگایا زخم سب بہر گئے اور درد جاتا رہا پہر اپنے جی مین کہا افسوس ہے اُن
مردون نے دنیا کی اگر راہ خدا مین مجھسے مانگتے تو قسم ہے سب کا سب انگوٹھی وغیرہ دیدیتا
اب بھی اگر ملین تو اتنا کچھہ دون کہ جبتک جئین کبھی محتاج نہوون اسی سوچ مین تھا کہ آنکھہ
لگ گئی خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص باواز بلند یہ کہتا ہے اے حاتم تم نے کہا خدائے
کریم نے تجھے یہان پہونچایا ہے یہ بھی اُسکی حکمت سے خالی نہین تھا یہان ایک گنج عظیم
گڑا ہے حق تعالے نے یہ مال تیرے ہی واسطے چھپا رکھا ہے اب وہ تجہہ اور تیرے واسطے ہے اسنے
کہا اے بزرگ مین تنہا کیونکر لیکر کہان جاؤن وہ بولا کل تجھے اس منزل پر آکے
اور تجھے اس اندہیرے کنوئین سے نکالینگے چاہیے کہ انکو شفیق کرکے اس مال کو نکالو
حاتم خوش ہوکے جاگ پڑا اور درگاہ الٰہی مین سر جھکا کر سجدۂ شکر خدا بجا لایا اتنے مین پو پھٹی اور نور
کا تڑکا ہوا ایکدم کے بعد وہ شخص اُس کنوئین پر آئے اور پکار کر کہنے لگے حاتم اگر جیتا
ہے تو جواب دے اسنے کہا ابتک تو خدا کے فضل و کرم سے جیتا ہون تب انہون نے

اپنے ہاتھ بڑھا کر کنوئیں میں ڈال دیے اور کہا ہمارا ہاتھ پکڑ کر چڑھ آ حاتم دستگیری سے نکلا
اون سے ملاقات کی کہنے لگا کہ یہاں گنج عظیم گڑا ہے اگر تم نکالو تو ہاتھ آوے کہا تم یہاں
کتنے مدت سے ہو [illegible] ایک اندھیرا تھا دوسرا [illegible] اور وہاں [illegible] پہنچتا تھا اور پیدا نہ
کر سکتا تھا غرض ایک دم میں [illegible] سب مال نکال [illegible]
ہو کر کسی طرح راستہ لیا حاتم بھی [illegible] کہتا تھا اگر اس وقت وہ [illegible]
سب اونکو بخشا [illegible] کہ وہ [illegible]
اور [illegible] سا زر [illegible] اپنی جیب میں ڈال کر [illegible]
[illegible]
تباہ فقیروں کی طرح [illegible] سوال [illegible]
دیکھتے ہی [illegible]
اسکو [illegible] اور اپنا قدم آگے رکھا [illegible]
[illegible] کا راہ [illegible]
اور پھر اودھر سے آگے [illegible]
[illegible] سے ایک عرض [illegible]
کہا اگر تم توبہ کرو اور پھر دم آزاری سے ہاتھ اوٹھاؤ تو میں اسقدر روپیہ جواہر دوں کہ وہ تمہارے
سات پشت تک کام آوے انھوں نے کہا ہم پیٹ ہی کے واسطے اپنے اوپر عذاب لیتے
اور لوگوں کو اذیت دیتے ہیں اگر اتنا مال و اسباب پاویں تو آج ہی کی تاریخ سے عہد
کرتے ہیں کہ تمام عمر یہ کام نہ کریں حاتم نے کہا خدا کی قسم کھاؤ تو میں تمہیں وہ گنج دوں کہ نہال ہو
یہ بات سنکر چوروں نے کہا وہ تو ہم توبہ کریں حاتم اونکا ہاتھ پکڑ کر اس کنوئیں پر لے گیا
اور زر بیشمار [illegible] لو اور اپنے عہد کو وفا کرو وہ اسکو دیکھتے ہی
نہایت خوش ہوئے اور ہاتھ باندھ کر کہنے لگے کہ آپ جو کچھ کہیں [illegible] حاتم نے کہا تم اسطرح
سے قسم کھاؤ کہ خدا [illegible] اور پھر ایک [illegible] اگر آج سے ہم
کسی کا مال چرائیں یا کسی [illegible] کو ستائیں تو خدا کے غضب میں گرفتار ہوں اونھوں نے

اسی طور سے قسم کھائی اور چوری سے توبہ کی حاتم نے وہ زر و جواہر سب اُن کو
بخشا اور راہ راست دکھا کر جنگل کا راستہ لیا کہ ایک کتا زبان نکالے سامنے دکھائی دیا
اُس نے معلوم کیا کہ شاید اس صحرا میں کوئی قافلہ اترا ہے اور یہ کتا اسی قافلہ
کا ہے جب وہ اسکے پاس آیا تب حاتم نے اسکو گود میں اٹھا لیا اور اس کے واسطے
پانی ادھر اودھر ڈھونڈھنے لگا اور جی میں کہتا تھا کہ اس جنگل میں کوئی چشمہ ملے تو اس
پیاسے کو خوب سا پانی پلاؤں اتنے میں ایک گاؤں دکھائی دیا حاتم اسطرف روانہ
ہوا وہاں کے لوگ گیہوں کی روٹیاں اور مٹھائی مسافروں کو دیتے تھے حاتم کے آگے
بھی لے آئے اُسنے وہ مٹھائی اور روٹیاں کتے کو کھلائیں کتے نے پیٹ بھر کھایا مگر حاتم
اسکی طرف دیکھکر کہتا تھا کیا خوش ترکیب اور خوبصورت کتا ہے اور وہ اسکے سامنے
بیٹھا ہوا شکر خدا کر رہا تھا اتنے میں حاتم نے شفقت سے اسکے سر پہ ہاتھ پھیرا اور دل
میں خدا کو یاد کر کے یوں کہا کہ یہ تیری قدرت ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور ایک
کی شکل کو دوسرے کی صورت سے بدل دیا اتنے میں ایک سخت سی چیز شاخ کے مانند
اس کے ہاتھ میں لگی جب خوب غور کر کے دیکھا تو ایک میخ آہنی نظر آئی فوراً وہ میخ
اسکے سر سے نکال لی وہ کتا ایک جوان خوشرو کی صورت ہو گیا حاتم متعجب ہو کر کہنے لگا کہ
اے بندہ خدا کیا بھید ہے اور تو کون ہے کہ پہلے تیری صورت حیوان کی تھی
اور اس میخ کے نکالتے ہی تو انسان ہو گیا اُس نے دیکھا کہ اس شخص نے
مجھ پر احسان کیا ہے اس سے اپنا حال چھپانا چاہیئے اس بات کو سوچکر اس کے
پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا اے مرد بزرگ میں بنی آدم ہوں تیری دستگیری سے اپنی اصلی
صورت پہ آیا حاتم نے کہا کہ کیا سبب تھا کہ تیری صورت کتے کی سی ہو گئی تھی جوان نے کہا
میں سوداگر کا بیٹا ہوں میرا باپ بہت سا مال و اسباب لیکر چین کو گیا تھا وہ مال
اس نے وہاں بیچا اور وہاں سے کچھ مول لیکر ختا میں گیا اسکے فروخت سے بہت سا نفع
حاصل کیا اور مجھکو دھوم دھام سے بیاہ دیا چند روز جیا پھر شربت اجل پیکر مر گیا
مال و اسباب زر و جواہر میرے ہاتھ لگا میں اکیلا تھا اسکو بیچکر عیش و عشرت

کرتا رہا جب وہ کم ہونے پر آیا تب ملک ختا کا مال خرید کر کے شہر چین میں گیا
اور خرید فروخت کر کے پھر اپنے شہر کو روانہ ہوا جب تک میں آؤں وہ عورت
بد ذات جو باپ نے بیاہ دی تھی پیچھے ایک غلام حبشی سے آشنا ہو گئی تھی اور یہ میخ لوہے کی
جادوگروں سے سیکھ کر اپنے پاس رکھ چھوڑی تھی جب میں گھر میں آیا پھر تھکا اور ایک دن
غافل سو گیا تو اس نے فرصت پا کر میخ میرے سر میں ٹھونک دی میں اسی وقت کتا ہو گیا
اس نے اسی گھڑی لکڑی لے کر پیٹنا شروع کیا میں بھاگا مارا مارا بازار میں پہنچا وہاں کے کتے بھونکنے
لگے اور کاٹنے ہی دوڑے انکی دہشت سے آج تلک پھرتا ہوں یہی کہ میں شہر چھوڑ کر اس
جنگل میں بھوکا پیاسا پڑا پھرتا تھا آج کی گھڑی کہ آپ کو یہاں بھیجا ہے خدا نے اپنے فضل و
کرم سے مجھے اس مقام پر پہنچایا تب تو نے کھانا کھلایا پانی پلایا آدمی بنایا حاتم اس
بات کے سنتے ہی سر نیچا ہوا اور کہنے لگا اے عزیز تیرا گھر کس شہر میں ہے اس نے
کہا کہ اس جنگل سے تین روز کی راہ ہے اور اس کو شہر صورت کہتے ہیں حاتم نے کہا
کیا اس شہر میں حارث سوداگر رہتا ہے اور اس کی بیٹی تین سوال رکھتی ہے اس لڑکی
نے مجھے اس بات کی خبر کو بھیجا ہے کہ میں نے وہ کام کیا جو آج کی رات میرے کام آیا
اس نے کہا یہ بات سچ ہے اور میں بھی اسی شہر کا رہنے والا ہوں پھر حاتم نے کہا کہ خیر
بہتر ہے اس میخ کو اپنے پاس رہنے دے اگر تیرا جی بھلا چاہے تو یہ ہو گا کہ تو فرصت پا کر
اپنی جورو کے سر میں گاڑ دینا وہ کتیا ہو جاوے گی اس طرح سے باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں ہاں سے
چل نکلے تین روز کے عرصہ میں اس شہر میں داخل ہوئے اور وہ جوان اپنے ساتھ حاتم کو لیکر گھر آیا
ڈیوڑھی پر بٹھا کر آپ اندر گیا لونڈیاں باندیاں پاؤں پر گر پڑیں اور بی بی اس حبشی
سے لپٹی ہوئی سوتی تھی اس حال کو دیکھ کر اس نے تلوار نیام سے لی اور اس غلام
کی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ میخ بی بی کے سر میں ٹھونک دی اور وہ کتیا ہو گئی تب ایک رسی
سے باندھ کر باہر نکل آیا اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور ایک مسند عالی پر بٹھا کر دکھایا
اور کہا یہ وہی مکارہ ہے جس نے مجھے آدمی سے کتا بنایا تھا اور یہ وہی حبشی غلام نمک حرام ہے
جو اس کے سنگ میں داخل تھا اس واردات کو دیکھ کر حاتم متعجب ہوا اور کہنے لگا

اے عزیز تونے اس کو کیوں مار ڈالا وہ بولا اسکا کیا اسکے آگے آیا اس وحشت سے اب
کوئی ایسا کام نہ کریگا بلکہ اسکو سنکر جو کرتا بھی ہوگا باز رہیگا یہ حرکت میں نے عبرت کے
واسطے کی ہے یہ بات کہکر اسکو اپنے صحن خانہ میں گاڑ دیا اور ہر ایک لونڈی
غلام کو انعام دے کر سرفراز کیا اور تمام رات حاتم کو مہمان رکھکر خوب سی ضیافتیں
کھلائیں اور صبح تک عیش وعشرت میں مشغول رہا جب نیر روشن ہوا تب حاتم
اوس سے رخصت ہوکر کاروان سرائے میں آیا اور اوس سوداگر بچے سے ملاقات کرکے
پوچھنے لگا کہ کیا کرتے ہو کہو خوش تو ہو اوس نے کہا بندہ پرور آپکی جان ومال کو
دعا دیتا ہوں ایک مدت سے وہ آواز نہیں آئی ہے اسواسطے حارث کی لڑکی تیری
آنیکی منتظر ہے حاتم نے کہا اندیشہ نہیں خدا کے فضل وکرم سے میں اوسکی خبر لایا ہوں
یہ کہکر وہ حارث کی بیٹی کے دروازہ پر گیا خبرداروں نے جاکر خبر پہونچائی وہ والانکی
درون پر پردے ڈالکر اندر ہو بیٹھی اور لوگوں سے کہنے لگی کہ اسکو بلوا لو وہ بلالائے
جب حاتم پردے کے قریب آیا تب اسکو کرسی پر بٹھاکر سوال کا حال پوچھا حاتم نے
ابتدا سے انتہا تک کہہ سنایا اور جو جو دیکھا تھا سب بیان کیا اوس نے کہا اے جوان اسکو سچ
کہتا ہے کہ اب وہ آواز نہیں آتی ہے تو جلد جا اور ماہروشاہ کا مہرہ لا فوراً حاتم
اوس سے رخصت ہوکر سوداگر بچے کے پاس آیا اور کہا تو خاطر جمع رکھ ماہروشاہ کا مہرہ
لینے جاتا ہوں اگر یہ تیسرا سوال پورا کرونگا تو تیری معشوقہ سے تجھے ملا دیتا ہوں اوس
سے رخصت ہوکر پھر چلا چند روز میں ایک درخت کے نیچے بیٹھکر فکر کرنے لگا کہ اب
بہتر ہے کہ دیووں کے بادشاہ سے ملئے اور اس سے ماہروشاہ کا مکان پوچھئے مگر
وہاں کا پتہ کون دیگا یہ دل میں ٹھہرا کر اوس غار میں آیا کہ جسمیں پہلے گیا تھا تھوڑے دنوں کے
بعد پھر وہی جنگل خوش اسلوب نظر آیا اوسکو طے کرکے اوس گاؤں میں پہونچا وہاں کے
لوگ حاتم کو دیکھکر بستی میں لیگئے مسند پر بٹھایا مہمانی کی اسیطرح ہر شخص اپنے
گاؤں میں لیجاتا اور مہمانی کرتا آخر فرقاش کے محل تک پہونچا اوس نے استقبال
کیا اور ایک مسند عالی پر بتوقیر تمام بٹھایا اور بہت خوشی وعیش کی مجلسیں جمائی

اور پوچھا کہ آپکے آنے کا موجب کیا ہے حاتم نے کہا ماہرو پری شاہ
کے ہاتھ مین جو مہرہ ہے اب یہ فدوی اسکے لینے کو آیا ہے اسنے کہا اے
جوان اس مہرہ کو ہاتھ سے لینے کی کسکو طاقت ہے بہتونکی مجال نہین کہ وہان
جائین اور سلامت پھر آئین تو بیچارہ غریب کس شمار و قطار مین ہے حاتم نے کہا
کچھ اندیشہ نہین مین تم سے ایک شخص کو بطور رہبری کے چاہتا ہون اسواسطے کہ
کہین راہ بھول نہ جاؤن اسنے جواب دیا کہ بہتر قدقاش نام ایک دیو کو بلوایا اور کچھ
بولا حاتم تین روز تک وہین رہا چوتھے دن کہنے لگا کہ اب مین نہین ٹھہر سکتا
کہین ایسا نہو کہ وہ عاشق بیچارہ انتظار میرا کھینچکر مرجاوے اور اسکا خون میری
گردن پر ہو قطع نظر اسکے اگر مین یہان عیش و عشرت مین رہون تو خدا کو
کیا جواب دونگا قدقاش نے کئی دیو حاتم کے ساتھ کردیے کہ تم اسکو ماہرو پری شاہ
کی سرحد مین پہنچا دو اور اسکے آنے تک آپ وہین بیٹھے رہو حاتم انکو
ساتھ لیکر وہان سے روانہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین ماہرو پری شاہ
کی سرحد مین جا پہنچا انہون نے عرض کی کہ اس پہاڑ سے اسکا عمل
شروع ہے اب ہماری طاقت نہین کہ آگے بڑھین جو قلمرو مین اسکی جاتا ہے
وہ اسکو جیتا نہین چھوڑتا ہے غرض وہ وہین رہے اور حاتم وہان سے رخصت
ہوکر اسکی عملداری مین داخل ہوا چند روز کے بعد ایک پہاڑ آسمان
سے باتین کرتا ہوا دکھلائی دیا اور درختون پر پری زاد بیٹھے ہوئے بیشمار
نظر آئے وہ اسکی طرف چلا جب نزدیک گیا تب پھر ایک طرف سے پری
زادون نے آکر گھیر لیا اور کہنے لگے کہ یہ آدمی ہے اسکو جیتا چھوڑنا چاہیے
کیونکہ یہ پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے مین اور کئی پری زاد پہاڑ سے اوترکر
اسکا ہاتھ پکڑکر اور طوق و زنجیر پہنا کے پوچھنے لگے کہ تو کون ہے اور یہان
کس لیے آیا ہے اور وہ کون ہے جو تجھے یہان لایا ہے سچ بتلا حاتم نے کہا
مجھکو یہان خدا لایا ہے اور مین شہر حدوث سے آیا ہون اسلئے کہ اپنی منزل مقصود

کہا معلوم ہوتا ہے تو یا پھر دیو ہی شاہ کا مہرہ لینے کو آیا ہے کیوں سچ ہے یا نہیں تب حاتم اپنے
دل میں سوچنے لگا کہ اگر سچ کہتا ہوں تو یہ جیتا نہ چھوڑینگے اگر چھپاتا ہوں تو جھوٹا
ٹھہرتا ہوں اس سے بہتر ہے کہ چپکا رہوں یہ سمجھکر گونگا بنگیا اور جواب نہیں دیا تب پریزادوں
نے آپس میں مشورت کی کہ اسکو آگ میں ڈالا چاہیے اور وہ شتابی سے ہزاروں من لکڑیاں جمع
کرکے آگ بھڑکائی تو آسمان تک پہونچی اسکو اوٹھا کر آگ میں ڈالدیا حاتم تین روز اوسی
آگ میں رہا وہ جلے گئے اس کے بعد جو نکلا تو ایک تار بھی اسکے جامہ کا نہ جلا تھا وہاں سے
ایک طرف کو روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ پھر پڑا پریزادوں کے ہاتھ اور پوچھنے لگے
کہ اے جوان تیری صورت کا ایک اور شخص دو چار ہی دن کا ذکر ہے آیا تھا اسکو آگ میں
ڈالکر خاک سیاہ کر دیا اب تو آیا ہے کیا وہی ہو گیا دوسرا پیدا ہوا ہے سچ کہہ حاتم نے کہا ای احمق
جو آتشکدہ میں پڑے وہ کیونکر جیتا بچے پھر تو اسکو اوٹھا کر ایک بڑی بھاری پتھر کے نیچے تین
روز تک دبا رکھا جو سخت دل تھے اسکو اس سے نکالکر اس زور سے ... پھر اٹھاکر پھینکا کہ وہ وہاں سے
اٹھارہ کوس پر دریائے شور تھا اوسمیں جا پڑا ایک گھڑیال اوسکو نگل گیا اس حد میں
وہ عالم بیہوشی میں تھا کہ کچھ نہ سمجھا کہ میں کہاں تھا اور کہاں آگیا ایک گھڑیال کے پیٹ میں
دیکھکر گھبرایا اور اسکے دل و جگر کو دوڑ دوڑ کر پاؤں سے کچلنے لگا اسکے باعث سے وہ نہایت بیقرار ہوکر
خشکی میں گیا اور قے کرنے لگا حاتم اسکے منہ سے نکل پڑا اسکے بعد بھوکا پیاسا کسی طرف
کو چلا جب طاقت طاق ہو گئی چلکر ریت میں گر پڑا اور ایک سمت کو تکنے لگا اتنے میں ایک
غول پریزادوں کا اٹکھیلیاں کرتا ہوا آ پہونچا اور ہر ایک اسے دیکھکر آپس میں کہنے لگے کہ
یہ آدمزاد کون ہے اور یہاں کیونکر آیا ہے تحقیقات کیا چاہیے ایک نے حاتم سے کہا کہ
اے آدمزاد تجکو یہاں کون لایا ہے جلد بتلا حاتم نے کہا مجھکو خدائے کریم الرحیم لایا ہے کہ جسنے
مجھے اور تجھے پیدا کیا اور دوسرا دن ہوکہ گھڑیال کے پیٹ سے مجکو جیتا باہر نکالا اگر تجکو خدا نے
توفیق دی ہو تو مجھہ بھوکے پیاسے کی خبر لو انہوں نے کہا کہ تجکو دانہ پانی کیونکر دیں ہمارے
بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ جب آدم کو جہاں پاؤ سر کاٹ لاؤ اگر تجکو نہ ماریں اور کھانے
پینے کو دیں تو غضب سلطانی میں گرفتار ہوں اتنے میں ایک نے ان میں سے

کہا اے یارو خدا سے ڈرو کہاں بادشاہ کہاں یہ گدا کچھ آپ سے یہ سنا نہیں واللہ اعلم کہاں
سے گھڑیال اسکو لایا ہے اسکی حیات کے چند روز باقی تھے جو اسکے پیٹ سے نکلا
اور انسان کی قوم سب سے اشرف کہلاتی ہے اسکو اٹھا لیجا ہیں اور پرورش کریں لوگوں
نے کہا کہ ہم اسکو کہیں اور رکھا دیں مبادا [illegible] بادشاہ سنے اور ہماری گردن
مارے تو مفت جان جاتی رہے حاتم نے کہا اے عزیز [illegible] مبتلا ہو تو مجھکو
قتل کرو اس حیات کو دیکھا وہ آپس میں مشورت کرنے لگے کہ یہاں سے سات روز کی راہ
ہمارا بادشاہ رہتا ہے جو اسکا حال بادشاہ سے عرض کرے ایسا کون ہے یہ سوچکر وے سب
کے سب متفق ہوے اور حاتم کو اپنے گھر لیگئے قسم قسم کے میوے اور کھانے اسکے آگے رکھے
حاتم نے سیر ہوکر کھانا کھایا اور پانی پیا اور خوشی سے بیٹھا اور [illegible] بیٹھے
اور قیل و قال کرنے لگا اسکے حسن پر فریفتہ ہوے [illegible] بعد حاتم نے اٹھکر کہا
اے یارو مجھکو رخصت کرو جس کام کے واسطے آیا ہوں اسکی سعی کروں انہوں نے کہا
کہ وہ کام کیا ہے اور تجھے یہاں کون لایا ہے حاتم نے کہا مجھکو [illegible] بادشاہ کی [illegible]
میں سے دیولانے [illegible] تھا میں نے تین مرتبہ مجھکو آگ میں ڈالدیا خدای کریم نے مجھے
بچا لیا اور پھر انہوں نے دریا میں ڈالا یا وہاں کنارے لگا گیا جب [illegible] سے
[illegible] میں تمسے ملاقات ہوئی تم اپنی مہربانی سے اپنے گھر لے
اور میری [illegible] خوب پرداخت کی یہ سنکر انہوں نے کہا [illegible] ایسا کیا کام
[illegible] تو نے ایسی [illegible] اور [illegible] حاتم نے کہا کہ
[illegible] بادشاہ سے [illegible] کام [illegible] کہا [illegible]
[illegible] شاہ کا نام [illegible] اس نے اپنی [illegible]
نے شہر [illegible] میں اور [illegible] کہ میرے ملک میں کوئی آدم زاد اور دیو
زاد آنے نہ پاوے اگر [illegible] بادشاہ سنیگا کہ آدم زاد یہاں آیا ہے تو ہم لوگوں [illegible]
مجھکو بھی مار ڈالیگا [illegible] کہ اس گھر میں کوئی آنے نہ پاوے [illegible] کر دینا
تو پھر جانے نہ پاوے حاتم نے کہا اے یارو اگر میری [illegible]

اور اپنے واسطے ڈرتے ہو مجھے باندھکر اس کے پاس لیچلو خدا چاہیگا سو کریگا اونہون
نے کہا تجھسے یہ بہی نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ جسکی پرورش کی ہے اسکو مارنیکے واسطے کیونکر
دین حاتم نے کہا مہربانو اپنے مارے جانے پر تم کوئی سوچ نہ کرو کیونکہ مجھکو ماہیر بیری شاہ کے پاس جانا
ہے خواہ اسے یا جو ہے اس بات کو سنکر وہ حیران ہوئی اور آپسمین مشورہ کرنے لگے کہ
اب کیا کیجیے اور کس طرح اسکی خبر بادشاہ تک پہونچاییے آخر الامر سب نے صلاح کی کہ بہتر
ہے اسکو یہیں رکھیے اور بادشاہ کو اس حال کی عرضی بھیجیے حضور اعلی سے جو ارشاد ہووے
اس بات پر پھر اتفاق سبھی کا ہوا تب ایک پریزاد کو عرضی دیکر رخصت کیا اور اسمین یہ مضمون
لکھا کہ جہان پناہ ایک آدمی دریاے قلزم کے کنارے سے ہاتھ آیا ہے اسکو نظر بند کی طرح
اپنے گھر مین رکھا ہے اگر حکم ہو تو حضور اعلی مین بھجوا دیا جاوے غرض وہ عرضی لیکے
چلا اور تھوڑے ہی عرصہ مین در دولت پر جا پہونچا عرض بیگیون نے خبر پہونچائی کہ غلام زاد
ایک پریزاد دریاے قلزم کے چوکیدارون مین سے اپنے بہائی کی عرضی لایا ہے حکم ہو تو آکر حاضر
ہووے آیا اور آداب بجا لایا عرضی حضور مین گذرانی ماہیر بیری شاہ نے پڑھکر فرمایا کہ جواب جا
کر کئی دن کے بعد وہ جواب لیکر آیا اور کہنے لگا حضور حکم یون ہے کہ اسکو در دولت
پر پہونچا دو اس سخن کے سنتے ہی وہ پریزاد اسکو اپنے ساتھ لیکر چلے اور شہر مین ایک
کو سہیلا کر [illegible] گرفتار ہوکر ماہیر بیری شاہ کے حضور مین جاتا ہے یہ سنکر بنات پری زاد
کی [illegible] اپنی سہیلیون سے مشورت کی کہ بادشاہ کے ہاتھ مین ایک آدمی نہایت خوبصورت
اور [illegible] آیا ہوا ہے دیکھا چاہیے سبہون نے کہا اگر دیکھنا منظور ہے تو راہ مین
دیکھ لیجیے [illegible] پہونچیگا تب اسے کوئی نہ دیکھ سکیگا اسبات کو سنکر
وہ [illegible] جانے کا بہانہ کرکے رخصت ہوئی اور [illegible]
[illegible] سے پوچھنے لگی کہ اس جوان کو [illegible] ایک نے کہا
[illegible] قلزم کے چوکیدار [illegible] لیے چلے آتے ہین اگر [illegible]
بادشاہ کا [illegible] تو کیا دیکھتی ہین کہ ایک
چنچے کو وین [illegible] کہا تو جا کر ان سے پوچھ

که تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اسبات کو تحقیق کر کے جلد پھر آ غرض وہ تماشا بین شستے
انہوں نے آدم زاد کو دکھا دیا اور کہا کہ وہ اجل گرفتہ یہیں آیا ہے [illegible]
مثل گل خندان اور حسن میں مثل ماہ تابان شوریدہ مو نہایت [illegible]
اور راہ میں سر دھرتا ہے وہ وہاں سے پھر آئی حسنا پری ہو اسکے حسن و خوبی کی تعریف کرنے
لگی حسنا پری یہ سنکر اس کے دیکھنے کی مشتاق ہوئی اور اپنی پریوں سے کہنے لگی کہ جا کر [illegible]
وہ تب انہوں نے کہا کہ یہ بات ہے جاتی ہے سپاہی سو جاوین گے اوسوقت ہم چوری
سے اڑا لاوین گے تمہین دکھلاوین گے اتنے میں آفتاب غروب ہوا رات ہو گئی جب
سپاہی سو گئے تب حاتم پر بیہوشی کی دارو چھڑک کر حسنا پری کو باغ میں اٹھا کر لے
گئیں اور اس سے عرض کی کہ ہم اس آدم زاد کو باغ میں لے آئے ہیں [illegible] پری باغ کی طرف
متوجہ ہوئی کیا دیکھتی ہے کہ ایک جوان خوش جمال بیہوش پڑا ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے
عاشق ہوئی اور اوسکو ہوشیار کیا حاتم نے جو آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک عورت
پری زاد جمیلہ سرہانے کھڑی ہے بے اختیار ہو کر اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تو کون ہے
اور مجھے یہاں کون لایا ہے اس نے [illegible] منہ پھیر کر یہ شعر پڑھا

یہ گھر کس کا ہے میرا ہے تیرا نہیں
پیارا گھر [illegible] نہیں

اور اپنے دل میں حیران ہو کر کہتا تھا کہ یہاں عورتیں ہیں اور وہ لشکر مرد ذکر تھا اور میں
اُن کی قید میں تھا اس باغ میں کیونکر آیا آخر گھبرا کر بولا کہ تم سچ کہو کہ تم کون ہو اور یہاں میں
کسطرح آیا کہا اے جوان یہ باغ حسنا پری زاد نے بنوایا ہے اور میں حسنا پری اسکی بیٹی ہوں تیری
آمد کی خبر جو تمام شہر میں اڑی مجھکو تیرے دیکھنے کی نہایت آرزو ہوئی اسواسطے میں پریاں
تجھکو وہاں سے اڑا کر لائیں حاتم نے [illegible] تو نے ناحق میرے
کام میں خلل کیا پری نے کہا وہ کون کام ہے مجھے آگاہ کر [illegible] کہ اسواسطے تو ایسا گھبرایا ہے اس نے
کہا میں ماہیار پری شاہ کا مہرہ لینے آیا ہوں وہ [illegible] کہنے لگی کہ اے جوان وہ [illegible]
اور اسکا [illegible] ہے اور نہایت مشکل ہے کیونکہ فرشتے کا بھی جہان [illegible] میں بھی ساتھ کر دیتا
[illegible] دیکھئے مگر تیری قسمت [illegible] ہاتھ لگے تو لگے بلکہ میں بھی [illegible] کر دوں گی

اور اپنے واسطے ذخیرہ رکھا تھا وہ دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوئے اتنے مین وہ لشکر جو
نے کہا تمہیں [illegible] جو اور کہ دونون نے حاتم کو اس جا نپایا حیران و سرگردان ہو کر معلوم
ہوا [illegible] شہزادی عاشق ہو کر اسکو چرا لیگئے اگر بادشاہ سنے تو ہماری کھال کھنچے بہتر یہ ہے
کہ کسی گوشہ مین چھپ رہیں اور چپکے چپکے تلاش کیا کرین شاید کہین کھوج ملے تو بادشاہ
پاس پکڑ کے لیجاوین یہ کہکر وہ سب کے سب بھاگ گئے اور کہین جا چھپے جب رات ہوتی
تب ڈھونڈھتے پھرتے دن کو پھر چھپ رہتے اسی طرح ایک مدت گذر گئی ایکدن بادشاہ نے کہا
کہ اب تک شہزادہ نہیں آیا کیا باعث ہوا ایک پیرزادہ جاوے اور خبر لاوے غرض حسب الحکم ایک
پیرزادہ دوڑا ہوا گیا مارے [illegible] مین اس لشکر کے پاس جا پہونچا اور کہنے لگا بادشاہ منتظر ہے وہ
آج [illegible] نہین پہونچا اسنے کہا مجھے ایک مدت ہوئی کہ مین نے اسکو اپنے لشکر
کے ساتھ کر دیا ہے یہ بات سنکر پیرزادہ اور بادشاہ کی خدمت مین مفصل حال عرض
کیا بادشاہ اس خبر کے سنتے ہی آگ ہو گیا اور ایک سردار کو بلا کر کہا کہ تم اپنی فوج سمیت
جاکر [illegible] شہزادہ کی تلاش کرو دیکھو تو وہ اسکو کہان لیگئے غرض وہ ایک لشکر کو ساتھ
لیکر انکی جستجو کرنے لگا اتنے مین ایک شخص بھاگا جو انکے ساتھ تھا سو ان کو نظر
آیا اسکی مشکین باندھے ہوئے حضور مین لیگئے اور بادشاہ نے ان پر عتاب کیا اور کہا سچ
کہو وہ آدمی کہان ہے اس نے کہا جی کی امان پاؤن تو اسکا حال عرض کرون بادشاہ
نے کہا کیا کہتا ہے جلد کہہ نہین جیتا نہ چھوڑونگا وہ ہاتھ باندھکر کہنے لگا شہزادہ ہم سب اسکو
فلانے مقام مین باتیں [illegible] اتفاقات کہ غافل سو گئے کوئی اسکو اٹھا لیگیا وہ آج تک
نہین ملا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپکی ملازمت کا کمال اشتیاق رکھتا تھا غلاموں کو اس بات سے بڑا اچنبھا
[illegible] ہم جیتے نہ بچے ہماری نسل ہے آپکے خوف سے جا بجا چھپ رہتے تھے رات کو
ڈھونڈھا کرتے تھے اس حقیقت کو سنکر ہر طرف اسکی تلاش کو [illegible] ایک پیرزادہ کا گذر ہوا
[illegible] باغ مین ہوا وہان ایک گوشہ مین چھپے ہاتھ مین [illegible] حاتم کے گلے بانہیں
بادشاہ [illegible] سلیمان کی مہری [illegible] نظر آئی [illegible] ہمارا [illegible] کہ بادشاہ
بیٹے کو دین [illegible] تمام [illegible] غافل [illegible] تم آتے ہو [illegible]

اگر اب بھی اپنی زندگی چاہتی ہے تو ہمارے حوالے کر دے اسکو بادشاہ کے پاس لیجاوینگے سنتے
ہی آگ ہوگئی اور کہنے لگی کہ اے نامحرم بیحیا نامرد تو میرے باغ میں کیون آیا ہے اور بیش از حد
زبان درازی کرتا ہے کیا کوئی نہین کہ اس ناشدنی کو مارے یہ سنتے ہی سب پریان اسپر دوڑین
وہ مارے ڈر کے اپنے شہر کیطرف بہاگا اور اپنا منہ کالا کر کے بارگاہ عالی مین فریادی ہوا بادشاہ
نے اپنے لوگون سے کہا دیکھو تو اس پریزاد کو کسنے یہ حال کیا ہے اسے آگے لاؤ جب قریب
تخت کے پہونچا ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا کہ خداوند مین حسنا پری پریزاد کی بیٹی کے
ظلم سے فریاد کرتا ہون اور مین اس گروہ مین سے ہون جو اس آدم زاد کو حضور عالی مین
لاتا تھا رات کے وقت وہ اپنے باغ مین لے گئی اب اس سے عیش کرتی ہے اتفاقاً
مین ڈہونڈتے ڈہونڈتے ایکدن اس باغ مین جا نکلا تو اسی آدم زاد کو دیکھا مین نے شور مچایا
کہ اس آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا جلد میرے حوالے کرو کہ حضور مین پہونچاؤن
وہ شراب کے نشہ مین چور ہو رہی تھی اپنی پریون سے کہنے لگی کہ اسکو پکڑ کے خوب مارو
مین ہزار تاب و توان سے بہاگ کر سایہ دولت مین آیا سنتے ہی بادشاہ آگ ہوگیا اور پانچ
ہزار پریزاد کو حکم دیا کہ تم مینا پریزاد کو اس آدمزاد سمیت باندھ کر حضور مین حاضر کرو
وہ سب کے سب وہین دوڑ پڑے اور اسکی حویلی کو گھیر لیا وہ بیچارہ اسبات کی خبر نہ رکھتا تھا
متفکر ہو کر حیران رہگیا کہ اس اعتراض کا سبب کیا ہے ان لوگون نے کہا تیری بیٹی ایک بادشاہی
قیدی کو اڑا لائی ہے اور اسکے ساتھ اپنے باغ مین عیش کرتی ہے اس واردات کو
سنکر وہ ڈر گیا اور اسکے باغ مین آیا تو کیا دیکہتا ہے کہ حسنا پری اس آدمی کے ساتھ رنگ
رلیان کر رہی ہے یہ حال دیکہتے ہی بدحواس ہو کر ایک طمانچہ مارا اور کہا اے نالائق تو نے کیا قہر کیا
کہ مان باپ کا نام ڈبو دیا بادشاہ کی فوج تیرے پکڑنے کو آئی ہے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
ڈر گئی اور تھر تھرانے لگی چہرہ زرد ہوگیا آنسو بھر آئے اتنے مین فوج بادشاہی آ پہونچی اور
ان سب کو گرفتار کر کے حضور عالی مین لے گئی سردار فوج حضور مین آیا اور عرض کرنے لگا
کہ اے جہان پناہ مینا پریزاد [illegible] حضور مین [illegible] نذر کیا [illegible] اور آدم زاد [illegible] بادشاہ
کے قابل چلا آیا بادشاہ نے کہا کہ مینا پریزاد کو حضور مین لے آؤ وہ [illegible] سامنے کر دیا

بندہ کو اس حال کے متعلق خبر نہ تھی اور نہ ہر طرح سے یہ فدوی فرمانبردار ہے بادشاہ نے رحم کھا کر گناہ
بخشا جب اُن لوگوں نے حاتم کو لیجا کر اس کے سامنے کھڑا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ نہایت
حسین ہے مہربانی سے بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور کچھ باتیں کر کے کہا اے جوان تو آدم زاد ہو کر
میرے شہر میں کیونکر آیا اور ایسا کیا کام رکھتا ہے کہ جسکے واسطے اتنا رنج اُٹھایا حاتم نے
کہا جہان پناہ میں حضور کی قدمبوسی کو آیا ہوں کیونکہ فرو قاش بادشاہ نے خداوند کے اوصاف
حمیدہ یہان تک بیان کئے کہ انکے اظہار میں میری زبان قاصر ہے غرض دیدار ہمایوں
کا اشتیاق دل پر غالب آیا ہر طرح سے بن پڑے آپکے حضور اقدس میں پہونچا تب بادشاہ
نے کہا اے جوان تجھے معلوم ہے کہ اس زمانہ میں کوئی حکیم انسانوں میں دانا تر اور فن حکمت
سے ماہر ہے حاتم نے کہا خداوند نعمت حکیم سے کیا کام ہے شاید آپ کے ملک میں حکیم نہیں
ملتا بادشاہ نے کہا کہ ہمارے قوم کے حکیم سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے ہم نے بہت علاج کر دیکھا ایک
مدت سے میرے بیٹے کی آنکھیں دُکھتی ہیں اور اس کے سوا میرے ملک کا کوئی بالک نہیں
حیف ہے کہ وہ بھی اندھا ہو گیا اور کسی طرح سے درد سے بھی فرصت نہیں پاتا حاتم بولا کہ اگر شہزادہ
اچھا ہو اور آنکھیں روشن ہوں اور درد جاتا رہے تو حضور عالی سے مجھکو کیا انعام ملیگا بادشاہ
نے کہا جو مانگیگا وہی پاویگا حاتم نے کہا اگر اس بات پر قول و قسم کرو تو میں شہزادے کی ایسی دوا کروں کہ
اسکی آنکھیں جیسی تھیں ویسی ہی روشن ہو جاویں تو اسوقت مجھ کو انکا انعام پاؤں بادشاہ نے
کہا میں نے قبول کیا صبح کو اس نے وہ مہرہ اپنی پگڑی سے نکالکر آب دہن میں گھس کر اسکی آنکھوں میں
لگایا شام کے ہوتے ہوتے سرخی جاتی رہی درد موقوف ہوا مگر بینا نہ ہوئیں بادشاہ نے کہا
اے جوان ظاہر اُسکی آنکھیں آگے سے اچھی ہیں لیکن بصارت چنداں خوب نہیں ہوئی تب
حاتم نے کہا پردۂ ظلمات میں ایک درخت ہے اسکو نور بصر کہتے ہیں اگر دو تین قطرہ اُس کے
پانی کے ہاتھ لگیں تو اسکی آنکھیں روشن ہو جاویں اس بات کو سنتے ہی ماہروپری شاہ نے
بادشاہ زادو سچ کہو تم میں سے کون ایسا ہے کہ اس کام کو کرے انھوں نے کہا جہان پناہ اسکی
پینے کو دین کو خطر ہے اور راستے میں نہایت دیو پلید رہتے ہیں وہاں ہم میں سے کوئی جا نہیں سکتا
زبردست ہیں ہم کو جیتا نہ چھوڑیں گے آگے جو حکم ہو سو کرو

اتنے میں حسنا پری اٹھی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ اگر خداوند نعمت معاف کریں اور اس
انسان کو مجھے بخشیں تو میں جاؤں اور اس درخت کا پانی لاؤں بادشاہ نے کہا کہ تیرا کہنا
سنتا اور وہ سرحد تیرے باپ کو دی اور اس کی دختر کو بھی بخشا یہ حاتم بولا کہ حسنا پری
اگر تو چاہے کہ تمام عمر مجھے اپنے پاس رکھے اور اسیر کرے تو باغ حسن کی سیر کروں تو یہ
امید نہ رکھ حسنا پری نے کہا کہ پہلے تو کام تو کر پھر مختار ہے جدھر جانا ہو جانا کوئی تیرا
مانع نہ ہوگا حاتم نے کہا اس طور میں نے بدل و جان منظور کیا القصہ مختصر حسنا پری
کئی پریوں کے ساتھ روانہ ہوئی چالیس دن کے بعد ظلمات میں جا پہنچی کیا دیکھتی ہے
کہ ایک درخت عظیم الشان کہ اسکی پھننگ آسمان تک پہنچی ہے اور اسکے پتوں سے قطرے
ٹپکتے ہیں حسنا پری نے ایک شیشہ اسکے نیچے رکھ دیا تھوڑی دیر میں وہ شیشہ پانی سے بھر
گیا تب اسکا منہ باندھ کر وہاں سے لے آئی اتنے میں غلغلہ دیوؤں کا جو کئی ہزار دیو
اس درخت کا نگہبان تھا پہنچا حسنا پری چست و چالاک تھی بھاگی اور انکو
ہاتھ نہ لگی چالیس دن کے عرصہ میں حضور اقدس میں آ پہنچی اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگی
خداوند آپکے اقبال سے یہ لونڈی اس درخت کا پانی لے آئی اور اسکے چوکیداروں
کے بھی ہاتھ نہ لگی یہ کہکر شیشہ بادشاہ کو دکھا دیا کہ چند قطرے پانی کے حاضر ہیں
اور راہ کے صدمے بھی مفصل ظاہر کیے بادشاہ نے حسنا پری کو نہایت مہربانی سے اپنے
گلے لگایا اور پانی کا شیشہ حاتم کے حوالہ کیا اس نے فی الفور اس مہرہ کو رگڑ کر اس کی
آنکھوں میں لگایا اور تھوڑا سا پانی سات روز برابر ڈالا کیا اسکی روشنی جو اسکی آنکھوں سے
جاتی رہی تھی پھر آنکھوں میں آگئی جیسے کہ پہلے تھی بلکہ بہتر اور جونہیں شہزادے نے اپنے
باپ کا دیدار دیکھا نہایت خوش ہوا اور حاتم کے پاؤں پر گر پڑا حاتم نے اسکو گلے لگایا اور خدا
کا شکر کیا تب بادشاہ نے کہا کہ یہ احسان تیرا ہے اسکے آگے اتنا زر و جواہر لا کر کہا کہ جتنا کچھ تمہارا
جی چاہے لے جاؤ حاتم نے کہا اے بادشاہ وہ خرچہ ہم کو بہت ہے یہ اس قدر زر و جواہر میں کیا
کروں گا اور کہاں لیجاؤں گا اگر یہاں تم اپنے پرندوں کے ہاتھ فرمان بادشاہ
کے پاس بھجوادو تو یقین ہے کہ وہ سرحد میں پہنچا دیگا یہ کہکر ہی ساتھ کر دیا

تب بادشاہ نے اپنے پریزادون کو کہا کہ جب یہ جوان اپنے شہر کیطرف روانہ ہو تو تم اسباب
اسکا لیجاؤ پھر حاتم نے عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ جو کچھ عنایت ہوا ہے سو آپ کا
تفضلات سے ہے لیکن امیدوار اسبات کا ہون جو دینے کو کہا تھا وہ عنایت ہو بادشاہ
نے کہا ہان کیا مانگتا ہے حاتم نے کہا یہ مہرہ جو آپکے ہاتھ مین ہے اگر میری آرزو پوری کرنی
ہے تو بخشو اس بات کے سنتے ہی بادشاہ نے سر نیچا کر لیا اور کہا کہ معلوم ہوا کہ اُسی
حارث کی بیٹی نے یہ مہرہ مجھسے مانگا ہے اور مینے تجھسے اقرار کیا ہے ناچار ہو یہ کہکر وہ مہرہ حاتم
کو دیا اور کہا اے جوان جب تو یہ مہرہ اسکو دیگا مین تیرا پاس رہنے دونگا کسی دوسے
منگوا لونگا حاتم نے التماس کیا کہ جب عاشق کا کام ہو چکے پھر آپ مختار ہین حاتم وہ مہرہ لیکر
اپنے بازو پر باندھا چھپے گنج اور دفینے زمین مین گڑے ہوئے تھے نظر آنے لگے تب اپنے
جی مین کہا کہ حارث سوداگر کی بیٹی نے یہ مہرہ اس غرض سے منگوایا ہے القصہ بادشاہ سے
رخصت ہوا بادشاہ نے اپنے عیارون نظربازون سے کہا کہ جسوقت حارث سوداگر کی بیٹی
کا نکاح ہو چکے اسکے ہاتھ سے کسی گھات سے لے آئیو حاتم وہان سے جب اپنے
گھر آیا تھوڑے دن عیش و عشرت کرکے رخصت ہوا تب پریزاد زر و جواہر لے کر
اسکے ہمراہ ہوئے اور فردقاش کی سرحد تک پہونچا کر رخصت ہوئے اور جو حاتم
کے ساتھ آئے تھے دیکھتے ہی دوڑے اور شاد ہوئے پھر اس مال و متاع سمیت ایک
تخت پر بٹھا کر چند روز مین فردقاس کے پاس لے گئے اور وہ اُٹھ کر بغلگیر ہوا اور
بہت سی تواضع کرکے آفرین کی شب کو حاتم وہان مہمان رہا صبحکو رخصت ہو کر شاہ
کی راہ سے صورت مین آپہونچا دیونکو زر و جواہر بخش کر رخصت ہوا پھر آپ سوداگر
کی بیٹی کے گھر آیا اور وہ مہرہ اسکے حوالہ کیا وہ اسکو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئی اور
کہنے لگی اے جوان اب مین تیری ہون جو چاہے سو کر حاتم نے کہا اے ساقی نازنین
مطلب یہ نہین ہے کہ تجھسے شراب وصال پیون مگر وہ جو ایک مدت سے اس شاہ سے
کا پیاسا ہے اس کو پلاؤ تو بھی قبول کر اسنے کہا مین تیری ہو چکی جہان پناہ کی
لونڈی حاتم نے اسکے باپ کو بلوا کر اس سوداگر بچے کا ہاتھ اسکے ہاتھ

کے کیون سکتا

اور یہ کہا کہ اسے اپنا فرزند سمجھو اسیوقت بیاہ کی تیاری کی اور اپنی بیٹی کو اُس کے ساتھ
بیاہ دیا دس دن کے بعد وہ مہرہ اُس لڑکی کے ہاتھ سے غائب ہو گیا وہ رونے پیٹنے لگی
تب حاتم نے اُسکو دلاسا تسلی دیکر کہا مین نے تیرے شوہر کو اتنا زر و جواہر دیا ہے کہ
وہ سات پشت تک وفا کریگا اتنا کیوں بلبلاتی ہو غرض اسطرح کی باتین کہکر حاتم
وہان سے رخصت ہوا اور حسن بانو کے سوال و جواب کی فکر مین چلا گیا دل ہی دلمین
طے کرتا ہوا اور آفتین دیکھتا ہوا کسی دریا کے کنارے پہونچا ایک محل بادشاہانہ عالیشان اُسکو
نظر پڑا اور اُسکے دروازے پر خط جلی سے لکھا دیکھا نیکی کر دریا مین ڈال یہ اُس نوشتہ
کو پڑھکر خوش ہوا اور سجدہ شکر بجا لایا اور کہنے لگا الحمد للہ رب العالمین یہی مراد کو
پہونچا قدرے آگے بڑھا تھا کہ ایک شخص خواصوں کے طور سے محل سے نکلا اور اندر لیگئی
وہان جاکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک سو برس کا بوڑھا مرد نورانی صورت تخت پاکیزہ پر بیٹھا
ہے حاتم کو دیکھتے ہی اٹھا اور گلے لگا لیا اپنے تخت پر بٹھا لیا اور کھانے طرح طرح کے
منگوائے جب حاتم نے کھانے سے فراغت پائی پوچھا آپ نے یہ زر و دولت کہان سے پایا
رکھا ہے اُس نے کہا مین راہزنی کرتا تھا اور لوگون کا مال لوٹتا تھا اور [illegible]
مین کاٹتا تھا آخر [illegible] روٹیان [illegible] دریا مین پھینکدیا کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ یہ کام خدا کیواسطے کرتا ہون [illegible] عمر یونہی گذر گئی [illegible] ملک الموت سے
پہونچا اور [illegible] اُس حالت مین بدن سے جان نکل گئی کیا دیکھتا ہون
کہ ایک شخص [illegible] کہتا ہے کہ تیری جگہ یہی ہے قریب تھا کہ مجکو
دوزخ مین ڈالدے [illegible] صورت آگے آئے میرا بازو پکڑ کر کہنے لگے کہ
اس کو ہم دوزخ مین [illegible] اس کے لیے دوزخ نہین ہے بلکہ بہشت
مین جائیگا [illegible] ایک بزرگ وہان کھڑا ہوا اور کہنے لگا اسکو کیون
لائے ہو ہنوز اُس کی [illegible] باقی ہین اسکا بیٹا نام ایک شخص ہے اُس
نے لے آؤ [illegible] مجکو پہونچا گئے اور کہنے لگے ہم دونون بھی دو
روٹیان ہین جو خدا کیواسطے [illegible] ہوش آیا اور

اوٹھہ کھڑا ہوا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کرنے لگا کہ الٰہی تو غفور الرحیم ہے اور مین بندہ
گنہگار ہون مجھکو بخشدے توبہ کرتا ہون اور تو ہی رزق دینے والا ہے حلال مین خزانہ غیب سے
پہونچائیگا جب صبح ہوئی تو معمول کے موافق دو روٹیان ڈالنے لگا کہ ایکایک سو دینار پانی
سے نکل آئے مین نے اونکو اوٹھا لیا اور شہر مین ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ اگر کسی کا مال دریا مین
گر پڑا ہو تو مجھسے لے اس بات کا جواب نہ پایا پھر بدستور سابق دریا پر گیا اسی طرح دینار
نکل آئے اونکو بھی لاکر رکھہ چھوڑا اسیطرح سے دن گذرا اور رات ہوئی تو مین نے خواب دیکھا
کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا یہ وہی دو روٹیان تیری شفیع ہوئین ہین خدای کریم نے حکم
کیا ہے کہ تجھکو سو دینار روز ملا کرین تو انمین سے کچھ خدا کی راہ مین صرف کر اور باقی سے اپنی
اوقات کاٹ اتنے مین آنکھہ کھل گئی سجدۂ شکر بجا لایا پھر مین نے یہ عمارت بنائی اور دروازہ پر
یہ کلمہ لکھدیا اب بھی اسیطرح سو دینار مجھے پہونچتے ہین مسافرون اور فقیرون کو دیتا ہون
اور کھانا کھلاتا ہون اور یاد الٰہی مین مشغول رہتا ہون اب عمر کے سو برس باقی ہین اور اس
عمارت کو بنے سو برس ہوئے ہین اے عزیز جب سے مجھے یقین ہوا کہ خداوند کریم سب
مجھے سمجھتا ہے اور اسی عطا کی ہے اور رزق بے منت پہنچائیگا مین خوش و خرم رہتا ہون اور کسی
طرح کا اندیشہ نہین کرتا ایسی ہدایت خدا اسکو نصیب کرے اس بات کو سنکر حاتم نے
خدا کی درگاہ مین سجدۂ شکر ادا کیا اور تین روز اسکے پاس رہا چوتھے دن رخصت
ہوکر شاہ آباد کی طرف چلا تھوڑے دنون کے بعد ایک جنگل مین پہونچا کیا دیکھتا ہے
کہ ایک سانپ کالا کسی خوش سانپ سے ایک درخت کے نیچے لڑ رہا ہے یہ
اس حال کو دیکھکر للکارا کہ خبردار کیا کرتا ہے وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا وہ
غریب بھاگنے کی تاب نہ رکھتا تھا اسی درخت کے نیچے پڑ گیا اور اودھر وقت
زرد تھی طور پر دیکھنے لگا حاتم نے کہا اے سانپ تو خاطر جمع رکھ
جب تک تو بحال نہوگا تب تک مین یہین رہونگا کہین نہ جاؤنگا
یارے ایک آدہ گھڑی کے بعد وہ توانا ہوا اور درخت پر سے حاتم کو جھک جھک کر سلام
کرنے لگا اس حالت کو دیکھکر حاتم متعجب ہوا کہ کیا اسرار ہے اتنے مین

یہ تصویر اوس وقت کی ہے کہ حاتم کا نابینا کے پاس جانا اور اسکا اچھا کرنا اور کہنا کہ بدی نہ کر

سانپ نے کہا تعجب نہ کر کہ میں جن کی قوم سے ہوں بادشاہ کا ملازم ہوں ناحق
مارا جاتا تھا کہ حق تعالی نے تجھکو میری حفاظت کے واسطے بھیجا اس موذی کی جنگل سے چھوٹا
حاتم نے کہا خیر معلوم ہوا اب تو جہاں جاتا ہے وہاں جا کیونکہ میں بھی بسر کار رہوں باد ہ
یہاں رہ نہیں سکتا کہا اے جوان دستگیر یہاں غریبخانہ یہاں سے بہت نزدیک
ہے اگر آپ بندہ نوازی کریں اور تشریف لے چلیں تو مہربانی ہے غرض حاتم اسکے
ساتھ ہوکر چلا اسنے میں ایک لشکر عالیشان بہت سے دکھائی دیا حاتم نے پوچھا کس کا

کہتا ہے وہ بولا کہ اسی فقیر کا سیر حاتم کو لیے ہوئے اپنے دولتخانہ مین داخل ہوا اور ایک مرصع تخت پر بٹھایا اور ضیافت کی اور بہت سا زر و جواہر اسکے سامنے رکھا اور تمام رات ناچ و رنگ کی صحبت رہی حاتم نے کہا زر و جواہر مجھے درکار نہین پھر صبحکو شاہزادہ نے اس غلام کی گردن ماری اور حاتم رخصت ہو کر شاہ آباد کی طرف روانہ ہوا غرض ایک سو اور پندرہ دن کے بعد شاہ آباد مین داخل ہو کر کاروانسرا مین اترا اور منیر شامی سے ملا یہ خبر کسینے حسن بانو کو پہونچائی اسنے اوسکو وہین بلوایا اور ایک مکان عالی شان پر پردہ ڈالکر آپ بیٹھی اور اسے بٹھا کر احوال پوچھا کہ اے جوان عالی ہمت بہت دنونمین تو آیا اور کیا خبر لایا کہ تم نے جو ماجرا دیکھا اسنے جو پیرمرد کی زبانی سنا تھا سو بخوبی بیان کیا اور کہا صاحبا اس پیرمرد نے اسی واسطے اپنے دروازے پر یہ عبارت لکھکر لگادی ہے حسن بانو اس سخن کو سنکر نہایت خوش ہوئی اور حاتم کی ہمت پر آفرین کر کے کہنے لگی اے جوان تو ہی تھا جو یہ خبر لایا نہین تو کسکا مقدور تھا کہ یہ کام کر سکے اسکے بعد چند خوان میوے کے حاتم جہان اور تر اتنا بھجوا دیئے اس نے کھانا منیر شامی کے ساتھ کھایا اور شکر کا سجدہ ادا کیا اور کہنے لگا کہ اے منیر شامی تو نہ گھبرا اب تھوڑے ہی دنون مین خدا کے فضل سے مین تیری معشوقہ سے تجھے ملائے دیتا ہون اسکو تسلی دلاسا دے کر آپ حسن بانو کے پاس گیا اور یہ کہنے لگا کہ اے حسن بانو اب کون سا سوال رکھتی ہے کہ مین اسکی جستجو مین کمر کوشش کی باندھون حسن بانو نے کہا تیسرا سوال میرا یہ ہے کہ ایک شخص جنگل مین کھڑا کہتا ہے کہ کسی سے بدی نہ کر اور اگر کرے گا وہی پائیگا اسکی خبر لا

تیسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ کسی سے بدی نہ کر اگر کرے گا تو وہی تیرے آگے آئے گی

اسکے سنتے ہی وہان سے روانہ ہوا اور خدا کو یاد کرتے ہوئے سرحد جیلان لکا ایک

مہینے کے بعد ایک پہاڑ ایسا دکھلائی دیا جو آسمان سے باتین کرتا تھا جب اسکے نیچے گیا ایک آواز آہ و زاری کی سنی سر اٹھا کر ادہر اودہر دیکھنے لگا تو کچھ نظر نہ آیا مگر ادہیڑ ایک جوان خوش دمہ لقا ژولیدہ رو دبلا پتلا بیمار دن کی سی وضع ڈالی پڑا ہے آنکھین بند کیے کہر ایہی دم بدم نعرے مارتا ہے اور یہ مصرع پڑہتا ہے ع شتاب آ کہ نہین تاب اب جدائی کی حاتم اُسے دیکھکر حیران ہوا کہ کیا بھید ہے آگے بڑہکر دیکھا کہ ایک درخت سایہ دار عظیم الشان کے نیچے ایک سل سنگ مرمر کی اُسپر ایک جوان بیٹھا ہے اوس سے پوچھا اے جوان اس حالت کو کیون پہونچا ہے اپنا ماجرا بیان کر وہ آنکھین بند کیے مراقبہ مین تھا جواب نہ دیا دوبارہ اُسے پھر پکارا وہ کچھہ بولا جب تیسری بار یون کہا کہ اے شخص معلوم ہوا کہ تو بہرا ہے مین نے تین مرتبہ تجھے پکارا تونے جواب نہ دیا یہ بات سنتے ہی اُسنے آنکھین کھولدین اور کہا تو کون ہے حاتم نے کہا کہ سیر کرنے یہان بھی آ نکلا ہون تو اپنا حال بیان کر ایسا کسکا مبتلا ہو کر یہان بیٹھا ہے اور یہان کس واسطے بیٹھا ہے اُسنے کہا اے مسافر تیری طرح بہت سے یہان آئے اور میرے احوال سے واقف ہوئے پر کسی نے میرے درد کا علاج نہ کیا احوال کہنا کچھ حاصل نہین تو اپنی راہ لے کیون دق کرتا ہے اور مجھے باتین مین کس واسطے ڈالتا ہے حاتم نے کہا جبکہ تونے اکثر لوگون سے کہا خدا کیواسطے مجھسے بھی کہہ کہ شاید کچھ دل مین آرزو ہو بجا لاؤن اُسنے کہا تو ایکدم میرے پاس بیٹھ جا مین ہوش مین آؤن تو اپنا ماجرا کہون یہ سنکر حاتم اس درخت کے نیچے بیٹھ گیا جوان کہنے لگا اے شخص مین ستم رسیدہ ہون میرا قافلہ روم کو جاتا تھا اور مین اسکے ساتھ یہان تک پہونچا صبح کو ان سے جدا ہوکر پہاڑ پر آیا اور قضاے حاجت سے فارغ ہوا اس درخت کے نیچے بیٹھا یہان ایک پریزاد حسین مہ جبین کو دیکھا فریفتہ بلکہ ایسا ازخود رفتہ و بیہوش ہوگیا کہ وہ میرے سر کو اپنے زانو پر رکھکر گلاب چھڑکنے لگی جب ہوش مین آیا اپنے سر کو اُسکے زانو پر دیکھکر خوش ہوا اور ہزار جان سے عاشق ہو گیا بہر کیف اوٹھہ کھڑا ہوا اور مین نے پوچھا اے نازنین جان بخش تو کون ہے اس جنگل ویران مین کیا کرتی ہے اس نے کہا مین پریزاد ہون اور یہ پہاڑ میرا مکان ہے کبہو آدمی چلا ہو نہین سو آج تو نے بلا دیا ہے ولیکن اور دلداری کی باتین سنکر ایسا دیوانہ ہو گیا کہ اپنا حال

قافلہ کی کچھ خبر نہین رہی اسیطرح چندروز الفت رہی یکایک میرے طائر روح کو اُس نے اپنی زلف مشکین کے دام مین گرفتار کیا غرض تین مہینے تک اس سے ہم صحبت رہا ایکدن مینے اس سے پوچھا اے پری اس جنگل مین رہنے سے کیا فائدہ شہر مین چلین اور آرام سے گذارین اس نے کہا اگر تیرا دل چاہتا ہی تو بہتر میرا گھر یہان سے بہت نزدیک ہے مین اپنے لوگون سے ملاقات کرکے رخصت ہو آؤن لیکن خبردار تو میرے آنے تک کہین یہان سے نہ جانا مین نے کہا سچ کہو کب آؤ گی اسنے کہا یہ سات دن کے بعد لیکن اگر تو کہین جائیگا تو پشیمان ہوگا اسی حال سے سات برس ہوے کہ وہ عہد شکن نہین آئی اور مین اسکے وعدہ پر کہین نہین جا سکتا مبادا آجاے اور مین نہون خدا جانے میرے حق مین کیا کر بیٹھے اب میری قوت درختون کے پتے ہین اور پانی اس چشمہ کا کیا کرون زمین سخت ہے اور آسمان دور ہے نہ رہنے کو جگہ نہ چلنے کو پاؤن میرے حسب حال یہ شعر ہے

جدائی تری کسکو منظور ہے ۔ زمین سخت ہے آسمان دور ہے

یہ حال سنکر حاتم بہت کڑہا اور آبدیدہ ہوکر کہنے لگا اے عاشق زار اگر اسنے تجھے اپنا نشان بتایا ہو اور نام بتایا ہو تو مجھ سے بیان کر اسنے کہا اتنا تو جانتا ہون کہ اسکے قبائل کوہ القاف پر رہتے ہین پر یہ معلوم نہین کہ وہ کہان کی ہے حاتم نے کہا اے جوان وہ جب تجھ سے رخصت ہوئی تھی تو کس طرف گئی تھی اسنے کہا کہ میرے سامنے دس بیس قدم داہنی طرف چلی تھی پھر نہین معلوم کس طرف گئی حاتم نے کہا اگر تم عشق رکھتے ہو تو ہمارے ساتھ کوہ القاف پر چلو خدا کے فضل سے ڈھونڈھ نکالین گے جوان نے کہا اگر معشوق یہان آوے اور مجھے نہ پاوے تو پھر نہ یہ جگہ ہوگی اور نہ وہ ہی ہاتھ آئیگی اگر ملاقات ہونی ہے تو یہین ہو جائیگی نہین تو اسکے انتظار مین مر جاؤنگا حاتم اس کلام درد آمیز آنسو بھر لایا اور کہنے لگا اے عزیز اگر اسکا نام جانتا ہے تو بتلا دے اس نے کہا کہ الکن پری کہتے ہین حاتم نے کہا اے جوان خاطر جمع رکھ کوہ القاف پر جاتا ہون اور تیری معشوقہ کو تجھ سے ملا دیتا ہون یا تجھکو وہان لیجاتا ہون تو اب مین اسکا مکان تحقیق کرکے اسی پاؤن پھر آتا ہون وہ بولا اب تک مین نے کوئی شخص ایسا نہین دیکھا کہ اپنا کام چھوڑ کے اور دوسرے کے کام پر کمر باندھے کیون باتین بناتا ہے اپنے کام پر

لگ حاتم نے کہا اے عزیز مین اپنا سر ہتھیلی پر رکھتا ہون کہ بہ خدا کی راہ مین کسی کے کام
آوے جسکو درکار ہو سو دے جی تک اپنا مین گنواؤن گا ۰ کام اُسکا بجا ہی لاؤنگا
میرے کہنے کو راست جانو اور جھوٹ نہ سمجھو غرض اُسی شب کی دو چار باتین کرکے رخصت
ہوا اور جس طرف وہ پری گئی تھی اُسی جانب کو روانہ ہوا چلتے چلتے ایک پہاڑ پر جا پہونچا
اور اُس پہاڑ پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے درخت میوہ دار جا بجا ہین اور
کتنے درخت پھولون سے لدے ہین اور جھوم رہے ہین اور ایک پاکیزہ جگہ نظر آئی وہان
چار درخت بڑے بڑے لگے ہوئے تھے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی حاتم جو اُس مکان
مین گیا جاتے ہی بے اختیار اُسکی آنکھ لگ گئی سو رہا شام کے وقت چار پریان آئین
اور مسند بچھائی اسکو دیکھکر آپس مین کہنے لگین یہ کون ہے اور کیونکر آیا ہے اسسے
پوچھا چاہئے مشورت کرکے اُسکے پاس آئین اور جگا کر کہنے لگین اے آدم زاد
تو یہان کیونکر آیا ہے حاتم اُنکی آواز سنکر چونک پڑا اور ہوشیار ہو کر دیکھنے لگا اور
بولا مجھکو میرا خدا یہان لایا ہے کوہ القا کی سیر کرنے اور الکن پری کو دیکھنے جاتا ہون
اسکا سبب یہ ہے کہ وہ ایک آدمی سے سات روز کا وعدہ کرکے وہان سے گئی ہے
اور سات برس گزر گئے کہ وہ بیچارہ ایک درخت کے نیچے اُسکی یاد مین بیقراری سے
تڑپ رہا ہے اور اسکی جان لبون پر آ رہی ہے اس واسطے جاتا ہون کہ اسکو
سمجھاؤن کہ وعدہ وفا کرنا پیشہ اچھون کا ہے یہ بات سنکر وہ
مسکرائین اور کہنے لگین کہ الکن پری کوہ القا کی شہزادی ہے اسکو ایسی کیا غرض
تھی کہ وہ کسی آدمی سے ملنے کا اقرار کرتی معلوم ہوا کہ تو سودائی ہے جو اس پہاڑ کے
دیکھنے اور اسکے ملنے کا قصد رکھتا ہے قطع نظر اگر تو وہان جاویگا تو کب جیتا
بچیگا حاتم نے کہا خیر جو ہو سو ہو وہان لگ مین جاتا ہون انھون نے کہا
اگر ہماری صحبت قبول کرے آج کا رہنا تو غنیمت سمجھے تو کل ہم تجھے کوہ القا
کی راہ دکھاوینگی اس نے کہا بہت اچھا کسی طرح سے یہ کام ہو غرض وہ اُنکے
گھر مہمان رہا اور اُس رات کو عیش و عشرت مین بسر کیا صبح ہوتے ہی کوہ القا کا رستہ لیا

وہ حاتم کے ساتھ ہوئیں سات روز تک دن رات چلی گئیں آٹھویں روز منزل پر پہونچکر کہنے
لگیں اب آگے ہم نہیں جا سکتے کیونکہ یہان سے آگے ہماری سرحد نہیں تجھے چاہیے کہ سیدھا
چلا جا یقین ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں کوہ الثنالک پہونچ جائیگا حاتم ان سے رخصت ہوا
اور ایک ماہ کی راہ پر جا پہونچا جہان ایک دوراہہ تھا راتکی راہ میں ایک دو چار گھڑی
رات گئے ایک بستی کیطرف سے گریہ وزاری کی آواز اُسکے کان میں آئی وہ چونک کر اُٹھ بیٹھا
اس پر دھیان کیا اور جی میں کہنے لگا کہ اے حاتم خدا کی راہ پر کمر باندھی اور گریہ زاری
کی آواز سنکر تغافل کرے بہتر یہ ہے کہ اپنی راحت چھوڑ اور اس مصیبت زدہ کی خبر لے یہ
دھیان کر کے اُٹھا اور تمام رات ادھر ادھر ڈھونڈھتا رہا صبح پہنچے جہان سے آواز
آتی تھی وہان پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک جوان سر و پا برہنہ بے اختیار رو رہا ہے حاتم
نے کہا بندہ خدا کیون روتا ہے ایسا کون صدمہ پڑا جسنے تجھے ستایا اور اس بیابان
میں پڑا لازم ہے کہ تو مجھکو اپنے احوال سے آگاہ کر اسکے کہتے ہی وہ جوان اور بھی
ڈاڑھیں مار کر رونے لگا کہ میں مرد سپاہی ہون روزگار کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تھا
اتفاقاً راہ میں ایک باغ نہایت دلچسپ روح افزا دکھائی دیا میرے دل کو اسکے
سیر کی نہایت رغبت ہوئی اسکے قریب اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا اور دو چار قدم اسکے
اندر گیا تھا کہ ناگاہ پریوں کا غول لباس زریں پہنے جھمجھماتا ہوا نظر آیا میں نے کہا کہ
شاید یہ جن ہیں کسی کے ناموس ہیں نظر بد سے دیکھنے یہ خیال کرکے وہان سے پھر آ کے عورتون
[illegible] سے خبر کی وہ منتخب تھا دو لڑکی بیٹی تھی ایسا دیکھ کر وہ مسند سے اٹھی اور مجھکو
ایک مکان آراستہ میں لے گئی اور اپنے پاس بٹھایا اور گرم جوشی کرنے لگی کہ اسنے میں
اسکا باپ اس باغ میں داخل ہوا پہلے تو میرے گھوڑے کو دیکھکر لنگرون سے پوچھنے لگا
کہ یہ گھوڑا اسکا ہے [illegible] کسی نے جواب نہ دیا آگے بڑھا پھر جو اس شمع بزم حسن
کے پاس پہونچا اور دیکھا آتش غیرت سے جل گیا نزدیک آ کر چاہتا تھا کہ اسکی
گردن پکڑ کر زمین پر پٹکے وہ لڑکی ڈری اور چلائی کہ میں بے گناہ ہوں خدا
کے واسطے تحقیق ثابت کرو پھر جو چاہو سو کرنا اس بات کو سنکر

شہزادہ مر گیا ہے تب مین دائی نے آکر کہا اسے شہزادی ماشاء اللہ جوان ہوئی ہے اور اس شہر
میں آج تک شہزادی کے لائق کوئی نظر نہیں آتا یہ مسافر شہزادہ ہے اور کسی بڑے
آدمی کا بیٹا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اپنے مارے شرم کے شہزادی سے اتنی بات نہیں کی
بہتر ہے کہ اس کے ساتھ شہزادی کو بیاہ دو اگر ان دونوں بیچاروں کو مارو گے
تو خلق میں رسوائی ہوگی اور ان کا خون تمہاری گردن پر رہیگا خدا کو کیا جواب دوگے
تب اُسنے اپنی لڑکی سے پوچھا کہ کیا تیری مرضی ہے اُسنے کہا کہ آج تک مینے کسی نامحرم
کو نہیں دیکھا اور یہی پہلے پہل نظر پڑا اسواسطے مینے اسکو قبول کیا اُسنے کہا اچھا
تجھے مبارک ہو لیکن میرے قول پوری کرے اس بات کو سنکر مینر نے کہا کہ جو کچھ آپ
فرمائیں بجا لاؤں اُسنے کہا کہ پہلے ایک جوڑا سپید جانور کا سرخ سانپ کا مہرہ لا
پھر آپ کے کھولتے گھی کے کڑاہے میں ڈال اور سلامت نکال اسوقت مین اپنی بیٹی
تجھے دونگا اس کے یہ سوال سنکر مین گھبرایا اور مارے شرم کے اس بیابان وحشت اثر مین
آپہنچا اور مارے بھوک اور پیاس کے اتنی طاقت نہیں جو اپنے وطن کو جاؤں نہ یہ قدرت
ہے کہ اسکا جواب دیکر معشوقہ سے ملوں دو برس سے بگولے کی طرح چاروں طرف خاک
اڑاتا پھرتا ہوں حاتم نے کہا اچھا ان برائے خدا میں یہ شرطیں تیری پوری کرکے
تیری معشوقہ کو لا دونگا حق تعالیٰ نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ ہر ایک شخص کے ہر وقت
مین کام آؤں پھر سوچا کہ کیدھر سے زخم کیواسطے پر سپید جانور کا مغز ڈھونڈتا ادھر
سے لایا تھا مجھکو بھی وہین جانا چاہیئے یہ سوچکر منزل بمنزل چلا اور منزل مقصود پر جا نکلا
تھوڑی دور جاکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک قلعہ کے گرد لکڑیاں جمع ہیں اور ایک خلقت آگ
لگانے کی فکر میں ہے یہ ماجرا دیکھکر کہا کہ کیا سبب ہے کسی نے کہا کہ ایک جانور بڑا
خوفناک کسی طرف سے یہاں آتا ہے اور تین چار آدمی ہمیشہ کھا جاتا ہے حاتم یہ سنکر اپنے
دل میں کہنے لگا کہ اس بلا کو کسی طرح ان غریبوں کے سر سے ٹالنا چاہیئے یہ سوچکر کاروانسرا مین
آیا اور اسکے پاس میدان میں بہت بڑا سا گڑھا کھدوایا بہت سی سوکھی لکڑیاں بھی منگوا کر
اُس میں جا بیٹھا جب پہر رات گئی تب وہ جانور آیا دیکھا کہ پہاڑ سا سامنے چلا آتا ہے

جب نزدیک آیا حاتم نے جانا کہ اسی کا نام ہشمن ہے اور پانون اور سر ہاتھی کا سا ہے اور
سر شیر کا سا ہے چنانچہ جو سر ہاتھی کی شکل ہے اسمین تو آنکھین ہین پر اسکے بیچ کی آنکھ کسی
ضرب سے پھوٹ جائے تو یقین ہے کہ یہان سے بھاگے انھین دو ایک باتون مین صبح نزدیک
آپہونچا لوگون نے دیکھتے ہی قلعہ کے گرد آگ لگا دی اسکا شعلہ ایسا بلند ہوا کہ قلعہ
نظر آنے سے باز رہگیا اودہر اودہر دیکھنے لگا اور ایک آواز اسکے سر سے ایسی نکلی کہ
تمام خلقت وہانکی تھرتھرا گئی یکایک وہ اجل گرفتہ حاتم کے پاس پہونچا اُس نے ایک
تیر ایسا تاک کر مارا کہ بیچ کی آنکھ مین پار ہو گیا وہ نیم بسمل ہو کر تڑپنے لگا اور ایسے نعرے
مارے کہ تمام جنگل گونج گیا یکایک ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا حاتم اُس غار سے
نکلا اور باقی رات وہین کاٹی صبح کو اسی بستی کے رہنے والے اُس سے پوچھنے لگے
اے عزیز تو اسکو دیکھکر کیونکر جیتا رہا اُسنے کہا کہ میرے سر پر خدا کا سایہ تھا اُس
نے بچا لیا اور اس بلا کا نام ہشمن تھا خدا کے فضل سے مینے اُسے مارا اور تمہارے
سر سے دفع کیا انہون نے کہا یہ بات ہم کیونکر باور کرین حاتم بولا کہ آجکی رات
تم سب کے سب قلعہ کی چھت پر بیٹھ کر جاگو اگر وہ رات کو آئے تو تم مجھکو جھوٹا جانیو اور
نہین تو سچا انہون نے اُس کے کہنے کے بموجب کیا وہ جانور صبح تک نہ آیا تب وہ سب
کے سب آکر حاتم کے پاؤن پر گر پڑے اور زر و جواہر لاکر نذر کئے اسنے کہا کہ مین
تن تنہا مسافر غریب اس زر و جواہر کو لیکر کہان جاؤن بہتر یہی ہے کہ اسکو فقیرون
کے حوالے کرو خدا کے نزدیک سرخرو اور دنیا مین نیکنام کہلاؤ یہ کہکر رخصت ہوا اور
کسی طرف چلا اتفاقاً ایکدن راہ مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک سانپ نیولے سے لڑ رہا ہے
قریب ہے کہ کوئی کسو کو اینٹھن سے مارا چاہے حاتم بولا اور للکارا کہ اے حیوانو تم دونون
مین کیا ایسی دشمنی ہے سانپ نے کہا کہ اسنے میرے باپ کو مارا ہے مین اسے مارونگا
نیولا بولا کہ وہ میری خوراک تھا مین نے کہا سانپ سے حاتم نے کہا کہ اپنے
باپ کا عوض لیا چاہتا ہے تو خدا کی راہ مین مجھے مار تا کہ اسکے عوض حاتم سر اپنا
نثار کرے نیولا بولا اے جوانمرد ٹھہر ایسی جلدی نہ کر مین نے آزمایش

کے واسطے کہی تہی آفرین تجہکو اور تیرے ماں باپ کو یہ کہکر وہ دونون انسان کی صورت ہو کر
حاتم نے کہا اے عزیز یہ کیا سبب ہے کہ تم ابہی حیوان تہے انسان ہو گئے بولا یون نا کہ ہم
دونون قوم جن سے ہین اور اسکے باپ کو مین نے اسواسطے مارا ہے کہ اسکی بیٹی پہ
عاشق ہون اور وہ اسکی شادی میرے ساتھ نہین کرتا تہا اور یہ بس اسکی کا بہائی
ہے یہ دیکہتا ہی جہپٹین کرتا ہے اسے بہی مارونگا حاتم نے کہا ای جوان اپنی بہن کی شادی
اسکے ساتھ کیون نہین کرتا اُس نے کہا کہ یون اسکی بہن پر عاشق ہون یہ بہی تجہکو اگر میرے
ساتھ بیاہنا قبول کرے تو مین بہی قبول کرون یہ سنکے کہا کہ میرا باپ چہپا ہے وہ راضی
نہین ناچار ہون حاتم نے کہا اپنے باپ کی پاس مجہے لیچل مین اسے سمجہا کر راضی کرونگا
غرض وہ دونون اور حاتم روانہ ہوئے تہوڑی دور جا کر یونے کہا مین اپنے محل
مین جاتا ہون تو شہر مین آ یقین ہے کہ وہانکے لوگ تجہکو پکڑکے میرے باپ کی پاس
لے آوینگے وہان جیسی ہو ویسی کیجیو حاتم نے اُسکے کہنے پر عمل کیا چنانچہ حاتم کو پکڑکر
ہیوز بادشاہ کے پاس لیگئے اُس نے کہا اے آدم زاد تو ہماری شہر مین کیون آیا تہا وہ
بولا کہ مین بندہ خدا ہون تیرے بیٹے کو آیا ہون بادشاہ نے کہا او ضعیف تو کیونکر جن کی
قوم سے نیکی کریگا حاتم نے کہا کہ کیا تو اپنے بیٹے کی زندگی سے سیر ہو چکا ہے جو ایسا غافل ہے
اس بات کے سنتے ہی کہا اے عزیز کیا کہتا ہے مین نے اپنی اس عمر مین یہی لڑکا پایا ہے اپنی
جان سے بہتر اسکو جانتا ہون اور عزیز رکہتا ہون حاتم نے کہا اگر اسکی زندگی چاہتا ہے تو
میرا کہنا مان نہین تو آج کل مین مارا جاتا ہے اُس نے کہا کہ دوست یکبارگی رحمت خدا تجہکو کہ
تو نے مجہپر بڑا احسان کیا اور کرتا ہے بارے اس بہید کو ظاہر کر وہ بولا کہ تیرے بیٹے نے
کسی کے باپکو مار ڈالا وہ اسکو مارا چاہتا ہے آج مین نے اُسکو جنگل مین لڑتے دیکہا تہا
بلکہ قریب تہا کہ اسکی جان جائے مینے بزور اُسکے ہاتہہ سے چہڑا لیا لیکن ایک نہ ایک روز
مارا ہی جائیگا کیونکہ یہ اسکی بہن پر عاشق ہے اور وہ اسکی بہن پر فریفتہ ہے بہتر یہ ہے کہ
دونوکی شادی کر دے آپسمین میل جول ہو جائے ہیوز نے حاتم کی یہ بات پسند کی
اور اسیوقت اپنی بیٹی کو اُس سے بیاہ دیا اور اسکی بہن اپنے بیٹے سے منسوب کی جب وہ

ایک ایک اپنی مراد کو پہونچا تب حاتم ہیوز شاہ سے رخصت ہونے لگا اُسنے کہا کہ ای جوان اس نیکی کے بدلے ہمسے کچھہ زر جواہر لے اُسنے کہا عوض لینا میرا کام نہین ہی اُسنے پھر یہ منت کہا کہ اگر میرا مال و متاع نہین لیتا تو میرا عصا لے کہ اسمین کئی خواص ہین اگر بچھو کاٹے تو زہر اثر نہ کرے اور نہ سوزش ہو اگر اسکے نیچے سو رہے تو آگ سے نہ جلے اور اگر کوئی جادو کرے تو وہ بھی اسکے رکھنے والے کو اثر نہ کریگا اور اگر دریا حائل ہو تو اسمین اسکو ڈالدے یہ کشتی کے طور پر ہو جاوے اور بیڑا پار کرے اور ایک مہرہ دیتا ہون وہ بھی اپنے پاس رکھہ اسکے خواص یہ ہین اگر راہ مین سرخ یا سفید یا سیاہ سانپ ملے تو اوس وقت اپنے منہ مین رکھہ لیجیو اور بے دہشت رہیو ہرگز کسی کا زہر اثر نہ کریگا حاتم نے دونوں کو لے لیا اور اس سے رخصت ہوا اور رات دن چلنے کے سوا کچھہ کام نہ کیا کئی منزل کے بعد ایک دریاے عظیم دکھائی دیا کہ اسکی لہرین آسمان تک جاتی تھین متفکر ہو کر چارون طرف نگاہ کی کسی کو آتے نہ دیکھا اتنے مین ہیوز کے عصا کا خواص یاد آیا اسوقت دریا مین ڈال دیا وہ کشتی کے طور پر ہو گیا یہ اسپر سوار ہو کر چل نکلا وہ منجدھار مین پہونچا تب دریا سے ایک گھڑیال نکلا اور اسکو سات کوس تک پیچھے کھینچتا ہوا لیگیا جب اوسکا پانو تھیر لگا اپنے آنکھین کہولکر دیکھا تو ایک گھڑیال فریادیون کے مانند عرض کرتا ہی ای جوان میرا مکان اسکو کیکڑے نے زبردستی چھین لیا ہے امیدوار ہون کہ تو دلا دی حاتم نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تجھہ سے نہایت زبردست ہی اور تو کمزور گھڑیال بولا یہ ستم رسیدہ کیا کہے تم دیکھوگے تو معلوم کروگے حق تو یہ ہی کہ اگر وہ پاوے تو اپنی ٹینش کی مقراض سے پکڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالے اسوقت جدائی کو گیا ہے ہوتا تو دیکھتے حاتم اور وہ اسی گفتگو مین تھے کہ وہ آپہونچا حاتم کو دیکھکر دوڑا اور وہ حاتم کو اس طور دکھلائی دیا کہ ایک ٹینش طرف مغرب کی پہونچا تھا اور دوسرا جانب مشرق کو اتنے مین کیکڑے کی نظر جو گھڑیال پر پڑی ایک ایسا نعرہ مارا کہ وہ بید کی طرح کانپنے لگا اور حاتم آگا پیچھا کرنے لگا کہ الٰہی اس بلا سے کیونکر نجات پاؤن دیکھین کہا اور ہیوز کا عصا لیکر ہاتھہ مین اوٹھہ کھڑا ہوا کیکڑا اسکو دیکھکر جہان تہا وہین رہ گیا اتنے مین حاتم نے باآواز بلند کہا کہ ای بندہ خدا کسیکو دکھہ دینا اچھا نہین بلکہ جو کوئی کسیکو ستاتا ہے

اپنے حق میں کانٹے بوتا ہے تو کس واسطے اس غریب کو دکھ دیتا ہے کیا تیری رہنے کو اور جگہہ
نہیں ہے یہ سنکر سرطان نے کہا کہ ہم اور وہ دونوں یہاں کے رہنے والے ہیں آپس میں سمجھ
لینگے آدمی کو کیا دخل جو ہمارے بیچ میں بولے حاتم نے کہا یہ تو سچ کہتا ہے پر جس نے کہ
اٹھارہ ہزار خلقت کو پیدا کیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی ایذا کسیکے ہاتھ سے پاتا پایا جاوے سرطان نے
کہا اب تو میں تیرے کہنے سے اسے چھوڑے دیتا ہوں پھر تجھے کہاں پائیگا جو حمایتی بنا کر
لائیگا اسکو آخر اسی میں رہنا ہے اور مجھکو بھی یہ وہی مثل ہے دریا میں رہنا مگر مچھ سے بیر
حاتم نے کہا اے کافر معلوم ہوتا ہے کہ تو کسی پر رحم نہیں کرتا نہ خدا سے ڈرتا ہے خیر اب بھی
کچھہ نہیں گیا اگر زندگی چاہتا ہے تو ایذا دینے سے باز آ نہیں تو ابھی بیجان کرکے اڑا دیتا ہوں
اس بات کو سنکر سرطان ہنسا اور کہنے لگا کہ اس ضد سے میں ہرگز نہ چھوڑونگا بلکہ تجھے بھی مار ڈالونگا
یہ کہکر چاہتا تھا کہ اپنے نیش سے پکڑ کر دبا لے کہ اتنے میں حاتم نے ہوز بادشاہ کا عصا
ایسے زور سے مارا کہ اس کے دونوں نیش کھیرے کی طرح کٹ کر زمین پر گر پڑے سرطان نے
جب دیکھا کہ میرے پاس اب کچھ نہیں رہا اپنی جان لیکر بھاگا کہ دریا میں جا چھپے دوڑا حاتم نے ڈانٹ
کر کہا اے نامرد کہاں جاتا ہے اور تو اسے کیوں ستاتا تھا اگر اب تو اسے ستاویگا تو میں تجھکو
بھی مار ڈالونگا یہ سنکر ڈرا اور وہیں ٹھہر گیا حاتم آگے بڑھا [illegible] اس [illegible] پوچھتا ہوا دریا
کے کنارے ہو چلا پھر بیابان کی طرف روانہ ہوا اور ایک [illegible] قریب جا پہنچا ایک درخت سایہ دار
کے نیچے [illegible] بیٹھ کر کہنے لگا کہ میں خدا کے فضل سے یہاں تک آیا مگر [illegible] ڈھونڈنے کو کہیں
ڈھونڈئے کہ وہ کہاں ہے اتنے میں رات [illegible] وہاں سے پھر کے اور
درخت کے اوپر بیٹھ کر کچھ آپس [illegible] آدمی [illegible]
واسطے اپنے اوپر بیٹھے اور [illegible] یہاں تک آیا ہے اور [illegible]
اسکا نام حاتم بن طے سنتا ہے اور خدا [illegible] خاص [illegible] مگر ایسا [illegible] تو وہ محروم
جائے یہ بات سنکر [illegible] حاتم [illegible] دیکھکر حیران
رہگیا اسواسطے کہ اس کا منہ آدمی کا سا تھا اور بدن طاؤس کا سا اگر پری انہیں دیکھے تو
فریفتہ ہو جاوے انہوں نے کہا شاید کوئی شخص سحر جادو کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے جو

سنجر جادو نے ہمارا ایک جوڑا طلب کیا ہے حاتم نے کہا یہ تم نے سچ کہا اگر تم اپنی بیٹیون مین سے ایک
کو میرے حوالے کرو تو اس بیجان کو جلا دون اور مجھے بیدام مول لو جب تک جیتا رہونگا
احسانمند رہونگا اور وہ نامراد بھی اپنی مراد کو پہونچیگا تمہین دعائین دیگا اس باتکو سنکر اونہون
نے آپس مین صلاح کی کوئی ایسا ہے کہ ایک جوڑا اپنے بچون کا خدا کی راہ مین اس جوان کو دیوے
کہ کار خیر ہے اس سخن کے سنتے ہی ایک ان مین سے اوٹھا اور جوڑا اپنے بچون کا حاتم کو دیا
اور کہا کہ تو اسکا مختار ہے جو چاہے سو کر اور جہان چاہے وہان لیجا حاتم اون دونون کو
لیکر رخصت ہوا اور سنجر جادو کے شہر کیطرف چل نکلا ایک مدت کے بعد منزلین طے کرتا
اور دکھ سہتا اس جوان کے پاس جا پہونچا وہ نعرہ زنان سر جھکائے بیٹھا تھا اوس سے
ملاقات کی اور کہا اے جوان خوش ہو کہ مطلب تیرا بر آیا وہ اس جوڑے کو دیکھتے ہی حاتم
کے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اسے گلے لگا لیا اور وہان کا احوال اور راہ کا دکھ سب اسکو
سنایا اور کہا کہ تو اسی طرح سنجر جادو کے سامنے کہنا کہ یہ جوڑا مین لایا ہون غرض وہ سپاہی اس جوڑے کو لیکر
سنجر جادو کے سامنے گیا وہ اسکو دیکھکر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کام تیرا نہین شاید کسی دوسرے بندے کا ہے اگر تو لایا ہے تو
وہانکے پھر ایک مکان اور مقام کا نشان دے اور وہانکی حقیقت بیان کر کہ جس سے دل
کی تسلی ہو جوان نے مفصل حقیقت بیان کی اسنے کہا تو سچ کہتا ہے یہ سب درست
ہے اب جا اور سرخ سانپ کا مہرہ لا اسنے کہا کہ اگر تم اس نازنین مہ جبین کا منہ
دکہا دو مجھے طاقت ہو اسباتکو سنکر اسنے اپنی لڑکی کا منہ دکہا دیا اور عاشق
کو وہ منہ دکہانے کے واسطے کہڑکی مین بیٹھی الغرض وہ دید بازی مین دو
دن گذر گیا جوان نے کہا اب مین سرخ سانپ کا مہرہ لینے جاتا
ہون اگر تو اس سے آگاہ ہے تو کہہ دے کہ وہ کس سرزمین پر اور کہان
ہے اوس نے کہا مین نے اپنے بزرگون کی زبانی سنا ہے کہ وہ کوہ قاف کے
دشت سرخ مین ہے جوان معشوقہ سے رخصت ہو کر حاتم کے پاس آیا
اور کہنے لگا اے عزیز اوس نے سرخ سانپ کا مہرہ مانگا ہے حاتم نے کہا اسکا
کچھہ پتا بھی پوچھہ آیا ہے کہ وہ کس طرح کا ہے اسنے جو سنا تھا کہدیا حاتم بولا کہ اب

تو فریاد و فغان نہ کر مین تیرے کام مین دل و جان سے سعی کرتا ہون بلکہ ابھی جاتا ہون
خدائے کریم و رحیم سے یقین ہے کہ تو جلد اپنی مراد کو پہونچے یہ کہکر اس سے رخصت ہوا اور
کوہ قاف کی طرف روانہ ہوا کتنی منزلین گیا تھا کہ ایک دن صبح کے وقت قضای حاجت کو
جاتا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بچھو سفید رنگ مرغ کا ناک کے برابر چلا جاتا ہے اسکو دیکھکر
ڈرا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ خدا جانتا ہے مین نے اپنی عمر بہر ایسا بچھو نہین دیکھا اور
جا کر کسی کونے مین چھپ رہا یہ تمام دن اسکی جستجو مین رہا اور بار بار کہتا تھا کہ دیکھا چاہیے
کہ شب کو یہ کیا کرتا ہے اس جنگل کے ادھر اودھر گاؤن آباد تھے وہان کے لوگون نے جو اس
مسافر کو دیکھا آب و دانہ سے تواضع کی حاتم نے کھانا کھایا اور پانی پیا اور ایک درخت
کے نیچے بیٹھ کر یاد الٰہی مین مشغول ہوا اتفاقاً میدان مین بہت سی گائین اور گھوڑے
جمع ہوئے اور ان کے پاس تین تین چار چار نگہبان سوتے تھے کچھ رات گئے وہ پتھر کے
نیچے نکلا وہ گاؤن کی طرف گیا اور اوچھل کر ایک گائے کے سر پہ ڈنک مارا وہ تڑپکر مر گئی
غرض اسیطرح سب کو مار ڈالا پھر گھوڑون کے گلہ مین آیا ان کا بھی انکے نگہبانون
سمیت کام تمام کیا پھر اسی پتھر کے نیچے چھپ رہا جب صبح ہوئی اس گاؤن کے رہنے والے
جو اس جنگل مین آئے تو کیا دیکھتے ہین وہ دو لوٹنے لگے نگہبانون سمیت مرے پڑے ہین جس
پھر ایک کے پیٹ سے بیٹا یا پانی بہا جاتا ہے تب لوگون نے اس سے کہا تو کیونکر جیتا رہا حاتم
نے کہا مین نے ایسا تماشا دیکھا ہے کہ کبھی نہین دیکھا تھا کہ ایک بچھو سات رنگ کا
مرغ کے برابر پیدا ہوا اس نے یہ کام کیا اتنے مین وہ پھر اس پتھر کے نیچے سے نکلا اور
ان کے سردار کے سر پہ ڈنک مارا وہ تڑپنے لگا بچھو نے جنگل کی راہ لی وہ لوگ رونے
پیٹنے لگے اور حاتم اسکے پیچھے ہو لیا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک شہر نظر آیا بچھو وہان
لوٹ پوٹ کر کالا سانپ بن گیا حاتم اور بھی حیران ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا
کہ الٰہی یہ بچھو تھا سانپ کیونکر بن گیا اور بل مین کس طرح جا بیٹھا یہ سوچ کر
وہان بیٹھ رہا جب پہر رات گئی تب وہ سانپ بل سے نکل کر شہر
کی طرف چلا حاتم بھی اسکے پیچھے ہو لیا وہ محل بادشاہی مین

بدرو کی راہ سے گھس گیا اور بادشاہ کو ڈس کر وزیر کی حویلی میں اُسکے بیٹے کو کاٹ کر نکلا اور
اُسی سوراخ میں جا بیٹھا صبح کو شہر میں شور و غل مچا کہ رات کے وقت بادشاہ کو سانپ نے
کاٹا اور وزیر کے بیٹے کو ڈسا شہزادہ حیف کرے کہ سب کی جانیں بے وجہ گئیں اتنے میں شام ہو گئی
سانپ بل سے نکلا اور کسی طرف کو راہی ہوا حاتم بھی آنکھ بچا کے پیچھے اُسکے ہو لیا
اپنے جی میں کہنے لگا دیکھئے اب کیا کرتا ہے اور کہاں جاتا ہے غرض وہ سانپ ایک دریا
کے کنارے جا پہونچا وہاں شیر کی صورت ہو گیا اتنے میں دس بارہ آدمی پانی پینے آئے
انمین ایک لڑکا چودہ برس کا نہایت حسین مہ جبین تھا اُسپر جا پڑا اور ان میں سے
اسکو اوٹھا کر ایک گوشہ میں لے گیا وہاں اسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور دل و جگر کو چیر کے
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور جنگل کیطرف راہی ہوا حاتم بھی ساتھ چلا تھوڑی دور جا کر ایک
نازنین کی صورت بنکر سر راہ بیٹھا حاتم حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ خدایا
یہ کیا بھید ہے اتنے میں دو سپاہی زادے اپنے شہر سے روزگار کے واسطے نکلے تھے
ایک مدت نوکری کر کے کچھ کماے ہوے اپنے گھر کیطرف چلے جاتے تھے اتفاقاً اُسی
راہ سے نکلے اور اُس درخت کے نیچے پہونچے وہ عورت رونے لگی اُسکے رونے کی
آواز ان کے کان میں گئی بڑا بھائی پاس آ کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت نہایت
حسین اور خوبصورت بیٹھی رو رہی ہے وہ آپ بھی آنسو بھر لایا اور پوچھنے لگا اے نازنین تو کون
ہے اس نے کہا کہ فلان شخص کی جورو ہوں وہ میکے سے مجھے لئے جاتا تھا آج میں
شیر جنگل سے نکلا اور اُس کو نگل گیا میں تن تنہا بیٹھ رہی ہوں نہ اپنے باپ کے گھر کا
راستہ جانتی ہوں اور نہ سسرال کی راہ پہچانتی ہوں حیران ہوں کیا کروں عمر
رنڈاپے میں کیسے کٹے گی اُس نے کہا اگر تو کسی کے پاس رہنا قبول کرے تو میں رکھتا
ہوں اس نے کہا تین شرطوں سے ایک یہ کہ تیرے گھر میں تیری عورت نہو دوسرے
یہ کہ مجھ سے محنت و خدمت نہو سکیگی تیسرے یہ کہ میں جبتک جیوں پڑا نہ دینا اُسنے کہا میں
بھی ایک مرد مجرد ہوں جبتک جیتا رہونگا تیرے سوا دوسری عورت نہ کرونگا سوا اسکے میرے
گھر میں لونڈیاں باندیاں ہیں تجھے تکلیف نہوگی اور کسی نے آجتک اپنی معشوقہ کو

سنایا ہے اس نے کہا کہ مین اس بات پر جان و دل سے راضی ہون اسنے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور آگے چلا حاتم بھی اسکے پیچھے ہو لیا تھوڑی دور جا کر عورت نے جوان سے کہا کہ مین کئی دن سے بھوکی پیاسی ہون مارے ضعف کے جی سنسناتا ہے اگر کھانا کچھ نہین ہاتھ لگتا مگر پانی ضرور لانا چاہیے یہ سنکر اسنے عورت کو درخت کے نیچے بٹھا کر اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ بھیا تو اس سے خبردار رہیو مین ابھی پانی لیئے آتا ہون یہ کہکر اسنے پیالہ کمر کا کھولکر ہاتھ پر رکھا اور پانی لینے گیا ایکدم کے بعد اس عورت نے اس کے بھائی سے کہا مین نے تیرے واسطے اس کے ساتھ رہنا قبول کیا کہ تیری صورت دیکھتے ہی میرا دل اختیار مین نرہا نہین تو ایسے بڈھے کو مین کیون قبول کرتی اب تجھے لازم ہے کہ تو مجھے اپنی خدمت مین رکھ اسنے کہا تم ہمارے بھائی کی جگہ ہو ہم سے یہ کام نہوگا وہ پھر کہنے لگی اے جوان اگرچہ مین اسکی جورو ہوئی ہون پر تیری ہی محبت مین ہونگی اور تجھے دیکھا کرونگی اس نے کہا یہ ممکن نہین اس خیال فاسد کو اپنے دل سے دور کرو اس بات کو سنکر جل گئی اور کہنے لگی کہ اب تجھپر تہمت لگا کر تیرے بھائی سے کہونگی کہ یہ مجھپر دست درازی کرتا تھا اور لیکر بھاگا جاتا تھا اس نے کہا بہت بہتر جو چاہے سو کر مین تیری بات ہرگز نہ سنونگا اسی گفتگو مین تھے اور حاتم بھی ایک کونے مین کھڑا ہوا انکی باتین سنتا تھا اتنے مین بڑا بھائی جنگل سے آیا اس عورت نے دیکھتے ہی سر کے بال کھسوٹے اور نوچے اور سر پر خاک ڈالکر چلانے لگی اس نے نزدیک آکر پوچھا کہ بی بی مین تو پانی لینے گیا تھا تجھکو کسی شیر نے کھایا تھا اور درندے نے پھاڑا میرے واسطے کیون حال تباہ کرتی ہے اسکا کیا سبب ہے وہ بولی میان رحمت خدا کی تجھپر اور تیرے چھوٹے بھائی پیارے کمبخت کوئی بھی اپنی عورت ایسے بدکار کے پاس چھوڑ کر جاتا ہے فقط خدائے کریم نے میری شرم رکھی تو جو ہین گیا وہین اس کمبخت نامشدنی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا چاہتا تھا کہ میرا ستر دیکھے اور خراب کرے مین کھینچتی اور چھڑاتی تھی جب مین نے دیکھا کہ اب رہائی نہین بے اختیار فریاد کرنے لگی مگر کوئی میری داد کو نہ پہونچا یہ کہتا تھا تو مجھے قبول کر کیا مین تیرے لائق نہین ہون کہ تو دس پندرہ برس کی ہے اور مین سولہ سترہ برس کا نوجوان میرا بھائی تیرے لائق نہین مین تجھپر عاشق ہون اگر

قابو پاؤنگا تو بڑے بھائی کو ٹھکانے لگاؤنگا اسبات کے سنتے ہی وہ کہنے لگا اے نامرد آجتک کسی نے اپنی بہن سے ایسا کام کیا ہے تو جو کیا چاہتا ہے اسنے ہر چند قسمیں کہائین مگر اسنے بھائی کا کہنا ہرگز نہ مانا اور باور نہ کیا بلکہ گالی گلوچ پر آگیا آخر کار تلوار اُٹھا کے سر پر ایسی ماری کہ وہ سینے تک پہونچی اور چہوٹے بھائی نے بھی ایک خنجر ایسا مارا کہ اسکی ناف تک چیر گیا دونون زخمی ہو کر گر پڑے اور جان بحق تسلیم ہوگئی وہ عورت بھینس ہو کر آگے بڑہی حاتم بھی اسکے ساتھ ہو لیا وہ ایک گاؤن کے قریب پہونچی اور یہ بھی ساتھ ہی ساتھ چلا گیا اس گاؤن کے رہنے والے اسکو دیکھتے ہی بے اختیار دوڑے اور انہون نے چاہا کہ اسکو پکڑ کر بیچ ڈالین اس لالچ پر اسکے نزدیک آئے اسنے کتنون کو لاتون سے مار ڈالا اور پھر جنگل مین ایک پیر مرد کی صورت بنگئی تب حاتم نے دل مین کہا کہ اب اس ماجرے کو اس سے پوچھا چاہیے کہ یہ کیا سبب ہے جلد دوڑا اور پکار کر کہنے لگا کہ اے پیر مرد برائے خدا ٹھہر جا وہ کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا اے حاتم خوش تو ہے کیا کہتا ہے حاتم نے کہا میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے اُسنے کہا تیرا نام کیا موقوف ہے مین تیرے باپ کا بھی نام جانتا ہون تجھے اسبات سے کیا جو یہ پوچھتا ہے یہ پوچھ مجھے اسوقت فرصت نہین ایک ضروری کام درپیش ہے آخر حاتم نے جس جس صورت سے دیکھا تھا اس اس شکل کا حال پوچھا اسبات کو سنکر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تجھکو اس کے سننے سے کیا ایکدن تجھکو بھی اسی صورت سے کھاؤنگا حاتم نے کہا جبتک تو بہید مفصل نہ کہیگا مین تجھے نہ چھوڑونگا تب پھر پیر مرد نے ناچار ہو کر کہا کہ میرا نام ملک الموت ہے جس جس صورت سے حکم ہوتا ہے اس اس شکل سے مین ایک ایک کی جان قبض کرتا ہون اس سخن کو سنکر حاتم خوش ہوا کہنے لگا کہ میری اجل کب سے اور کس طرح سے آئیگی اُسنے کہا ابھی تو تیری آدہی بھی عمر نہین گذری جب تو پیاس برس کا ہوگا تب ایک آمدہ سے گر پڑیگا اور تیری ناک سے لہو جاری ہوگا کہ تو مر جائیگا یہ سنکر حاتم نے کہا کہ شکر ہے اور سجدے سے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو وہ پیر مرد نظر نہ آیا اور اُسنے دشت سرخ کا رستہ لیا ایک مدت کے بعد زمین سیاہ مین

جا کر پہونچا وہاں سانپ بھی آدمی کی بو پاکر چاروں طرف سے دوڑے وہ ہویز کا عصا گاڑ کے
اس کے نیچے گیا سانپوں نے آپکے گرد حلقہ کر لیا اور ساری رات یہی صورت رہی صبح ہوتے
ہی وہ سب جہاں سے آئے تھے وہاں چلے گئے حاتم بھی آگے بڑھا زمین سفید پر جا پہونچا
وہاں بھی یہی حادثہ پڑا صبح کو پھر روانہ ہوا زمین سرخ پر جا پہونچا کیا دیکھتا ہے وہ زمین
شنگرف سے بھی زیادہ سرخ ہے کئی قدم چلا تھا کہ طاقت [illegible] کی نہ رہی جی میں سوچا
آگے کیونکر جاؤں اسکے مارے جان بلب ہوں آگے بڑھنے کی طاقت نہیں ہے کس طرح مرتا ہوں
خدا کی راہ میں غیر کے واسطے مارے جانے سے کوئی بات اچھی نہیں یہ سوچکر آگے بڑھا شاید
دو تین کوس گیا ہوگا کہ دونوں پاؤں میں چھپولے پڑ گئے [illegible]
کے تمام بدن پہ زخم پڑ گئے اور بے دم ہو گیا [illegible]
کہنے لگا اے حاتم یہ وقت بہت ہارنے کا نہیں دل کو [illegible] مہرہ جو
خرس کی بیٹی نے دیا ہے اپنی کمر سے نکال کر منہ میں ڈال [illegible] حاتم نے وہ مہرہ اپنی کمر سے
کھولا اور منہ میں ڈال لیا زمین کی گرمی اور پیاس کی [illegible] پھر [illegible] حاتم اس
پیر مرد کے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اس گرمی کا کیا سبب ہے اسنے کہا کہ یہ گرمی
سرخ سانپ کے زہر کی ہے اور اس زمین سے اسکے منہ کی آگ نکلتی ہے اس سبب
سے اس زمین کا رنگ لال ہوا اور نہیں تو آگے سفید تھی اس بات کو سنکر حاتم آگے
بڑھا اور مہرہ کی تاثیر سے گرمی سے محفوظ رہا غرض آدھی دور پہونچا تھا
کہ سرخ سانپ نے حاتم کی بو پاکر پھنکار ماری اس زور سے کہ منہ کا شعلہ آسمان
تک پہونچا اور اس کا پھن چھتوں کے برابر قد تاڑ کے مانند تھا اور آگ کے شعلے اس
کی ناک کے نتھنوں سے بادسموم کی صورت نکلتے تھے اور کوسوں تک تر و خشک
کو جلا دیتے تھے حاتم نہایت بیقرار ہوکر کہنے لگا کہ آگ سے ہڈی پسلی جل کر خاک سیاہ
ہو جاویگی لیکن اس مہرہ کے باعث تھوڑا پانی ٹھنڈا اس کے حلق میں جاتا تھا
اس سبب سے جیتا رہا آخر سانپ کی نظر حاتم کی نظر سے ملی بے تحاشا پھن بنا کر جھپکا
اور شعلہ منہ سے چھوڑنے لگا ہویز کے عصا کے باعث زہر کارگر نہوا حاتم محفوظ رہا

اسی حیص بیص میں رات گذری صبح کے وقت مہرہ سرخ سانپ کے لبوں پر جب پہونچا حاتم نے دیکھا کہ ایک غلیلہ سرخ سانپ کے لبوں پر چاٹتا ہے اسنے جونہی مہرہ کو ہلا دیا وہ اپنا سر پٹکنے لگا غرض ادہر آفتاب نکلا ادہر مہرہ اوگلا اور اپنی بانبی میں چلا گیا حاتم مہرہ کے نزدیک آیا لیکن اوٹھانے میں ڈرا اور جی میں کہنے لگا کہ مبادا گرم ہو اور ہاتھ جلجاوے تھوڑی دیر کے بعد اسنے اپنی پگڑی سے چیتھڑا پھاڑ کر اسپر ڈالدیا وہ ذرا نہ جلا تب ہاتھ بڑھا کر اوٹھا لیا اور مہرہ کو پگڑی میں باندہ لیا گرمی جاتی رہی اور اس جنگل کی ساری زمین سرد ہوگئی آپ وہاں سے روانہ ہوا غرض اس مہرہ کی پیدائش یوہیں ہوتی ہے جب کوئی اسکو لیجاوے تب تین برس کے بعد دوسرا پیدا ہوتا اور اسکی اکہاڑ خاصیتیں ہیں کوئی کہاں تک بیان کرے القصہ حاتم ایک مدت کے بعد اس جوان کے پاس آپہونچا اور وہ مہرہ اسے دیکر تمام حال کہہ سنایا جوان حاتم کے پاؤں پر گر پڑا حاتم نے اسے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب تو جا اور مہرہ کو منسخر جادو کے حوالہ کر وہ مہرہ لیکر منسخر جادو کے پاس آیا اور ملاقات کر کے وہ مہرہ اسکے آگے رکھدیا کہ صاحب میں اسکو بڑی مشقت سے لایا ہوں اسنے کہا میں اسکی پہلے آزمائش کروں تب تیری بات پہ عمل کروں اسنے کہا بہت اچھا مضائقہ نہیں منسخر جادو نے اسکو ہر طرح سے آزمایا جب وہ مہرہ تحقیق ہوا تب اسنے ظاہر میں خوشی کی اور باطن میں شرمندگی کھینچی اور یہ بات کہی کہ ابھی ایک شرط اور باقی ہے اسکو بھی ادا کر اسنے کہا بہت بہتر آخر کار منسخر جادو اپنے لوگوں سے بلوا کر کہنے لگا ایک لوہے کا کڑاہ گھی سے بہر کر چولہے پر دہرو اور سات لکڑی اسکے نیچے آنچ کردو تا کہ وہ خوب کڑکڑاوے اونہوں نے اسکے کہنے کے موافق کیا وہ کڑاہ ایسا کھولا کہ اگر اسمیں پتھر بھی گرتے تو جلکر خاکستر ہو جاتے تب اسنے جوان سے کہا کہ اب تو اسمیں کود اگر سلامت نکلیگا تو اپنی معشوقہ پاویگا جوان ڈرا اور حاتم سے کہنے لگا کہ اس آگ میں سے جیتا نہ بچونگا حاتم نے دلاسا دے کر کہا غم نہ کھا خدا کو یاد کر انشاءاللہ یہ بھی مشکل آسان کریگا وہ مہرہ جو خرس کی بیٹی نے دیا تھا اپنی پگڑی سے کھولکر اسکے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اسکو اپنے منہ میں رکھکر بے کھٹکے

اس جلتے کڑاہے مین کود پڑا اور غوطہ مار کر نکل آ خدا کے فضل و کرم سے تیرا ایک رونگٹا بھی
نہ جلیگا جوان اس مہرہ کو اپنے منہ مین ڈالکر سحر جادو سے کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہی اسنے کہا کہ اس کڑاہی
مین کود پڑ جوان اسکے پاس گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا حاتم نے للکارا اور کہا اے جوان اندیشہ نکر غم نہ کہا یہ آتش عشق
ہی خدا کو یاد کر جوان آگے جا سنتے ہی آنکھین بند کر کے کود پڑا اور ایک غوطہ مارا اور اسکی تہ تک گیا تو ٹھنڈا پانی سا پایا کہتے ہین کہ دوپہر
کڑاہے کے اندر بیٹھا رہا اور بدن پر کہین چھالے تک نہ پڑے بلکہ ہنستے ہنستے کہنے لگا کہ اسکو کیا ہوا باہر آ کر ان کو
یاد و گہڑی اور بھی اسمین رہون سحر جادو نے جو دیکھا کہ جوان اس مین نہ جلا اور تندرست
رہا شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اسوقت حاتم نے کہا اب حجاب کیون کرتا ہے اپنا وعدہ وفا کر جو کہ
جو کچھ تونے کہا اس بیچارے نے کیا اور اگر اب تو جادو کرنے کی فکر مین ہے تو ہرگز تیرا جادو اثر نہ
کریگا یہ ایک سرخ مہرہ اور بھی رکھتا ہے اس بات کو سنکر وہ شرمندہ ہوا اور اس جوان
کو گلے سے لگا لیا پھر شادی کا سامان کیا اور اپنی بیٹی کو بیاہ دیا اور جوان سے بہت سی
معذرت کی کہ یہ ملک و مال سب تیرا ہے اسکے سوا اور کوئی بالا نہین رکھتا تو ہی میرا
فرزند ہے حاصل کلام وہ دونون عاشق و معشوق آپس مین ملے تب حاتم رخصت ہوا
جوان پاؤن پر گر پڑا اور دعائین دینے لگا حاتم نے اپنا مہرہ اس سے لے لیا اور کوہ القا
کا راستہ لیا کئی رات دن چلا گیا آخر کوہ القا کے پاس جا پہونچا کیا دیکھتا ہے
کہ ایک پہاڑ آسمان سے باتین کر رہا ہے پرندے کی طاقت نہین کہ وہان جا سکے
اور چرندے کی قدرت نہین جو نظر کر سکے حاتم اس اندیشہ مین اس کے نیچے
بیٹھ گیا کہ اگر یہان کے رہنے والے کو دیکھون تو پوچھون اسکی راہ کدھر
سے ہے اسی فکر مین تھا کہ ایک گروہ پریزادون کا نظر آیا حاتم اسکے پیچھے
دوڑا مگر نہ پایا وہ غول اسکی نظر سے غائب ہو گیا اسنے مین ایک بڑا سا غار
دکھائی دیا اور ایک پتھر چکنا صاف اسکے کنارون پر لگا ہوا دیکھا حاتم نے اپنے
جی مین خیال کیا کہ یہ غار کسی طرف راہ نہین رکھتا اسمین کیونکر جائیے آخر تدبیر
سوچی کہ اس پتھر سے پھسلے چلیے جو خدا چاہے سو کرے آخر لوٹ ہی عمل مین لایا اور صبح
سے شام تک لوٹتا چلا گیا جب اسکے پاؤن تہ پر پہونچے آنکھین کھولکر کیا دیکھتا ہے

کہ ایک میدان نہایت وسیع اور پُر فضا ہے دیکھتے ہی اسکا دل کھل گیا تھوڑی ہی دور
چلا پھر جی مین دھیان کرنے لگا کہ وہ پریزاد کدہر گئے اور اس جنگل کے کسی طرف آبادی
ہے یا نہین یہ سوچکر دو چار قدم آگے بڑھا ایک عمارت عالیشان اور عجیب نظر آئی گمان
کیا کہ اس مین البتہ لوگ رہتے ہونگے چلا چاہئے اس اثنا مین کئی پریزادون نے دیکھا کہ
ایک آدمی غیر جنس بیدھڑک چلا جاتا ہے وہ اپنی جگہ سے اوٹھکر بے اختیار دوڑے اور
حاتم کے پاس آکر کہنے لگے کہ اے آدم زاد یہ مکان تیرے رہنے کے لائق نہین یہان تو کیونکر
آیا اور تجھے کون لایا وہ بولا کہ خدا ہادی اور رہنما لے آیا انہون نے کہا کہ غار کی راہ کیونکر
دیکھی اس نے کہا کہ مین دور سے تمہین دیکھکر دوڑا تم آگے جاکر ایک ساعت کے بعد
آنکھون سے غائب ہوگئے مین فکر کرنے لگا کہ الٰہی یہ سب یہان سے کیا ہوے اور کہان
گئے بارے خدا کے فضل سے جس طرف تم گئے تھے مین بھی اسی طرف چلا اتنے
مین ایک غار تاریک دکھائی دیا اسکو دیکھکر حیران ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ اس مین
کیونکر جاؤن یکایک یہ خیال آگیا کہ اس پتھر پر لیٹ کر پھسل پڑون اور کسی طرح اندر
پہونچون غرض وہی کیا اور تمہاری تلاش مین یہان تک آپہونچا پر اب خدا کے واسطے بتا دو
کہ اس پہاڑ کا کیا نام ہے اور یہ باغ کسکا ہے وہ بولے کہ اس پہاڑ کا نام کوہ القا ہے باغ
الکن پری کا ہے ہم سب اسکے نگہبان ہین اب موسم بہار نزدیک آیا ہے اس واسطے
اسکی خبر لینے آئے تھے اغلب ہے کہ پرسون تک سیر کو وہ بھی تشریف لائے ای جوان تجھے
اس باغ مین کیونکر رہنے دین کہ تو مارا جائیگا تیری جوانی پہ ہمکو رحم آتا ہے حاتم نے کہا
مین کوئی ٹھکانا نہین رکھتا کہان جاؤن میرے نصیبون مین یاوری ہے کہ اسکے واسطے اتنی
محنت کھینچکر آیا ہون وہ اتنا جلد آیا چاہتی ہے اب جو ہونی ہو یہ بات سنکر انہون
نے پوچھا کہ تو اس سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے حاتم نے کہا کہ پری کا طالب انسان اور
انسان کی طالب پری ہے اس باتکو سنتے ہی وہ دق ہوئین اور غصہ سے اس کی
طرف دوڑین وہ سر جھکا کر جیسا کھڑا تھا ویسا ہی رہا پھر وہ آپس مین کہنے لگین کہ یہ عجب
آدمی ہے نہ بھگانے سے بھاگتا ہے نہ ڈرانے سے ڈرتا ہے ایسے شخص کو کیونکر

قتل کرے یا ایذا دے پھر انہوں نے حاتم سے کہا کہ اے جوان ہم اہل مروت ہیں تیرے بھلے کو کہتے ہیں یہ جگہ تیرے رہنے کی نہیں اگر سلامت جایا چاہتا ہے تو اب بھی کچھ نہیں گیا جیسا چلا جا نہیں تو رنج اُٹھاویگا بلکہ مارا جائیگا یہ بات سنکر اُس نے کہا کہ جی کے جانے کا مجھکو غم نہیں میں نے خدا کی راہ میں سر دینا اختیار کیا ہے اور جو خدا کی راہ میں مصروف رہتے ہیں وہ اپنے سر کو ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں ہر وقت اُسکی رضاجوئی کی دعا مانگتے ہیں کیونکہ وہ زمین اور آسمان کا خالق ہے اُسکی بندگی لازم ہے اس بات کو سنکر وہ مہربان ہوئے اور کہنے لگے کہ اے جوان ہمارے ساتھ آ کر الکن پری کے دیکھنے کا شوق ہے تو ہم تجھے کسی گوشہ میں چھپا رکھینگے اور دکھا دینگے لیکن آفتاب کو ذرہ سے کیا نسبت غرض ایک گوشے میں لے گئے طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے میوے کھلائے اور اس سے صحبت گرم رکھی تین روز کے بعد پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ کہ تیرے آنے کا کیا سبب ہے کہا مجھے الکن پری سے ایک کام ضروری ہے اس واسطے کہ وہ ایک جوان سے سات روز کا وعدہ کر کے یہاں آئی ہے اور سات برس گذر گئے کہ وہ اسکے انتظار میں قریب المرگ پہنچا آنکھیں پتھرا گئیں جان لب پر رہا ہے بلکہ سانس لینے کی طاقت نہیں تو بھی دو تین گھڑی کے بعد ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا ہے اور یہ مصرع پڑھتا ہے ع شتاب آ کہ مجھے تاب اب جدائی کی ۔

میں نے جو اسکا حال دیکھا بے اختیار پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اُسنے اپنی مصیبت ابتدا سے انتہا تک میرے روبرو بیان کی کہ اس واردات کو سنکر میرا دل بھر آیا اس واسطے یہاں آیا ہوں کہ اُسکا قول اُسے یاد دلاؤں شاید بھول گئی ہے اور اگر وہ اس امید پر مر جاویگا تو بڑا غضب ہوگا انہوں نے کہا اے آدم زاد ہم اتنی قدرت رکھتے جو تیرا احوال اس سے جا کر کہیں اگر تو کہے تو تجھے باریک کر اُسکے سامنے لیجائیں پھر جو تو چاہے سو کہیو غرض ہم دوستانہ کہتے ہیں کیونکر اگر ہم تجھے بخوبی لیجائیں شاید وہ ہمپر غصہ ہو کہ آدمی کو اس جگہ بھی کیوں لائی حاتم نے کہا کہ جب ڈھب سے تم مجھکو اسکے پاس لیجاؤ آگے میں ہوں میری قسمت یا اس جوان کی قسمت غرض ایک دن وہ الکن پری اپنے محل سے نکل کر باغ کی طرف نازو ادا سے

چلی آئی سب نے استقبال کیا اور آداب بجا لائے الکن پری تخت پر بیٹھی پریان جو جلیسین
تھین کرسیون پر بیٹھین پھر پری زادون نے باغ مین آکر حاتم سے کہا کہ چل تجھے ہم ملکہ کو
دکھا دین غرض بلا کر ایک حجرے مین بٹھا دیا اور کہا کہ وہ جو دہانی جوڑا پہنے اور آنچل پلو کا
ڈوپٹہ اوڑہے بیٹھی ہے وہ الکن پری ہے حاتم نے اسے تخت پہ بیٹھی دیکھا غش کر گیا جب غش
سے آیا خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا اور اسکی صنعت پر مقر ہوا جوان کو اپنی خاطر سے
بھلا دیا بلکہ اس پری پر آپ دیوانہ ہو گیا یہانتک کہ کھانا پینا بھی چھوڑ دیا اسطرح سے تین دن
گذر گئے اتفاقاً رات کے وقت آنکھ لگ گئی تو کیا سنتا ہے کسی طرف سے آواز آتی ہے
کہ اے حاتم آپ کو بھول گیا ایسی منہ پر تو نے خدا کی راہ مین کمر باندہی ہے کہ غیر کی امانت
مین خیانت کرتا ہے اور اسباب کا دم بھرتا ہے کہ مین کام کرتا ہون تو لله کرتا ہون ع یہ اگر
سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین + اس بات کے سنتے ہی وہ چونک پڑا ادہر ادہر دیکھنے لگا کہ
الٰہی تو میرے گناہ بخش کہ تو غفور رحیم ہے خدا سے ڈرا اور سر کو زمین پر رکھکر عجز سے کہنے
لگا اور پھر پری زادون سے کہا کہ مجھکو ملکہ کے پاس لے چلو کیونکہ وہ غریب میرے آنے کی راہ
دیکھتا ہوگا کب تک انتظار کھینچے گا انہون نے شہزادی کو خوش دیکھا حاتم کے ہاتھ باندہ کر باغ کے
دروازہ پر لے آئین پھر انہون نے جا کر ملکہ سے عرض کی کہ ایک آدم زاد بیچارہ گردش کا
مارا باغ کے نزدیک آگیا تھا ہم اسکو باغ کے دروازے پر لے آئے ہین جو حکم ہو کرین
ملکہ نے کہا کہ اسے حضور مین لے آؤ جب وہ لے آئے حاتم کو دیکھتے ہی اس جوان
کو بھول گئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس کرسی زرین پر بٹھا لیا پھر پوچھا کہ اے
جوان کہان سے آیا ہے کیا تیرا نام ہے اور کیا مطلب رکھتا ہے اسنے کہا کہ مین طے کا
بیٹا ہون یمن سے آیا ہون حاتم میرا نام ہے پری زاد نے جو اسکا نام سنا تخت سے
اوٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ مین نے تیرا نام سنا ہے کہ تو یمن کا شہزادہ ہے بڑی
مہربانی کی جو یہان قدم رنجہ فرمایا ہے بارے یہ کہہ کہ آنے کا کیا سبب ہے اور اتنی مصیبت
کیون اوٹھائی مین تو تیری لونڈی کے برابر ہون اور تجھے اپنا سر تاج جانتی ہون حاتم
نے کہا یہ تیری مہربانی ہے مین شاہ آباد سے آیا تھا اور اب صحرائے احمر کی طرف

جاتا تھا اثنای راہ مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان درخت کے نیچے نعرہ مارتا تھا اور آنکھین بند کیے یہ مصرع پڑھتا تھا ع شتاب آ کہ نہین تاب جدائی کی ٭ مین نے پوچھا کہ اے جوان للہ بیان کر کیا حال ہے اُسنے سرگذشت اپنی اور تمہاری کہہ سنائی کہ ملکہ ستارہ کا وعدہ گذر گئی ہین اور سات برس گذر گئے ہین نہین آئین اُن کے انتظار مین نالان و گریان ہون نہ چلنے کی طاقت رہی نہ رہنے کی قدرت اسکے سوا چلتے وقت وہون نے میرا ہاتھ پکڑ کر یہ کہا تھا خبردار تو یہان سے اگر کہین جائیگا تو خراب ہوگا حیران ہون کہ اب معشوقہ کا حکم کیونکر ٹالون اگر ملاقات ہونی ہے تو یہین ہو رہیگی جب مین نے اُسکا یہ حال دیکھا اور عاشق صادق پایا اپنا مطلب چھوڑ کر آیا ہون اگر اس بیچارے کی حال پر مہربانی فرما گویا مجھے مول لیا پری نے کہا اے شہزادہ مین نے تجھکو دیکھکر ہو لگئی وہ میرے لائق نہین کہ عشق اُسکا خام ہے کیونکہ سات برس گذر گئے کہ وہ اپنی جان کے ڈر سے وہین رہا اور اُس نے کوہ القاف پر قدم بھی نہ رکھا حاتم نے کہا اگر وہ عاشق تمہارا نہوتا تو کیون زار و قطار روتا اور کس واسطے تمہاری یاد مین آپ کو خراب کرتا اسکے سوا تم خود وعدہ کر کے آئی ہو کہ مین سات روز کے بعد آؤنگی تم میرے آنے تک کہین نہ جانا وہ غریب عاشق نامراد اپنی معشوقہ کی بدقول حکمی کیونکر کرے اور اُسکو یقین ہے کہ میری معشوقہ یہین آئیگی اب مجھکو لازم نہین ہے جو بیتاب بھوک پیاس کے مارے کہین چلا جاؤن اور وہ یہان آکے اور مجھے نہ پاکر رنجیدہ ہو جاوے یہ سنکر کہا مین ہرگز قبول نہ کرونگی حاتم بولا اے مہر لقا اسقدر خفگی کا کیا سبب ہے اور وہ جناب مراد کو نہ پہونچیگا مین یہان سے نجاؤنگا پری نے کہا کہ تو مجھسے یہ امید نہ رکھ مین اُسکے پاس نجاؤنگی حاتم نے کہا براے خدا تو میری محنت کو نظر کر تب وہ بولی کہ مین تیرے کہنے سے باہر نہین اچھا مین تیری خاطر سے اُسکو پاس رکھونگی پر ہم صحبت نہونگی حاتم نے کہا خیر مین بھی تمہارے دروازہ پر بیٹھ کر اتنے فاقے کرونگا کہ میرا خون تمہاری گردن پر ہوگا یہ کہکر اُٹھا اور اُسکے دروازہ پر درخت کے نیچے جا بیٹھا دانہ پانی سب چھوڑ دیا اسی صورت سے سات روز گذرے ایک شب اُس نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے

کہ اے حاتم پری نے اسی طرح سیکڑون کو مارا ہے تو پہلے اُس کھکر جوان کو بلوا اور وہ
مہرہ جو اُس خرس کی بیٹی نے تجھے دیا ہے اسکو دے کہ اپنے منہ مین رکھکر غرغرہ کرے اور
پانی مین ڈالکر کسی طرح اس پری کو پلا دے پھر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیو کہ
معشوقہ عاشق ہو جاوے یہ بات سنکر وہ چونک پڑا اتنے مین صبح ہو گئی الگن پری
اُسکے پاس آکر کہنے لگی کہ اے جوان تو نے دانہ پانی کیون چھوڑ دیا ہے اگر بے آب و دانہ مرجائیگا تو
مین تیرے گناہ کے سبب پکڑی جاؤنگی اور خدا کو کیا منہ دکھاؤنگی حاتم نے کہا تو اسکو بلوا کر
دیکھ اور وہ تیرا دیدار دیکھے کہ اُسکا مطلب یہی ہے الگن پری نے کہا مین نے یہ بات
قبول کی اس سخن کے سنتے ہی حاتم پھر مستعد و آمادہ ہوا کہ جا کر اس جوان کو لے آئے
ملکہ نے کہا کہ صاحب تم کس واسطے تکلیف سہو مین ابھی پریزاد بھیجکر بلوا لیتی ہون یہ
کہکر کئی پریزادون سے فرمایا کہ تم فلانے پہاڑ کی طرف جاؤ وہان ایک شخص درخت
کے نیچے پتھر کی سل پر آنکھین بند کئے کھڑا ہے اور آہین سرد بھرتا ہے اُس سے کہو کہ
وہان حاتم جا پہونچا اور اُس نے تیرا حال تیری معشوقہ سے مفصل بیان کیا اسواسطے
الگن پری نے تجھے بلایا ہے غرض وہ پریزاد ایک پل مین وہان جا پہونچے اور یہ ماجرا
اُس سے کہنے لگے وہ اسبات کو سنتے ہی اپنی جگہہ سے اوٹھا اور حاتم کی ہمت پر آفرین
کرکے ساتھ ہو لیا وہ ایکدن مین شہزادی کے پاس لے آئے ملکہ نے پاس
بٹھا لیا جوان دیکھتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا شہزادی نے گلاب چھڑکا ایک
دم کے بعد ہوش آیا تب الگن پری نے آہستہ اُس سے کہا کہ اے جوان مجھکو
خوب دل بھر کر دیکھ لے غرض تمام دن یہی صحبت رہی شب کے وقت اُس نے
اپنی پریون سے کہا کہ مجلس نشاط آراستہ کرو اور ناچ راگ شروع کرو
اس بات کے سنتے ہی وہ ناچنے گانے لگین حاتم اور وہ جوان بھی باہم بیٹھے
ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے مگر الگن پری اُس جوان کی طرف ہرگز
متوجہ نہ تھی یہ حالت دیکھکر حاتم نے اُس جوان سے کہا کہ تو اس مہرہ کو
پانی مین رگڑکر منہ مین لے اور اس کے پانی پینے کی کلیان کلی کردے پھر

یہان آکر چپکے سے بیٹھ رہ جوان اس کام مین مشغول ہوا کئی پریونکی اُسپر ٹہلیون کی
طرف جاتے ہوئے نظر جو پڑی بے اختیار دوڑین اور کہنے لگین کہ تجھکو خاصہ کی
ٹہلیون سے کیا کام ہے اس نے کہا شدت سے پیاسا ہون اُنھون نے یہ سنکر اسکو پانی
پلایا پھر وہین آ بیٹھا حاتم نے جب دیکھا کہ جوان نے اپنا کام سب پورا کر لیا تب ملکہ
سے کہا کہ اسکو نہایت گرمی معلوم ہوتی ہے تھوڑا سا شربت پلاؤ اور اس کی پیاس بجھاؤ
پری نے ارشاد کیا جلد شربت تیار کر لاؤ حاتم آپ ہی اوٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے شربت
تیار کر کے شہزادی کے سامنے لے آیا اُس نے ارشاد کیا تھوڑا تھوڑا سب پئین گے
حاتم نے کہا پہلے آپ قدرے نوش جان کرین پھر سب پئین گے ملکہ نے حاتم کے
ہاتھ سے شربت کا پیالہ لے لیا اور منہ سے لگا دیا دو گھونٹ پیتے ہی پریزاد
آدمی زاد پر دیوانی ہو گئی حاتم نے جو اسکا حال کچھ اور دیکھا آہستہ سے کہا
اے ملکہ اس عاشق بیچارے پر اگر مہربانی فرماؤ تو تمہارے اخلاق سے بعید ان
بعید نہین اُس نے ہنسکر کہا ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + کہنے لگی
مین نہین جانتی یہ آفت کسکی یاد دہانی ہوئی ہے اب مجھسے جدائی کا درد نہین
سہا جاتا اور اسکے بے ملے ایک دم نہین رہا جاتا اب مین ناچار
ہون تیرا کہا مانا اور قبول کیا مگر مان باپ کی بے رضامندی یہ کام نہین
کر سکتی یہ کہکر انکی طرف گئی اور محل مین داخل ہو کر دالان کو ٹھیرا
کیا اور سر جھکا کر کے چپکی ہو رہی اُس کی مان نے کہا اسقدر جلدی
آنے کا کیا سبب ہے ابھی تو چالیس روز نہین ہوئے تب اُس کے مصاحبون
نے عرض کی کہ ملکہ کو ایک آدم زاد پسند آیا ہے اور اوسنے بھی اُس کے عشق
مین رنج اوٹھایا ہے اب یہان آ پہونچا ہے اسواسطے چاہتی ہین کہ اُس کو اپنا
دمساز اور محرم راز بنا دین لیکن بے اجازت یہ کام نہین ہو سکتا یہ سنکر وہ
اپنے خاوند کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ تمہاری بیٹی کی خواہش ہے کہ ایک آدم زاد سے
اپنا بیاہ کرے اوس نے کہا کہ اگر اسکی مرضی ہے تو مبارک ہے چشم ما روشن دل ما شاد

القصہ الکن پری نے اُسوقت حاتم کو اور اوس جوان کو باغ سے بلا بھیجا اُسکی ماں
ان کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اپنے خاوند سے بھی تعریف کی اُسنے اسیوقت بیاہ کا
سرانجام تیار کیا اور ملکہ کو بڑی دھوم دھام سے جوان کے ساتھ اپنی رسمون کے موافق
بیاہ دیا عاشق و معشوق باہم ملے اور حاتم کو دعائین دینے لگے سات روز کے بعد حاتم
ان سے رخصت ہونے لگا پری نے کہا کہ اب کہان کا قصد رکھتے ہو کہا کوہ
احمر کا مجھے ایک کام ضروری ہے پری نے کہا گھبراؤ نہین مین ایک دم مین

تمھین وہان پہنچا دیتی ہون یہ کہکر اُسنے اپنی کئی پریزادون سے کہا کہ تم اسکو ایک
تخت پر بٹھا کر وہان پہنچا دو وہ اسکو ایک تخت مرصع پر بٹھا کر اڑ لیگئے رات کے وقت
وہان جا پہونچے حاتم نے اُن سے کہا کہ مجھکو یہین چھوڑ دو اور تم رخصت ہو حاتم کے کہنے
کے بموجب وہ سب رخصت ہوے اور حاتم اسکی آواز پر چلا نکلا اور اوسی درخت کے
پاس جا پہونچا کہ جس جگہہ وہ آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیرمرد اُسی درخت کے پنجرے
مین لٹکتا ہے حیران ہوا اور ایک ساعت کھڑا رہا پھر پوچھنے لگا کہ اے بزرگ یہ آواز کیون
تیرے منہ سے ہر گھڑی نکلتی ہے اور وہ کون ہے کہ جسنے تجھے اس پنجرے مین بند
کرکے لٹکا دیا ہے یہ بات سنکر بڈھے نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اے جوان میرا احوال
کچھ نہ پوچھ اور جو پوچھتا ہی تو میری غور کر اس شرط پر مین تجھے کہتا ہون حاتم نے کہا کہ مین نے
قبول کیا اُسنے کہا کہ مین احمد سوداگر ہون جسوقت مین پیدا ہوا تھا اوسوقت یہ ملک میرے باپ کے
نام سے آباد کیا تھا جب بڑا ہوا باپ مجھکو اس شہر مین چھوڑ کر کسی ملک مین
تجارت کے واسطے گیا مین نہایت فضول خرچ تھا جو زر و جواہر مال و متاع باپ نے
مجھکو گذران کے واسطے دیا تھا مین نے تھوڑے عرصہ مین اُڑا دیا محتاج ہوگیا افلاس
غالب آیا اور میرا باپ اُسی سفر مین مر گیا کچھ کرا گرایا مال میرے ہاتھ لگا چند روز کے
بعد مین نے بازار مین ایک جوان کو دیکھا یہ کہتا ہے جس کا زر و جواہر مال و متاع یا اسباب
کھو گیا ہو خواہ زمین مین گاڑ کر بھول گیا ہو مین اپنے علم سے نکال دیتا ہون لیکن اس
شرط پر کہ چوتھا حصہ مجھکو دے مین نے اس کی بات مان لی اور اوسکو اپنے گھر لا کر ہر جگہہ
دکھائی اُسنے جا بجا سے مٹی اُٹھا کر سونگھی اور پیمایش کی آخر ایک کونے کو کھدوایا
وہان زر و جواہر بیشمار نکلا مین چوتھائی دینے مین حیلہ کرنے لگا اور اپنے اقرار
سے پھر گیا تھوڑا سا اوٹھا کر اوسکے آگے رکھدیا اُسنے کہا کہ مین ہی اپنا چوتھائی حصہ
لونگا اس بات مین برہم ہوا اور طمانچے مار کر اُسے باہر کر دیا وہ میری جان کو روتا پیٹتا
چلا گیا کئی دن کے بعد پھر آیا اور مجھسے دوستی پیدا کی بلکہ یار غار ہو کر ایکدن کہنے لگا
جو کچھ زمین مین گڑا ہوا ہے مجھے سب نظر آتا ہے مین نے اوس سے پوچھا کہ یہ کیا

علم سے مین بھی کسی طرح سیکھہ لونگا اس نے کہا بہت آسان ہے وہ ایک سرمہ کی ترکیب
ہے کہ اُسے بنا کر جو کوئی آنکھون مین لگاوے جتنا مال کہ چھپا ہوا ہے نظر آنے لگے مین نے
کہا اگر تو بہتری آنکھون مین ایسا سرمہ لگاوے اور مال مجھے نظر آنے لگے تو آدھا تیرا اس
نے کہا بہتر تو میرے ساتھ جنگل مین چل مین تیری آنکھون مین ایک سلائی پھیر دون
مین اسکے ساتھ اس جنگل مین آیا اور اس پنجرے کو دیکھکر حیران ہوکر پوچھنے لگا کہ یہ کیا ایسا
ہے اُسنے کہا مین نہین جانتا یہ کہکر وہ اس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنی بغل سے سرمہ کی
ڈبیہ نکال کر ایک ایک سلائی میری آنکھون مین پھیر دی فی الفور مین اندھا ہو گیا
مین نے اس سے کہنے لگا کہ وائے تو نے یہ کیا کیا مجھے اندھا کیا وہ بولا جو لوبھیون اور بدظنون
کی یہی سزا ہے اگر آنکھون کی بصارت چاہتا ہے تو اس پنجرے مین بیٹھ رہ اور یہ سخن کہا کر
کہ کسی سے بدی نہ کیجیو اگر کریگا تو وہی پاویگا مین نے پھر پوچھا کہ سچ کہہ کہ میری آنکھون کا
کیا علاج ہے اُسنے کہا کہ ایک مدت کے بعد جوان حق پرست ادھر آویگا تو اس سے
اپنا احوال کہنا وہ کہین سے نور ریز گھاس لاکر اسکا پانی تیری آنکھون مین ٹپکاویگا
تیری آنکھین جیسی تہین ویسی ہی ہوجاینگی اسی امید پر تیس برس سے اس پنجرے
مین بیٹھا ہوا اسکی راہ دیکھتا ہون اور کبھی جو اس سے نکلتا ہون تو تمام بدن ہڈی
سے لیکر میرا گوشت تک گوشت سے لیکر پوست تک درد کرتا ہے بیتاب ہوکر پھر اسی مین
آ بیٹھتا ہون اور آہ سرد کھینچکر یہی سخن کہتا ہون اسی صورت سے بہت آئے اور پوچھ
پوچھکر چلے گئے پر کوئی میری داد کو نہ پہونچا اور کسی نے اسکی تدبیر نہ کی حاتم نے کہا تو
خاطر جمع رکھ یہ کام مین کرونگا اتنے مین وہ پری زاد جو حاتم کو یہان پہنچا کے کوہ القا
ف کو گئے تھے پھر آئے الکن پری کو دیکھتے ہی انپر جھنجھلائی اور کہنے لگی کہ جب وہ اس کام سے
فراغت پاتا تب اُسکے گھر پہنچا کے یہان آتے اب یہین تمہارے لیے خیر ہے اُسکو
اُسکے گھر پہنچا کر یہان آؤ نہین تو برے طرح پیش آؤنگی وہ اس بات کے سنتے ہی
دوڑے اور حاتم کے پاس آکر موجود ہوئے پھر اپنی سرگذشت بیان کی اور پوچھا کہ آ
آپکا قصد کدھر کا ہے اُسنے کہا جہان نور ریز گھاس ہے وہان جانا چاہتا ہون وہ بولے کہ ہم

تو اس جنگل کے قریب پہنچا دینگے اور دور سے بتا دینگے لیکن وہان جا نسکوگے اگر سلامت
پہرو گے تو تمہین تمہارے شہر پہونچا دینگے ہمنین تو جو تم پر گذریگی ملک سے غرض کہ دینگی حاتم
نے پوچہا کہ اسکا کیا سبب ہے اُنہون نے کہا کہ صاحب ہوتے ہی وہ گہاس زمین سے
نکلتی ہے اس جنگل کے تمام پہول چراغ کے مانند روشن ہو جاتے ہین اور ہزارون جانور
انواع اور اقسام کے اسکے گرد جمع ہوتے ہین اسواسطے وہان کسیکا گذر نہین ہے حاتم نے
کہا بارے دیکہون قسمت مین کیا ہے تب ایک پریزاد نے حاتم کا ہی بیڑا لیا اور
اور باقی ساتہ ہولیے حاصل یہ ہے کہ ساتوین دن اُس جنگل کے قریب جا پہونچے
ایک میدان وسیع نظر آیا حاتم نے پوچہا وہ گہاس کہان ہے وہ بولے کہ اسکے اوگنے کا
وقت پہنچا ہے دو چار ہی روز مین نکلیگی حاتم اور پریزاد کئی دن اُس جنگل مین باہم رہے اور
ہر قسم کے میوے کہایا کئے کہ ایکدن وہ گہاس زمین سے نمودار ہوئی جہانتک پہول تہے
چراغون کی روشنی ہوگئی سارا جنگل خوشبو سے مہک گیا ہر قسم کے جانور آکر اُسکے گرد
جمع ہوے اور ایک حلقہ باندہکر کہڑے رہے حاتم نے پریزادون سے کہا کہ تم یہین رہین
توکل بخدا جاتا ہون آگے جو مرضی اسکی یہ کہکر وہ [illegible] مین گیا اور اس جنگل مین
جاکر دو تین پتی گہاس کی اور کئی پتیان پہولونکی لیکر خیریت سے آیا پریزاد دیکہکر
حیران رہگئے کہ عجب طرحکا آدم زاد ہے کہ اسکا ثانی دیکہا نہ سُنا غرض پہر اسیطرح سے حاتم
کو اس بڈہے کے پاس پہنچایا اور وہ اسی حالت مین پڑا تہا اتنے مین حاتم نے پکارکے
کہا کہ اے پیرمرد مین وہ گہاس لے آیا بڈہے نے کہا مرحبا اب لازم ہے کہ تو اپنے
ہاتہون سے اس کو ملکر دو تین قطرے میری آنکہون مین ٹپکادے حاتم نے وہی کیا پہلے
تو اُسکی آنکہین اُبل آئین پہر نیلگون ہوگئین آخر پانی سوکہہ گیا اور کٹورا سی ہوگئین وہ
حاتم کے پانو پر گر پڑا اور عذر کرنے لگا اسنے بہی اسے گلے لگا لیا اور کہا بہائی از بہر
خدا کیا کہتا ہے مین نے خدا کی راہ مین کمر باندہی ہے جو کام میرے ہاتہ سے نکلتا ہے
مین اُسے غنیمت جانتا ہون اور اپنی سعادت سمجہتا ہون پیرمرد نے کہا اگر تو اے مرد
میرے گہر مین بہت سا زر و جواہر ہے تو وہان چل [illegible]

لے حاتم نے کہا مجھے ہرگز زر و جواہر درکار نہین خدا کے فضل سے میرے گھر مین بھی بلشمار ہے اسکو خدا کی راہ مین خرچ کرتا ہون تیرا مال لیکر کیا کرون یہ کہکر وہ پیرمرد سے رخصت ہوا اور پیر بزادون کے کندہے پیر سوار ہوکر دس روز کے بعد شہر شاہ آباد مین آیا تب تو پر بزادون نے کہا خداوند آپ اپنی مہر سے ایک رسید لکھدیجئے کہ ہم بادشاہزادی کو دین کہ انکی دلجمعی ہو حاتم نے ایک رسید اپنے حال سمیت لکھکر انکے حوالے کی وہ ادہر اٹھے یہ شہر مین داخل ہوکر کاروانسرا مین آیا اور منیر شامی سے ملاقات کرکے نہایت خوش ہوا وہ چار گھڑی کے بعد دونون متفق ہوکر حسن بانو کے گھر آئے وہ ایک مکان پاکیزہ مین پردے پر تکلف ڈالکر بیٹھی اور اُن کو باہر چوکیون پر بعزت تمام بٹھایا اور حال پوچھا حاتم نے تمام و کمال بیان کیا حسن بانو نے اِن کی ضیافت کی تیاری کی دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چنوادیئے اور قسم قسم کے میوے رکھوادیئے ہنسی خوشی دونون نے نوش جان کیا اور رات کی رات وہین آرام فرمایا صبح کو حاتم نے پوچھا کہ اے حسن بانو اب کون سا مطلب ہے اُسنے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ سچے کو ہمیشہ راحت ہے وہ کیا سچ بولا اور کیا راحت پائی ہے اسکی خبر لا حاتم نے کہا تم جانتی ہو وہ کس طرف ہے حسن بانو بولی کہ مین نے اپنی دائی سے سنا ہے کہ وہ شہر خوارزم مین ہے پر یہ نہین جانتی کہ وہ کس طرف کو ہے حاتم نے کہا خیر خدا یہ بھی مشکل آسان کرے گا

چوتھا سوال حاتم کے جانے کا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ سچے کو ہمیشہ راحت ہی

القصہ حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا اور شہر سے باہر نکلا کئی منزلون کے بعد ایک دامن کوہ مین جا پہونچا وہان کیا دیکھتا ہے کہ دریا ئے عظیم لہو سے بھرا ہوا نہایت زور و شور سے بہ رہا ہی اسکو دیکھکے متفکر ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ مین نے کبھی لال پانی کا دریا نہین دیکھا اسکو دریافت کیا چاہئے کہ یہ کس طرف سے آتا ہے اور اسکے بہنے کا

کیا سبب ہے یہ ارادہ کرکے اسطرف سے روانہ ہوا جنگل میں ایک درخت عالی شان
سامنے سے نظر پڑا جب اسکے پاس پہونچا دیکھا کہ اسکی ہر ایک [illegible]
کے سر کٹکر لٹکتے ہیں اور اسکے نیچے ایک [illegible]
ہے اور اسکا پانی جنگل کیطرف بہا جاتا [illegible]
[illegible]
[illegible] ہیں اور ان سے لہو [illegible] تالاب [illegible]
خون [illegible]
[illegible] اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا اپنے جی میں
کہنے لگا کہ اس بات کو بھی دریافت کیجئے کیونکہ معلوم کرونگا اب لازم ہے کہ تھوڑے
دن یہاں رہئے اور اس حال کو بخوبی دریافت کیجے یہ کیا اسرار ہے اسی فکر میں
تمام دن رہا اتنے میں رات ہو گئی یہ کونے میں چھپ رہا ناگاہ سر ٹہنیون سے تالاب
میں گر پڑے اور حاتم اس تالاب کیطرف دیکھتا تھا کہ ایک فرشگاہ نہایت پاکیزہ تھی
اوسپر فرش شاہانہ لاکر بچھایا اور ایک تخت زرین بھی وہان پر تکلف ایک قرینہ سے
رکھدیا کئی گھڑی کے بعد کئی پریان نازنین تھین انمین ایک پریزاد نہایت نکیلی
چھبیلی ہوشربا ماہ لقا تھی آتے ہی ناز و ادا سے اوس تخت پر بیٹھ گئی حاتم
نے جو غور کرکے دیکھا معلوم کیا کہ یہ وہی سر ہے جو سب سے اونچا تھا پر کتنی پریان
اوسکے گرد کرسیون پر بیٹھ گئیں اور کتنی ہاتھ باندھکر باادب کھڑی ہوئیں اتنے
میں طائفہ ساز ملاکر کھڑا ہوا اور اس تخت کے سامنے ناچنے لگا حاتم تاک لگائے
دیکھتا تھا اور فکر کرتا تھا کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے جب آدھی رات گئی
دسترخوان شاہانہ بچھا اور اقسام اقسام کے کھانے پاکیزہ لطیف اوسپر چنے گئے پس
تخت نشین نے ایک خواص سے کہا کہ اس مسافر کو بھی کھانا کھلا دو وہ خوان تیار کرکے
لیکر حاتم کے پاس لے گئی اور کہنے لگی کہ ہمارے سردار نے تجھے بھیجا
ہے حاتم نے کہا تیرا نام کیا ہے اور تیرے سردار کا کیا نام ہے وہ بولی کہ

تجھے میرے نام سے کیا کام ہے اگر بھوکا ہے تو کھانا کھا حاتم بولا جب تک تو اپنا
نام اور اپنے سردار کا نام نہ بتائیگی ہرگز نہ کھاؤنگا یہ بات سنکر وہ نازنین پھر
آئی اور ملکہ سے عرض کرنے لگی کہ وہ مسافر کھانا نہین کھاتا اور کہتا ہے کہ جبتک
تو اپنا نام اور اپنے سردار کا نام اور اس جماعت کا احوال جو اس تالاب سے نکلی ہے
ظاہر نکریگی کچھہ نہ کھاؤنگا ملکہ نے کہا تو کہہ کہ پہلے کھانا کھا تو پھر کہونگی جب وہ کھانا
کھا چکے کیو آج نہین کل وہ حاتم کے پاس آئی اور جو سکھایا تھا عمل مین لائی غرضکہ
حاتم نے چاہا کہ اسکا ہاتھہ پکڑے وہ بھاگ کر تالاب مین گر پڑی اور ملکہ کے پاس جا کھڑی
ہوئی اور شہزادی تمام رات ناچ راگ مین مشغول رہی جب صبح ہوئی سب تالاب مین
کود پڑین ایک ساعت مین کئی سر اوپر تیر آئے اور آپ ہی آپ تالاب سے اچھلکر درخت کی
ڈالیون مین لٹک گئے اور وہ سر بدستور رہے اور نچا جا لٹکا یہ سب ہنس پڑے حاتم بھی
اس کونے سے دیکھتا تھا لیکن سردار کے سر سے ٹکٹکی لگائے تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اگر یہ بید
پاؤن تو اس نازنین سے خوش ہو کر نکاح کرون اور کہتا تھا یا الہی یہ کیا اسرار ہے کہ
راتکو جیتے ہین اور دن کو اس درخت مین لٹک جاتے ہین شاید یہ کام جادو کے سبب یا
طلسم سے ہوتا ہو انہین سوچون مین دن آخر ہوا اور شام ہوئی رات کے وقت سب تالاب
مین گرے اور پھر بدستور سابق فرش بچھا اور مجلس آراستہ ہوئی ناچ رنگ ہونے لگا اور
حاتم منتظر تھا کہ آج وہ وعدہ وفا کرتی ہے یا نہین جب دسترخوان بچھا شہزادی نے
ایک پری کے ہاتھہ کھانا حاتم کو بھجوایا وہ دیکھتے ہی کہنے لگا کہ اے پری تو نے کہا تھا
کہ مین کل آکر کہونگی اپنا وعدہ وفا کر مین کئی دن کا بھوکا ہون کھانا کھاؤ
اوسنے یہ ماجرا جا کر ملکہ سے عرض کیا اسنے کہا تو جا کر یہ کہہ جب تو ملکہ کے حضور مین
آئیگا اوسوقت یہ بھید کھل جائیگا لیکن پہلے کھانا کھا اوسکے بعد میرے ساتھہ چل
حاتم نے یہ بات سنکر کھانا کھایا اور اسکے ساتھہ ہو لیا حاتم نے جو آنکھین بند کرکے
غوطہ مارا اور زمین کی تہ کو اسکے پیر لگے تو آنکھین کھولکر دیکھا نہ وہ تالاب ہے نہ
وہ درخت آپ ایک جنگل مین کھڑا ہوا ہے آہین سرد بھر کر رونے لگا اسی حالتین

سات دن گذر گئے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام بحکم خدا سبز کپڑے پہنے ہاتھ مین عصا
لئے نمودار ہوے حاتم دیکھتے ہی کہنے لگا پیرو مرشد یہ کونسا مکان ہی کہا یہ صحرائے
خبر پرش ہے تونے فلانے تالاب مین فلان پری کے ساتھ غوطہ مارا تھا وہ بالا
کی بنا ہے اسکا یہی اثر ہے جو آدمی اسمین غوطہ مارے یہان آ نکلے چنانچہ وہ مکان اس
جگہہ سے تین سو کوس ہے یہ بات سنتے ہی حاتم خاک پر گر پڑا اور رو کر کہنے لگا ہی ہی
یہ میرے دل کو کیا ہوگا اور کیونکر مین وہان پہونچونگا اگر میری مراد نہ ملیگی تو تڑپ تڑپ
مین مر جاؤنگا خواجہ نے پوچھا کہ تیری کیا مراد ہے اوسنے کہا جس جگہہ تھا وہین
جا پہنچون انہون نے کہا میرا عصا پکڑ اور آنکھین بند کر انکے کہنے کے موافق کیا
ایک دم مین وہان جا پہونچا اوسنے اپنی آنکھین کھولکر دیکھا وہی جنگل ہے اور
وہی سر جوڑا یون پر لٹکتے ہین بے اختیار اس درخت کے پاس گیا اور اوپر کو چڑہنے
کا قصد کیا وہ درخت ہلنے لگا حاتم اسکی جڑ سے لپٹ گیا وہ اسیطرح ہلتا رہا جو ذرا
وہان سے ہٹا ایک تڑاقے کی آواز آئی درخت بیچ سے پھٹ گیا اور حاتم اسمین سما
گیا اور جب اسنے دیکھا کہ کچھہ بس نہین ہو سکتا حیران ہوا اور ڈرا کہ یہ کیا آفت ہے ایک
مرتبہ تو مین اسکے لئے تالاب مین گرا تو اس مصیبت مین پڑا جو درخت پر چڑہنے کا قصد
کیا تو یون پھنسا جتنا زور کرتا ہون کہ اوپر آؤن نیچے ہی چلا جاتا ہون آخر اسکا بدن
سب درخت کے اندر چھپ گیا فقط آنکھین باہر رہگئین اسوقت حضرت خضر
علیہ السلام پھر پہنچے اور کہنے لگے کہ اے جوان اپنے تئین کیون بلا مین ڈالتا
ہے شاید زندگی سے سیر ہو چکا ہے حاتم کا حال تنگ تھا کچھہ نہ بولا تب خواجہ
خضر علیہ السلام نے رحم کہا کر ایک عصا اوس درخت پر مارا کہ وہ موم کیطرح ہو گیا
حاتم نکل آیا پریشان تھا تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا حضرت خضر علیہ السلام
نے فرمایا اے حاتم کیون اپنے اوپر رنج اوٹھاتا ہے اور آپکو مصیبت مین ڈالتا ہی
تجکو ان سے کیا مدعا ہے اسنے کہا کسی صورت سے ان کا حال دریافت کرون خواجہ
نے فرمایا کہ سردار شاہ اچھا جادوگر کی بیٹی ہے اور اوسکے مکان کا نام کوہ احمر ہے

ایک دن اس لڑکی نے اپنے باپ سے خاوند کرنے کا ذکر کیا تھا کہ بابا جان اب مین جوان ہوئی میری شادی کردو اس بات کو سنکر وہ غضبناک ہوا اس لڑکی کو اس فریب سے طلسم کے دریا مین ڈالدیا ہے اور یہ تالاب اور درخت جادو کا ہے اور یہ جو سب کے سرون سے اوپر لٹکتا ہے اسکا نام زرین پوش ہے اور کوہ جادو وہان سے کوس بھر ہے جادو کے زور سے ایک ہی دن مین جاتی ہے اور شام [illegible] جادوگر [illegible] جیتا رہیگا اسکو نہ بیاہیگا اور یہ اسی حالت مین گرفتار رہیگی کسیکے ہاتھ نہ لگیگی یہ سنکر حاتم نے کہا معلوم ہوا میری قسمت مین ایسی جگہہ مرنا ہے خدا نے مجھے یہان پہونچایا ہے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ جو تو اسکی بیٹی کی چاہ رکھتا ہے تو آپ سے آپکو بلا مین ڈالتا ہے اس سے بہتر ہے کہ اسکا خیال چھوڑدے حاتم نے کہا مین اپنی جان سے ہاتھ دہو چکا ہون جو ہونی ہو سو ہو جبتک تن مین [illegible] میرے ہاتھ لگیگی مین اس بات سے باز نہ آؤنگا خواجہ خضر علیہ السلام نے کہا آخر اے جوان تیری آرزو کیا ہے اسنے کہا پیر و مرشد میرا مطلب یہ ہے کہ اس درخت پر چڑھ جاؤن اور انکے برابر ہو کر ہمکلام ہون حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا اے عزیز دیدہ و دانستہ آپکو بلا مین ڈالتا ہے کیا فایدہ باز آ حاتم نے عرض کی کہ مجھکو اسی مین نفع ہے کہ ایکدم ان سے جدا نہون اور جو روز ازل سے میری قسمت مین [illegible] لکھی ہے تو بیشک ہوویگا اس بات کو سنکر خواجہ خضر علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھا درخت پر مارا اور اسم اعظم پڑھکر فرمایا کہ اب اس درخت پر چڑھ جا یہ کہکر آپ اسکی نظرون سے غائب ہوگئے حاتم وہین درخت پر چڑھ گیا جب وہ ان کے سر کے برابر پہنچا اسکا سر بھی اونہین کے سرون کے برابر لٹکنے لگا اور درخت تالاب مین گرکر ڈوب گیا آسمان سے ایک غوغا اٹھا اور ایک شور زمین سے بلند ہوا جیسے آفتاب چھپا اور رات ہوگئی وہ سب کے سب حاتم کے سمیت اس تالاب مین گر پڑے اور [illegible] جمع ہوکر [illegible] پھر ملکہ جی بیٹی اور حاتم دست بستہ کھڑے [illegible] بیہوش [illegible]

زرین پوش نے کہا اے جوان سچ کہہ کہ تو کون ہے [illegible] آیا ہے اپنے
کہا میں بھی شہر کے شاہزادوں سے ہوں اور [illegible] نکلا ہوں [illegible] نے
اُسکے طرز کلام سے معلوم کیا کہ مجھپر عاشق ہوا [illegible]
رنگ بہت مشغول ہوئی جب آدھی رات [illegible]
اقسام کے کھانے لذیذ اشیرین [illegible]
ستھرے ستھرے کھانے [illegible]
کھانا پانی پی عالم کھانا کھانے لگا [illegible]
ہوں اور کہاں جاؤنگا جب کھانے سے [illegible]
پھر بھی عالم رہا جب صبح ہوئی سب [illegible]
اپنی صورت کے جا شکے اور وہ پتھر ایسکے تالاب میں غرق ہو گئے اور اسی طرح کئی روز
گذرے ایک روز حضرت خواجہ خضر علیہ السلام پھر اسکی مدد کو پہنچے اور اسکے
پھر کو اپنے عصا سے اوتارا اور پتھر کو تالاب سے اٹھالا پھر یہاں تک اسم اعظم
پڑھا کہ اسمیں جان آئی اور بھا وہ دور ہوا اسنے آنکھیں کھولکر دیکھا
کہ ایک بزرگ ہاتھ میں عصا لیے [illegible] کھڑا ہے اور پاؤں پر گر پڑا
اور کہا حضرت سلامت [illegible] فرمایا کہ
جوان تو ابتک کہاں تھا وہ بولا کہ میں [illegible]
میں مشغول تھا خواجہ خضر علیہ السلام نے پوچھا کہ [illegible]
دل میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اسم اعظم سکھا کر کہا اب کوہ احمر کیطرف جا اور دل مین کچھ اندیشہ لا وہ بولا کیونکر
جاؤن خواجہ نے کہا کہ تو میرا عصا پکڑ اور اپنی آنکھین بند کر اُسنے ایسا ہی کیا ایکدم مین
اُسکا پاؤن زمین پر جا لگا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ پڑی مگر ایک پہاڑ
عظیم الشان اور اُسپر لالہ بے موسم پھولا ہوا دیکھا خوش ہوکر اوپر چڑہنے لگا قدم رکھتے ہی
پتھر نے اُسکے پاؤن ایسے پکڑے کہ اوٹھنا محال ہو گیا جب عاجز ہوا دل مین کہنے لگا اب
اسم اعظم پڑہنا چاہیے پڑہتے ہی اُسکے پاؤن پتھر سے چھوٹ گئے تب معلوم ہوا کوہ احمر
یہی ہے پھر تو اسم اعظم پڑہتا ہوا چڑہ گیا اتنے مین ایک میدان نظر آیا آگے بڑہا ایک
چشمہ دیکھا اور بہت سے درخت میوہ دار کہ کبھی نہ دیکھے تھے نظر پڑی حاتم نے کپڑے اُتار کر
اوسمین غسل کیا پھر لباس پاکیزہ پہن اسم اعظم پڑہنے لگا اسکی برکت سے
تمام جانور جادو کے کیا درندے کیا پرندے سب بھاگ گئے یہ خبر شام احمر کو
پہونچی کہ سب جانور بھاگے ہوے چلے آتے ہین اُسنے نجوم کی کتاب دیکھی معلوم
کیا کہ ایک دن حاتم طائی اس پہاڑ پر آئیگا اور تمام جادو ہمارا باطل کریگا یہ
وہی ہے جو وہان چشمہ پر بیٹھا ہوا اسم اعظم پڑہتا ہے اور کوئی سحر اس اسم کے پڑہنے والے کو
اثر نہین کرتا کیا تدبیر کیجیے کہ اسم وہ بھول جائے یہ سوچکر منتر پڑہا اور چارون طرف
پھونکا کہ غٹ کا غٹ پریون کا نمودار ہوا ان مین سے ایک پری ملکہ زرین پوش
کی صورت بنی صراحی اور پیالہ ہاتھ مین لیے دکھائی دی تب شام احمر جادو نے
کہا کہ حاتم کو شراب پلا کر کام تمام کر وہ صورت سب پریون سمیت اُس چشمہ پر
جا بیٹھی حاتم دیکھکر حیران ہوا کہ یہ تو سب اُس درخت مین لٹکتی تھین یہان کیونکر
آئین یہ دل مین سوچا کہ اسکے ماں باپ کا مکان ہے آنکلی ہونگی اتنے مین ملکہ
زرین پوش کیصورت حاتم کے پاس آئی اور کہنے لگی اے حاتم تو نے رنج و تعب بہت
کھینچے ہین آج میرے باپ نے مجھے باغکی سیر کو بھیجا یا تجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی یہ کہہ کر
اُسکے پہلو مین جا بیٹھی حاتم نے اوسکی صحبت غنیمت جانی اور شراب کا پیالہ پیا وہ محبوبہ
وہین شام احمر کیصورت ہوکر پکڑ کے لیگئی اُسنے حاتم کی صورت دیکھکر سر نیچا کر لیا اور دل

مین کہا کہ ایسے جوان کو مارنا محض نادانی ہے لیکن یہ دشمن ہے اسے کچھ سزا دیا چاہیے
نوکرون کو فرمایا اسے چاہ آتشین مین ڈال دو اُسکے چاکرون نے حاتم کو اُسیوقت کنوئین
مین ڈال دیا اور ہزار من کی ایک سل لوہے کی لال کرکے اسکے منہ پر ڈھانک دی غرض
حاتم غلطان و پیچان چلا جاتا تھا اور مہرہ خرس کی بیٹی کا جو اُسکے منہ مین تھا کنوئین مین
سل سمیت دم بدم سرد ہوتا جاتا تھا القصہ شاہ احمر کے لوگون نے حاتم کو کہا کہ وہ چاہ آتشین
مین جلکر خاک سیاہ ہو گیا تب اوسنے نجوم کی کتاب دیکھکر معلوم کیا کہ یہ جوان حاتم ایک
مہرہ کے سبب صحیح و سلامت ہی پھر سوچنے لگا وہ مہرہ اُس سے کسی طرح لیا چاہیے
جب تک وہ مہرہ اُسکے پاس ہے اُسے کچھ آفت نہ پہنچے گی مگر مشکل یہ ہے کہ زور سے ہاتھ
نہین لگ سکتا مگر وہ آپ سے دیوے یہ اندیشہ کر فرمایا نوکرون سے کہا جلد اُسے
نکال کر اسی چشمہ پر پہنچا دو وہ پہنچا آئے حاتم نے آتے ہی غسل کیا سجدۂ شکر
بجالایا شاہ احمر جادو نے منتر پڑھا اسی ساعت مین وہی نازنین ملکہ زرین پوش کی
صورت بنکر حاتم کے سامنے آئی ملکہ کی صورت دیکھتے ہی قدم پکڑ لیا اسنے کہا اے حاتم اب
مین تیرے پاس نہ بیٹھونگی دور سے دیدار دیکھونگی اس روز جب مین تیرے پاس بیٹھی تھی
تو میرے باپ نے سیاہ دیو بھیجکر پکڑ منگوایا خدا نے تجھے اس بلا سے نجات دی مبادا
مین تیرے پاس بیٹھون اور پھر یا بلا جان تن مین حاتم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور بٹھا لیا تب وہ
نازنین نازو ادا سے کہنے لگی کہ اے حاتم تو مجھے سچ مچ چاہتا ہے اُسنے کہا جان و دل
سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہون وہ بولی ایک چیز مین تجھسے مانگون اگر دے تو جانون
کہ عاشق صادق ہے اُسنے کہا مین تو مفلس ہون یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ خرس کی بیٹی کا
مہرہ چاہتی ہون حاتم نے کہا کیونکر معلوم ہوا وہ مہرہ میرے پاس ہے وہ بولی کہ میرے
باپ نے نجوم کی راہ سے بتلایا ہے حاتم چاہتا تھا کہ اُس مہرہ کو نکال کر حوالے
کرے کہ ایک پیرمرد نے داہنی طرف سے ڈانٹا کہ اے نادان کیا کرتا ہے
تو پشیمان ہوگا بلکہ جان بھی جاتی رہیگی یہ بات سنکر حاتم نے کہا اے
بزرگ تو کون ہے جو کار خیر سے باز رکھتا ہے یہ مہرہ میرے کس کام کا ہے محبوبہ کو

مین نے وہ مثل مشہور ہے وہی ہوا جو سحر سے چڑہا ہے اور سنے کہا مین بھی ہر وہون
جسنے کچھ اسم اعظم سیکھا تہا پایا حاتم اٹھکر اُن کے پاؤن پر گر پڑا اور کہا یا حضرت مین
ناشنیون کو پہچانا نہ تہا آپ کی توجہ سے ہاتھ لگی حضرت نے فرمایا اچھا اور ان پر کیا تہا ہو ہرگز
اس بات کا خیال [illegible] زمین پر [illegible] ان سے [illegible]
شام احمر [illegible] اور اسی بہانے ہاتھ سے پیالہ لیا [illegible]
مین [illegible] اسم اعظم پڑہکر [illegible] زمین پر [illegible]
اور اگر [illegible] اُن کے قدم چوم لیے اور [illegible]
[illegible] اسم اعظم پڑہنا شروع کیا [illegible]
لگا اور [illegible] شام احمر جادوگر [illegible] سب صورتین [illegible]
[illegible] یہی جادو کے زور سے اسنے شیطان کو بلوایا اور نہایت
تعظیم و تکریم کرکے اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ مین حاتم کے ہاتھ سے نہایت عاجز
ہون [illegible] کیا کرون ابلیس نے کہا اے شام احمر ابھی عمر اسکی
بہت باقی ہے وہ کب کسی سے مارا جاتا ہے اور کب کسیکا فریب کہاتا ہے
بہتر یہ ہے کہ اپنی بیٹی اُسے بیاہ دے وہ بولا اُسنے بہت سی صورتین ہماری جلاکر خاک
کردین اس بات کا امیدوار ہون کہ اپنی دستگیری سے اسم اعظم کو [illegible]
انکو کچھ نہین کرسکتا کیونکہ حضرت خواجہ خضر اسکی حفاظت اور مدد کو واسطے حق تعالے
کی طرف سے معین ہین وہ اسم اعظم نہین بہول سکتا اور [illegible]
اپنے دل سے بہلادون مگر اتنا ہوسکتا ہے کہ وہ غافل ہوجاوے اور قتل ہو یہ بات
سنتے ہی شام احمر جادو بہت خوش ہوا اسکے پاؤن پر گر پڑا شیطان وہان سے
غائب ہوگیا اور حاتم کو غفلت مین ڈالکر محتلم کردیا وہ گہبراکر چونک پڑا اور آپ کو
ناپاک دیکہکر غسل کا قصد کیا ادہر جادوگر گہات مین لگ رہا تہا قابو پاکر منتر پڑہنے
لگا پہر وہ پیاد زمین سے پیدا ہوا اور حاتم کی طرف دوڑا حاتم کو احتلام کا وسوسہ
تہا کہ اس سے کیونکر لڑون ایسا نہو کہ مارا جاؤن اتنے مین وہ آپہنچا اور اسکو پکڑکر شام احمر کے

پاس لیگیا اسے دیکھکر بولا کہ اسے مارنا صلاح نہین کیونکہ وہ مہرہ ضائع ہوجائیگا جبتک
یہ اپنی خوشی سے نہ دے طوق و زنجیر پہنا کر دو ہزاری ستونون مین کسدو اور سر و منہ
اُسکا کالا کر دو چنانچہ اُسکے فرمانبردارون نے ویسا ہی کیا حاتم اپنے آپکو گرفتار دیکھکر
خداوند کریم کی درگاہ مین گریہ و زاری کرنے لگا کہ الٰہی تیرے سوا اس وقت کوئی
نہین اور شام احمر جادو نے اپنے جادوگرون سے کہا کہ تم اسکے گرد بیٹھو اور باری باری
چوکی پہرہ دو وہ اُسکا کہنا بجا لائے غرض سات رات دن یونہی چوکی پہرا آیا گیا
جب حاتم پیاس سے نہایت بیقرار ہوا اتنے مین شام احمر آیا اور کہنے لگا اے حاتم اب کیا
احوال ہے اُسنے جواب دیا ظاہر ہے اُسنے کہا اگر مہرہ دیدے تو مین تجھے ابھی چھوڑ
دون حاتم بولا اپنی بیٹی میرے ساتھ بیاہ دے تو ابھی دیتا ہون اسبات کو سنکر نہایت غصہ ہوا
اور مسند سے اوٹھکر جادوگرون سے ارشاد کیا کہ تم اسپر پتھرونکو برساؤ کہ سر اسکا پاش پاش
ہوجاے جادوگر پتھر ہاتھون مین لیکر حاتم کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنی جان
پر رحم کر اور مہرہ ڈالدے ورنہ تیرا سر پتھرون سے پاش پاش ہوجائیگا جادوگر
ہاتھون مین پتھر لیکر مستعد ہوے حاتم نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ سحر اُسکا بیکار کرونگا اور
اسکی بیٹی کو اپنی خدمت مین لونگا یہ بات سنکر وہ جادوگر غصہ ہوئے اور پتھرون کا مینہ برسایا
یہانتک کہ حاتم اوسمین چھپ گیا جادوگرون نے اپنے سردار سے جاکر کہا کہ حاتم مرگیا اسنے
کہا کہ غلط کہتے ہو وہ جیتا ہے اُنھون نے کہا کہ اگر آہنی تن ہوتا تو بھی خاک سیاہ ہوجاتا
یہ تو آدمی تھا کیونکر بچا ہوگا احمر جادوگر نے کہا کہ اگر تمکو باور نہو تو پتھرون کو سرکا کر
دیکھ لو کچھ آسیب نہین ہوا ہوگا جادوگرون نے جو دیکھا سلامت پایا جھلا کر پھر پتھر برسانے لگے
کہ اس پہاڑ سے دونا ہو گیا پھر پتھرون کو سرکا کر دیکھا تو اسے کچھ ضرر نہ تھا غرض اسی
طرح گذر گئی تب احمر جادوگر نے ناچار ہوکر اسسے کہا کہ تم مہرہ دو اسیطرح پتھر مارا اور آپ عیش و عشرت
مین مشغول ہوا جب حاتم بھوک پیاس سے عاجز ہو کر مرنے لگا چوکیدارون سے کہا اے یارو اس مہرہ کا خواص
دیکھا یہ ایسا ہو کہ جسکے باعث نہ آگ مین جلتا ہون نہ پتھر سے مرتا ہون جو کوئی مجھکو یہانسے اس تالاب پر
لے جائیگا یہ مہرہ مین اسکو دونگا اونہون نے کہا نہین تیرا مہرہ درکار نہین مگر ایک

لالچی نے اشارہ کیا کہ مین تجھکو اس تالاب پر لیجاؤنگا ذرا رات ہونے دے حاتم نے
اشارہ کیا یہ مہرہ تجھکو دونگا جب آدھی رات ہو گئی سب کے سب سو رہے مگر ایک وہی
چوکیدار اس مہرہ کے لالچ سے جاگتا تھا ایکدم کے بعد چپکے سے اوٹھ کر حاتم کے
پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر کہے تو مین تجھے اوس چشمہ پر لیچلون حاتم نے کہا مجھکو چلنے
کی طاقت نہین چلنا تو ایک طرف کیونکر ان پتھرون سے نکلون اوسنے کہا کہ مین جادو کے
ذریعہ سے نکال لیتا ہون اندیشہ نکر یہ کہکر افسون پڑھنے لگا اتنے مین کالا دیو پیدا
ہوا وہی اوٹھا کر حاتم کو تالاب پر پہونچا غائب ہو گیا حاتم نے پہلے کپڑے دہوئے پہر
نہا کر بدن پاک کیا اور تھوڑا پانی پیکر چشمہ سے باہر نکلا کپڑے پہنے جادوگر نے کہا
اے حاتم مین نے تجھکو اس مہرہ کے لالچ مین ان پتھرون سے نکالا اور اس تالاب پر
تجھکو پہنچایا اب تجھکو لازم ہے کہ اپنا وعدہ وفا کرے اور مہرہ مجھے دے حاتم نے
کہا اے عزیز تو نے میرے ساتھ نیکی کی مین بھی تیرے ساتھ سلوک کرونگا لیکن مجھکو
شام احمر کو مارونگا یہ ملک بادشاہت تجھے دونگا اسنے کہا ای حاتم اس مہرہ کے سوا
کوئی چیز جہان کی مجھے درکار نہین اگر دیتا ہے دے حاتم نے کہا یہ مہرہ میرے دوست کی
نشانی ہے کس طرح دون اور تو یہ مہرہ مانگتا ہے کس کام کے لئے اور کسواسطے اسنے کہا کہ اپنے
لئے چاہتا ہے حاتم نے کہا ای نادان اگر خدا کے واسطے مانگتا تو ابھی تیرے حوالے
کر دیتا اوسنے کہا کہ میرا خدا جادو کملاق شام احمر کا استاد ہے تیرے
خدا کے واسطے کیون دون حاتم نے کہا اے بندہ خدا تو بندہ کو خدا کہتا ہے
دور ہو مجکو یقین ہے کہ تو کافر ہے خیر کیا کرون ناچار ہون کہ تو نے مجھپر احسان کیا
ہے اور نیکی کا بدلہ بدی نہین ورنہ تو اپنے کہنے کی سزا پاتا وہ بولا کہ تجھسے مہرہ لینا
کچھ مشکل نہین اگر آپ سے دیتا ہے تو دے نہین تو اس چشمہ مین ایسے
غوطے دونگا کہ تیرا دم نکلجانے گا حاتم بولا کہ ای ملعون نہ بک تو زبردستی
کرتا ہے لیکن حسب وعدہ البتہ مین تجھے دونگا وہ بھی اس شرط پر کہ تو
نیکی پر کمر باندھے اور خدا کو ایک جانے اور جادو کرنا چھوڑ دے اسبات

کو سنکر وہ غصہ ہوا اور افسون پڑھنے لگا اور ادہر حاتم نے اسم اعظم شروع کیا
غرض اُسنے ہر چند منتر پڑھ پڑھ کر پہونکا اثر نہوا اور اسم اعظم کی برکت سے وہ آپ
ہی کانپ کانپ حاتم کے آگے سے بھاگ کر اپنے رفیقوں میں آملا اور جا بجا لکی ہمیشہ
سے بیکار ہو رہا کہ اطلاع نہ ہوا اور حاتم اسی حصے میں چلا بیٹھا اسم اعظم پڑھا کیا آخر کو
صبح ہو گئی سب چوکیدار جاگے ستونوں کو خالی دیکھا حاتم کو نہ پایا ڈرے کہ اب
شاہ احمر ہمکو جیتا نہ چھوڑیگا ناچار سر پر خاک اڑاتے اُسکے پاس آئے اور رونے
لگے خداوند حاتم غائب ہو گیا وہ سنتے ہی غصہ ہوا پہر علم نجوم سے دریافت کیا کہ
حاتم اوسی تالاب پر بیٹھا ہے اور سرتاک چوکیدار نے وہاں تک پہرے کے لالچ
سے پہنچا دیا ہے حکم دیا کہ تم میں سے کوئی جاوے اور سرتاک کو میرے سامنے لاوے
میں اُسے جیتا نہ چھوڑونگا وہ اسکے حکم کے موافق سرتاک کو پکڑنے کو گئے اور وہ اپنی
عیاری سے دریافت کر کے بھاگا اور حاتم کے پاس جاکر کہنے لگا کہ اے حاتم
تیرے سبب سے میری جان جاتی ہے باوجود اسکے میں نے تجھے بڑی ہمین کی
کہ قید سے چھڑایا ہے ایک تو عہدہ ہاتھ لگا دوسرے جان کا خطرہ ہوا حاتم
اسکے احسان پر نظر کر کے شرمندہ ہوا اور خاطرداری سے کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھ
ادہر جب شاہ احمر نے دیکھا سرتاک بھاگ گیا منتر پڑھنے لگا اتنے میں سرتاک کو
ایک شعلہ آگ کا دکھائی دیا چلایا اور پکارا کہ اے حاتم مجھکو بچا نہیں تو جل کر خاک
سیاہ ہو جاؤنگا اُسنے اسم اعظم پڑھکر پہونکا تاثیر نے دم کیا شعلہ بجھ گیا پہر اُس سے کہا کہ تو میرے
پیچھے آ کھڑا ہو اور کچھ خوف نکر سرتاک نے کہا اے حاتم اب میں تیرا ہوں مجھکو شاہ احمر
کے جادو سے بچا حاتم نے فرمایا اُسکی کیا قدرت ہے یہ کہکر حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور اسم
اعظم پڑھتا ہوا شاہ احمر کی طرف چلا اور سرتاک بہی اوسکے ساتھ ہو لیا جب شاہ احمر
جادو نے اپنے علم سے دریافت کیا کہ حاتم اور سرتاک ادہر آتے ہیں اپنا ساتھ
لشکر ساتھ لیکر شہر سے نکلا اور سحر پڑھنے لگا کہ یکایک گھٹا اوٹھی بادل گرجنے لگا
اور بجلی چمکنے لگی سرتاک نے کہا اے حاتم ہوشیار رہ یہ جادو کا اثر ہے اوس نے

اسم اعظم پڑہکر آسمان کیطرف پہونکا یا وہ سب آفتین اسکے لشکر پر پڑین اس سبب سے
شاہ احمر جادو حیران ہوا اور کہنے لگا کہ حاتم بڑا جادوگر ہے کہ جسنے جادو ہمارے سحر کو
رد کیا ہے اتنے مین ایک پہاڑ زمین سے بلند ہوا جب حاتم اور سر تک کے سر تک
پہنچا سر تک نے پکارا کہ حاتم خبردار کہ یہ سحر ہے حاتم نے پہر اسم اعظم پڑہکر دم کیا
وہ پہاڑ مثل سنگریزہ انہین کے لشکر مین جا پڑا دو ہزار جادوگر مر گئے اور ایک بڑا
پتہر شاہ احمر کے سر پر پڑا اگر وہ اپنے جادو کے زور سے بچ گیا پہر حاتم اسم اعظم پڑہتا ہوا
آگے بڑہا شاہ احمر نے جو دیکہا کہ حاتم بے خبر چلا آتا ہے پہر ایک افسون پڑہکر
پہونکا چارون طرف سے اژدہے پیدا ہوے لیکن اسی کے لشکر پر جا کر گر پڑے اور
نگل گئے مگر تین شخص باقی رہے تہے کہ شاہ احمر نے پہر منتر پڑہکر پہونکا اژدہون نے
اگلے ہوؤں کو اوگل دیا یہ حالت دیکہکر تین ہزار جادوگر جان کے خوف سے بہاگے
احمر جادوگر نے ہر چند پکار کر کہا کہ نہ جاؤ اور دلاسے دیئے مگر کسی نے نہ سنا
جب شاہ احمر نے دیکہا کہ جادو کارگر نہین ہوتا ایک جادو ایسا پڑہا کہ وہ سب
اس میدان مین درخت ہوگئے اور آپ اکیلا حاتم کے روبرو آکے سحر پڑہ پڑہ
کے پہونکنے لگا جب دیکہا کہ منتر حاتم پر اثر نہین کرتا ایک منتر پڑہکر
آسمان کیطرف ہوا ہوگیا حاتم نے جو دیکہا کہ شاہ احمر نکلکر اڑا نظرون سے غائب
ہوگیا متفکر ہوا کہ اب کیا کیجیے سر تک بولا کہ وہ اپنے اوستاد کملاق جادو کے
پاس گیا وہ ایسا جادوگر ہے کہ جسنے ایک آسمان چاند سورج ستارون سمیت بنایا ہے
اور ایک پہاڑ کے نیچے ایک شہر عظیم بسایا ہے کہ چالیس ہزار جادوگر اسمین رہتے ہین
اور وہ کہا کرتا ہے کہ مین نے تمکو پیدا کیا ہے خاک اسکے منہ مین کہ خدائی کا دعوے
کرتا ہے اور ایک سال مین ایکبار اسکی خدمت مین جاتے ہین وہ کافر سخت
ساحر ہے اور اسکا مکان یہان سے تین سو کوس پر ہے حاتم نے کہا توبہ کرو خدا واحد
ہے اسکا کوئی شریک نہین اسنے ہر شے کو پیدا کیا ہے اور وہ کسی سے
پیدا نہین ہوا اسیت نہ گوہر مین ہے اور نہ وہ سنگ مین ہے لیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین

سہر تاب نے کہا آمنا و صدقنا مین نے اسم اعظم کی برکت سے جادوگرون کا سحر ہوتے
دیکھا حاتم نے کہا کہ مین اب کوہ کسلاق پر جانا چاہتا ہون سہر تاب نے عرض کی جو آپکی
خوشی ہو مین بھی غلامی مین حاضر رہتا ہون اور یہ درخت جو نظر آتے ہین شام احمر
کے لوگ ہین مین یقین کرتا ہون کہ یہین رہینگے وہ انکو جادو سے درخت بنا گیا ہے اگر
تجھسے ہو سکے تو انکو صورت اصلی پر لا کر اپنے ساتھ لیچلو اس بات کے سنتے ہی حاتم نے
تھوڑا پانی پڑھ کر سہر تاب کو دیا کہ اس پانی کو ان پر بسم اللہ کہکے چھڑک دے پھر قدرت
الہی کا تماشہ دیکھ جو ہین درختون پر پانی پڑھ کر چھڑکنے لگا خدا کے فضل سے سب اپنی صورت
پر آ گئے اور سہر تاب سے شام احمر جادو کا بیٹا پوچھا اسنے کہا کہ وہ تم سبکو اپنے جادو سے
درخت بنا گیا تھا اب حاتم نے تمہین اسم اعظم پڑھ کر آدمی کیا ہے تم اپنا احوال بیان کرو
انھون نے کہا کہ ہم زمین پر کھڑے تھے طاقت چلنے پھرنے کی بولنے کی نرکھتے تھے اور بند
بند درد کرتا تھا اب اس جوانمرد کی توجہ سے اچھے ہوئے اور نجات پائی حق تو یہی ہے
کہ یہ عجیب جوانمرد خدا ترس اور صاحب شان وزور آور ہے جو شام احمر کے
جادو پر غالب آیا یہ گفتگو آپس مین کر کے متفق ہو کر حاتم کے پاس آئے اور پانو پر گر کے
کہنے لگے کہ اے حاتم آگے ہم شام احمر کے بندون مین تھے آج سے تیرے غلامون مین
داخل ہوئے تو نے ہمپر بڑا احسان کیا خدا تجھکو اسکی جزا دے یہ بات سنکر حاتم نے پھر
اور پر اسم اعظم پڑھ کر پھونکا جو ان مین جادو کا اثر تھا بالکل جاتا رہا حاتم سے کہنے لگے کہ خداوند
اب آپ کہان جائینگے حاتم نے کہا یارو مجھے شام احمر سے کچھ کام ہے جبتک وہ میرے ہاتھ
نہین آتا ہے مین کچھ کام نہ کرونگا چنانچہ بیٹی سے اسکی بیاہ کرنا ہوا انھون نے
کہا کہ اسکی بیٹی کو تم نے کہان دیکھا حاتم نے تمام ماجرا عشق کا اول سے آخر تک
بیان کیا کہ مین صرف اسی آرزو اور اسکے ملنے کی جستجو مین رنج و محنت کھینچتا ہوا
یہان تک آیا اور شام احمر نے جو مجھپر ظلم کیا نہ زبان کو قدرت نہ تقریر کو یارا
نہ قلم کو طاقت جو تحریر کرے احسان خدا کا کہ جسنے مجھ سے ضعیف کو ایسے زبردست پر
فتحیاب کیا اگر چہ وہ یہان سے بھاگا اور اپنے استاد کے پاس گیا لیکن اس سے کیا ہوتا ہے

الغرض اللہ تعالےٰ اب مین اسکو اوستاد سمیت مارونگا اور نام و نشان دونون کا صفحہ
عالم سے مٹا دونگا اونہون نے عرض کی کہ خداوند کملاق بڑا جادوگر ہے اوسکا زیر
کرنا بڑا مشکل ہے حاتم نے کہا اے یارو ہمت نہ ہارو اور اگر تماشہ دیکھنا چاہتے ہو تو
میرے ساتھہ چلو یا یہین آرام کرو اونہون نے عرض کی کہ آپنے ہمپر احسان کیا ہے
یہ بات مروت سے بعید ہے جو ہم تمکو تنہا جانے دین بہتر یہی ہے کہ ہمکو ساتھ لے چلین بالفرض
اگر وہ غالب ہوا تو ہم بھی تمہارے ساتھہ پھر آئینگے اور تم جہان جاؤگے ہم بھی ساتھہ
چلینگے یہان ہمارا کیا کام ہے وہ ہمین ہرگز نہ چھوڑیگا غرض حاتم نے سب
جادوگرون سمیت کوہ کملاق کا راستہ لیا تھوڑی دور جا کر اونہون نے کہا حضرت
سلامت احمر جادوگر یہان سے ایکدن مین ہم سب کو لیکر اس پہاڑ پر جا پہنچتا تھا
حاتم نے کہا سچ ہے وہ جادوگر تھا اپنی جادوگری سے اتنا جلد راستہ طے کرتا تھا
اونہون نے عرض کی اے خداوند اگر آپ جادوگر نہین تو اسپر کیونکر غالب آئیےگا
کہ پہاڑ کو موم اور موم کو پہاڑ کر دیا اتنے مین سر تاب بولا کہ ای نادانون مین نے
آنکھون سے تماشہ دیکھا ہے حاتم نے کہا اے عزیز مین اسم اعظم جانتا ہون جہان وہ اثر
کرے وہان جادو کا کیا بس چلے دیکھو اس اسم اعظم کے اثر سے وہ جلکر خاک ہو جائینگے
پھر وہ سب حاتم کے ساتھہ اوس تالاب پر پہنچے پہلی منزل پر یہ معلوم نہ تھا کہ احمر جادو ابھی ادہر
سے گذرا ہے اور اس تالاب پر سحر پڑھ گیا ہے بے تحاشا سبہون نے پانی پی لیا پیتے ہی
پانی کے انکی ناکون سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے حاتم دیکھکر حیران رہگیا پر ان سے
جدا ہونا تھا اسوجہ سے کہ وہ بیچارے میرے ساتھہ آئے ہین اونکو اکیلا کیونکر چھوڑون
اور اس پانی مین کیا بلا تھی جسکے پینے سے انکی یہ حالت ہوئی القصہ تمام رات
گذر گئی حاتم پیاسا رہا مگر پانی کا ایک قطرہ اسنے نہ پیا جب صبح ہوئی ان سب کو
مشکل مین دیکھا حاتم اونکی یہ حالت دیکھکر ہاتھہ ملتا تھا اور روتا تھا لیکن یہ نہ سمجھا کہ
شام احمر جادو اسپر بھی جادو کر گیا ہے خیال گذرا شاید اسم اعظم کی برکت سے یہ اچھے ہو جائین
اور انکی جانین بچین یہ اندیشہ کر کے وہی اسم مبارک پھونکا انکی سحر مین پہلے ہی مرتبہ اوٹھ گئی

دوسری دفعہ پھر پڑھکر دم کیا تب انکے ناخونوں سے نیلا پانی جاری ہوا غرض تیسری بار
حالت اصلی پر آ گئے حاتم نے کہا یارو یہ کیا باعث ہے وہ بولے خداوند ہمکو یوں معلوم
ہوتا ہے کہ شام احمر جادوگر اس تالاب پر بھی جادو کر گیا ہے حاتم نے اسم اعظم پڑھکر
پھونکا پہلے وہ جوش پر آیا پھر سرخ ہوکر سبز ہوتے ہی نیلا ہو گیا ایکدم کے بعد صاف
ہوا اور اپنی رنگت پر آ گیا حاتم نے جانا کہ اس تالاب سے جادو کا اثر جاتا رہا تھوڑا
سا پانی پیا اور سب کو فرمایا کہ پانی پیو اور نہاؤ تا کہ سحر کی حرارت اسم اعظم کی برکت سے
تمہارے بدن سے دور ہو سب اعتقاد لائے اور کہا اے خداوند تمہارے ساتھ ہوکر
شام احمر اور کملاق سے لڑینگے ایسے قصد کی خبر سنکر شام احمر وہاں سے بھاگا تو
کملاق کی ڈیوڑھی پر کھڑا ہوا چوبداروں نے عرض کی خداوند شام احمر ننگے پاؤں پریشان
حال در دولت پر کھڑا ہے کملاق نے بلا کر گلے لگایا اور پوچھا کہ تجھپر کیا حادثہ پڑا اُسنے
عرض کی کہ میرے پہاڑ پر حاتم نام ایک جوان بڑا دانا دو تین منزل آیا ہے اُسنے ان جادوؤں کو
کھینچا ہے کملاق یہ حال سنکر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو مطمئن رہ ابھی جو منچا
کرنے ہو اُسے کرتا ہوں بعد اسکے تسلی کے ایک منتر پڑھا اور اسی پہاڑ کی طرف پھونکا
وہیں ایک آگ نمودار ہوئی اور اس پہاڑ کو گھیر لیا حاتم بھی دو چار روز کے بعد کوہ
کملاق کی حدیث تبا سمجھا رفیقوں نے عرض کی کہ قبلہ عالم کوہ کملاق یہی ہے لیکن اسکے
گرد جو آگ شعلہ زن ہے جادو کی ہے حاتم ٹھہر گیا اور اسم اعظم پڑھکر اس پہاڑ کی طرف
دم کیا آگ بالکل بجھ گئی یہ خبر کملاق کو پہنچی اُسنے ایک جادو ایسا کیا جسکے زور سے
اس پہاڑ کے گرد ایک دریائے عظیم پیدا ہوا اور موج مارتا ہوا حاتم کی طرف بڑھا
سبھوں نے عرض کی کہ یہ دریا کا جادو دکھاتا ہے ہم لوگ بے اجل ڈوب مرینگے حاتم
نے کہا خدا کو یاد کرو مت گھبراؤ پھر حاتم نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا وہ دریا ہوا ہو گیا
اور زمین خشک نظر آئی جادوگروں نے کہا کہ کوئی سحر اسپر موثر نہیں یہ سنکر
کملاق نے اور منتر پڑھا اسکے پڑھتے ہی دس دس پانچ پانچ من کے
پتھر اسقدر برسے کہ اس پہاڑ کے بعد ایک اور پہاڑ ہو گیا اور وہ نظر آنے سے اوجھل ہو گیا

اس حال کو ملاحظہ کرکے حاتم بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھنے لگا کہ اسکی برکت سے ہوا
پتھروں کو اڑا لیگئی پہاڑ نظر آیا حاتم آگے بڑھا کملاق جادو نے پھر ایک افسون
پڑھا کہ وہ پہاڑ حاتم کی نظروں سے غائب ہوگیا تب اوسنے کہا اس پہاڑ کو
کملاق نے چھپایا یہ سنکر حاتم وہین بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھتا رہا فضل الٰہی سے
دو روز کے بعد وہ پہاڑ نظر آیا حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور سعہ ہمراہیان کے سر پر چڑھ گیا جادو
گرون نے دیکھتے ہی غل مچایا کہ یہ جوان صحیح وسلامت نظر آیا کملاق شام احمر سمیت اس
آسمان پر چڑھ گیا جو اس پہاڑ سے تین ہزار گز بلند تھا اور اپنے لشکر کو بھی چڑھا لیا پھر تو حاتم
بیخوف داخل شہر ہوا کیا دیکھتا کہ ایک شہر عالیشان اور اسکی عمارت عجیب اور مکان
پاکیزہ اور دوکانین ستھری صاف دو رستہ کشادہ اسمین ہر طرح کی جنس موجود قسم قسم کے
جواہر جگمگا رہے ہین اور طرح طرح کے میوے اور مٹھائیون سے خوانچہ معمور قرینے
سے جا بجا چنے ہوے پر آدمی کا کہین نام نہ تھا حاتم نے یہ تماشا دیکھکر لوگون سے
کہا کہ یہان کے رہنے والے کیا ہوے اونہون نے کہا خداوند کملاق جادو آپکے
ڈر سے ان سبھون کو لیکر آسمان پر چڑھ گیا جو اس نے بنایا ہے حاتم اس بات کو
سنکر ہنسا اور کہنے لگا اب تم کیون بھوکے مرتے ہو ان کو مزے سے کھاؤ اور شکر
خدا بجا لاؤ یہ سنتے ہی وہ بھوکے تھے ہی بے اختیار کھانے لگے جب کھا چکے سو جکر
کپتا ہوگئے حاتم نے معلوم کیا وہ کمبخت ان نعمتون پر جادو کر گیا ہے یہہ
سمجھکر تھوڑا پانی منگایا اسم اعظم پڑھکر ہر ایک کو پلایا وہین سحر کا اثر جاتا
رہا پھر حاتم نے اسم اعظم ہر ایک چیز پر پھونکا اور کہا اب شوق سے کھاؤ
کہ جادو جاتا رہا سبھون نے دلجمعی سے پیٹ بھر کھایا پھر حاتم نے پوچھا کہ جادو کا
آسمان کہان ہے اونہون نے عرض کی وہ جو ہوا مین مثل گنبد کے نظر آتا ہے
حاتم اسیوقت ادہر متوجہ ہوکر اسم اعظم پڑھنے لگا آخر وہ گنبد بھی ٹکڑے
ہوکر پہاڑ پر گر پڑا اور سب سے جادوگر جہنم واصل ہوے مگر کملاق اور شام احمر
بچکر پہاڑ پر گر پڑے اور کسی طرف کو بھاگے اور حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا انکے پیچھے چلا و

دونون گھبراکر پہاڑ سے گر پڑے اور پاش پاش ہوگئے حاتم بہت سا
شکر بجالایا پھر سرتاب سے کہنے لگا کہ مین نے تجھسے وعدہ کیا تھا کہ جب انکو
مار ڈالونگا تجھکو اس ملک کا بادشاہ کرونگا اب یہ ملک تجھکو دیتا ہون اور اپنا وعدہ
وفا کرتا ہون بشرطیکہ تو خدا کو ایک جانے اسکی پرستش کرے اور خدا کے بندونکو
تکلیف نہ دے عدل و انصاف مین رات دن مشغول رہے یہ کہکر ان جادوگرون سے یہ کہا کہ
تم سرتاب کی سرداری کو منظور کرو اور یاد الٰہی مین رہو اگر ان باتون کے خلاف کروگے تو
اپنی سزا کو پہونچوگے اور مین اب ملکہ زرین پوش کے پاس جاتا ہون تم سب یہان خوش
و خرم رہو انہون نے کہا کہ خوشی ہماری یہی ہے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلین لیکن حکم سے باہر
نہین ہوسکتے غرض حاتم نے انکو وہین چھوڑا اور آپ ملکہ زرین پوش کی طرف روانہ
ہوا چند روز مین وہان آپہنچا دیکھتا ہے کہ نہ وہ تالاب ہے نہ وہ پانی ہے مگر وہ درخت
اسی طرح کھڑا ہے پر اس تالاب کی جگہ ایک شیش محل عالیشان تیار ہے حاتم
اسکے دروازہ پر جا کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہے کہ وہی نازنین سب کی سب اوسی جگہ کھڑی ہین
یہ انکو دیکھکر خوش ہوا اور ان مین سے ایک آکر پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے
ہو کہا مین وہی شخص ہون جو تمہارے ساتھ اس درخت پر لٹکتا تھا اب میری طرف سے ملکہ کی
خدمت مین سلام شوق کہو وہ دوڑکر شہزادی کے پاس گئی اور عرض کرنے لگی کہ
اے شہزادی حاتم نام ایک جوان جو سحر مین آلودہ تھا اب اچھا ہوکر آیا ہے اسنے
سنتے ہی سر نیچا کر لیا ایکدم کے بعد سر اوٹھا کر کہا پوچھو کہ تو کہان تھا شاید کہ وہ احمق کیا
تھا جلد جا دریافت کر وہ الٹی پھری اور حاتم سے پوچھنے لگی حاتم کو اوسکے حال سے
بھی کچھ واقف ہے اسنے کہا ملکہ زرین پوش کا باپ کافر تھا اپنے اعمالون کے باعث
مارا گیا اور جہنم مین گیا اتنا مجھسے اور باقی زرین پوش سے کہونگا اسنے نازنین کے
حضور مین جاکر عرض کی شہزادی سنتے ہی آنسو بھر لائی وہ نازنین تسلی دیکر التماس
کرنے لگی کہ اے شہزادی اپنے باپ کے واسطے غم کھانا اور رونا عبث ہے اسنے اپنی فعل بد
کی سزا پائی اور ہم تم قید شدید سے چھوٹے اب اسکو بلوا کر بچشم خود ملاقات کرو اور اپنا

اس جامہ سا منا دسنگار کیا اور تخت مرصع پر آن وہ اداسی آکر بیٹھی پہر خواصون سے کہا بلاؤ جو مین
کی نظر پڑتی جھجک کر رہ گیا ایکدم کے بعد آپکو سنبھالا اور شہزادی اپنے باپ کا احوال
پوچھنے لگی حاتم نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ تیرے واسطے اسقدر رنج و دکھ سہے مجھکو بھی لازم ہے
کہ میری محنت کی داد دے اور اپنی مہربانی سے ناامید کی امید بر لا اسبات کو سنتے ہی وہ
متفکر ہوئی اتنے مین ہمجولیون نے کہا کہ بی بی حاتم یمن کا شہزادہ ہے تمہارا اچھا نصیب ہے
جو یہ خود بخود یہان آیا تم اس سے شادی کر دو گی تو ہر طرف سے نام آوری ہے اور اپنے
باپ کا غم نکرو وہ طلسمات جادوگر تہا خوب ہوا تمام جہان کا فساد مٹا اب بلا تامل شادی کیا چاہیے
شہزادی شرما کر تخت سے اُٹھی اور محل مین چلی گئی مصاحبین اسکی شادی کی تیاریان
کرنے لگین سات روز تک طرح طرح رنگ کی صحبت رہی آٹھوین روز نوین شب حاتم نے اپنے آبا و اجداد
کی رسمون کے موافق نکاح کیا اور خوابگاہ مین لیجا کر چاہتا تہا کہ ہمبستر ہو اور شربت وصال
پیئے کہ منیر شامی شہزادہ کا حال یاد آیا خوف الٰہی دل مین آیا بید کیطرح کانپنے لگا بلکہ
سے جلد علحدہ ہو گیا شہزادی حیران ہو گئی کہ الٰہی مجھ مین کیا عیب دیکہا کہ عین وصال مین
علحدہ ہو گیا اس سے کیونکر پوچھون یہ سوچکر چپ رہ گئی اُسنے اس آشفتہ رو کو حیرت مین دیکہا
پوچھا پریشان کیون ہو خدا نکرے میری زندگی مین تجھے رنج و الم ہو پہر حاتم نے کہا تو اس حرکت
سے فکرمند ہے تو بجا ہے لیکن مین خدا کی راہ مین کمر باندھ کے اپنے گہر سے منیر شامی کیلئے نکلا
ہون وہ حسن بانو کا عاشق ہے وہ نازنین سات سوال رکہتی ہے جو اسکے سوال پورے
کریگا وہ اسکو قبول کریگی چنانچہ بوجہہ پورا نکرنے سوال کے منیر شامی کو نکلوا دیا وہ روتا
پیٹتا مین وہین آنکلا اور ملاقات کے بعد حال بیان کرنے لگا غرض اسکی بیکسی پہ میرا دل
بہر آیا اور آنسو ٹپک پڑے آخرکار تاب آئی اور اسکے ہمراہ شاہ آباد مین آیا اور حسن بانو
کے سوالات کا ذمہ لیا اور اسکو کاروانسرا مین بٹھا کر جنگل کی راہ لی چنانچہ بفضلہ تین
سوال پورے کر کے چوتھے کی نوبت ہوئی اور اسی اتفاق سے مجھ تک نوبت پہنچی اور
تیرے عشق نے بیخود کر دیا بارے بہت خاک چھانکر یہ وقت تیرا وصال ہوا آرزو ہے
کہ تیرے باغ حسن سے پہل راحت چکھون لیکن مین نے قسم کہائی ہے کہ بہائی مین

تیرے کام مین دریغ نہ کرونگا اور جبتک تو اپنی مراد کو نہ پہنچیگا تبتک مجہپر عیش و عشرت
حرام ہے بعید مروت سے ہے کہ مین عیش و عشرت مین رہون اور وہ میرا منتظر رہے سب
مصلحت یہ ہے کہ اپنی خوشی سے مجہکو رخصت دو تاکہ شہر خوارزم کو جاکر جو تہا سوال پورا
کرون یہ بات سنکر شہزادی نے کہا مجہے کہان چہوڑ جاؤگے آگے تو میرا باپ جیتا تہا وہ
میری خبر لیتا تہا اب کیونکر گذریگی حاتم نے کہا مین تجہے یمن مین بہیجدیتا ہون میرا باپ وہان
کا بادشاہ ہے تجہے اچہی طرح سے رکہیگا کبہی کسی طرحکی تکلیف نہ ہوگی یہ بات کہکر
اپنے باپ کو عرضی لکہی کہ اے قبلہ کونین اگر میری عمر وفا کرتی ہے تو اس کام سے فرصت
پاکر قدمبوسی حاصل کرونگا بالفعل ملکہ زرین پوش کو اپنے عقد مین لاکر خدمت عالی مین بہیجتا
ہون یقین ہے کہ آپ بہی اسکے حال پر توجہ و الطاف فرماتے رہینگے القصہ جب عرضی
تمام ہو چکی مہر کرکے ملکہ کے حوالہ کی وہ اپنی خواصون اور نوکرون سمیت یمن کو روانہ ہوئی
اور حاتم بہی شہر خوارزم کو چلا چند روز کے بعد سرحد اُسکی داخل ہوا اور وہان جاکر پوچہنے
لگا کہ سچ کہنے کو ہمیشہ راحت ہے یہ کون کہتا ہے اونہون نے کہا ایسا شخص یہان کوئی
نہین جو یہ کہتا ہو مگر بوڑہے سے یہ بات جو تم کہتے ہو لکہکر اپنے دروازے پر لگادی ہے حاتم
نے پوچہا اُسکا مکان کہان ہے وہ بولے کہ یہان سے نو کوس پر شہر خوارزم ہے وہ وہین رہتا ہے
یہ بات سنکر حاتم اوسی طرف کو روانہ ہوا تین پہر مین جا پہنچا تو کیا دیکہتا ہے کہ ایک عمارت
عالیشان اور بلند کہڑی ہے اور اسکے دروازے پر یہی کلام بخط جلی لکہا ہوا ہے یہ اس
کو پڑہکر نہایت خوش ہوا اور دروازہ پر جاکر دستک دی ایکدم کے بعد کئی دربان
دروازہ کہولکر باہر آئے اور حاتم کو دیکہکر پوچہا کہ تو کہان سے آیا ہے اور کیون آیا ہے اُسنے
کہا کہ مین ایک کام کے واسطے شاہ آباد سے آیا ہون دربانون نے یہ کیفیت آقا سے
بیان کی کہا بلالو جب حاتم اندر آیا دیکہا کہ ایک جوان خوشرو مسند پر تکلف پر با امتیاز
سے بیٹہا ہے حاتم نے سلام کیا وہ بہی اُٹہکر ملا اور تعظیم سے اپنے پاس بٹہایا
انواع و اقسام کے کہانے منگواکر روبرو رکہے جب کہانے سے فارغ ہوا صاحبخانہ
نے پوچہا کہ صاحب تم کون ہو اور کہان سے تشریف لائے ہو اور کس واسطے یہان سفر

اختیار کیا جو اسقدر رنج کھینچے اور دکھ سہے سچ تو یہ ہے کہ دو شخصوں کے سوا اس مکان پر
کوئی نہین آیا انمین کا ایک تو ہے یہ سنکر حاتم نے کہا مین یمن کا رہنے والا ہون
اور اب شاہ آباد سے منیر شامی کے کام کے لئے تم تک آیا ہون الغرض ماجرا حسن بانو پر
عاشق ہونیکا اور اسکے سوالون کے پورا کرنیکا اور اپنے مستعد ہونیکا مفصل سنایا
پھر سبب اس گنبد کا دریافت کیا اوسنے کہا اے جوانمرد یمن کے رہنے والے تو دنیا مین
بڑے نیک نامون مین مشہور ہوگا کیونکہ کوئی شخص نظر نہین آتا جو اورونکے واسطے
اسقدر بار محنت اور رنج سہے تو ہی ایسا تھا جو یہ بوجھہ تو نے اپنے سر پر لیا آج رہجا کہ راہ
کا تھکا ماندہ آیا ہے قدرے آرام کر اسکی حقیقت کل کھولونگا غرض حاتم رات
بھر آرام سے رہا صبح کو کھانا کھا کر کہنے لگا ارشاد کیجئے اُسنے کہا اے جوان شہر خوارزم
کو سات سو برس ہوئے ہین کہ یہان آباد ہوا ہے اور میری عمر آٹھہ سو برس کی ہے اور
جیسا اب ہون ویسا ہی جب تھا چنانچہ مین جواری مشہور تھا بجز قماربازی کے دوسرا
شغل نہ تھا اتفاقاً ایک روز نہایت تنگدست ہوا کہ ایک پیسہ بھی میرے ہاتھہ نہ آیا جب
رات ہوئی تو چوری کو نکلا اُسوقت یہ بات جی مین گذری کہ کسی غریب غربا کے گھر کیا
چوری کیجئے بہتر یہ ہے کہ بادشاہ کے دولتخانہ مین جا کر خوب سا مال جواہر جو پایئے بوقت
نیم شب لایئے یہ ٹہرا کر مین آدہی رات کے بعد بادشاہ کی حویلی مین کمند ڈالکر پہونچا کیا دیکھتا
ہون کہ ایک بھی چوکیدار نہین ہے کیا خواص کیا خواجہ سرا کوئی نہین جاگتا اور بادشاہ
بھی ایک پلنگ پر صبح تک بیخبر سوتا ہے آگے بڑھا اور اسکے گلے سے گوہر شب چراغ اتار کر کمند کی راہ
سے باہر آیا اور کسی طرف چل نکلا جب مین جنگل مین گیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک درخت کے نیچے بہت سے
چور کہین سے مال چرا لائے اور بیٹھے حصہ کر رہے ہین اتفاقاً اونہون نے مجھکو دیکھہ لیا اور میرا
حال پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے مین راستگو تھا سچ سچ کہدیا اور اس
گوہر شب چراغ کو دکھایا اسکو دیکھکر چورون کو یہ لالچ ہوا کہ میرے ہاتھہ سے چھین لین اتنے
مین ایک شخص جنگل سے پیدا ہوا اس مہیب آواز سے للکارا کہ تمام صحرا کانپ گیا
وہ اپنی جان کی دہشت سے بھاگ گئے مین تن تنہا وہان کھڑا رہ گیا وہ میرے پاس

آیا اور کہنے لگا تو کون ہے میں نے پہلے بھی سچ کے سوا اور کچھ نہ کہا تھا اُسنے بھی کہہ دیا
وہ یہ سُنکر ہنسا اور کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا اسواسطے یہ سب مال و متاع اسکو ہر شب چراغ
سمیت میں نے تجکو بخشا لیکن تو چوری سے توبہ کر یہ بات میں نے مان لی اور جوا کھیلنے
اور چوری کرنے کی دل و جان سے توبہ کی اسکے بعد وہ تو چلا گیا میں مال متاع کا
پشتارہ باندھکر اپنے گھر لے آیا اور ایک عمارت عالیشان بنوائی محلہ والے میرے دشمن
ہو گئے اور کوتوال سے جاکر یون کہنے لگے خداوند کل کی بات ہے کہ یہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج
تھا آج اسکے ہاتھ اسقدر زر و جواہر کہان سے لگا جو اتنا بڑا محل بنایا یہ بات سُنتے ہی
کوتوال نے مجھے بلاکر پوچھا میں نے اسکے سامنے بھی سوا سچ کے کچھ نہ کہا وہ
مجھے بادشاہ کے پاس لیگیا میں نے اسکے روبرو بھی جو بات سچ تھی وہی کہی جان کی
دہشت کچھ نہ کی یہ سخن سُنکر بادشاہ نے میرے حال پر نوازش کی کہ یہ شخص
عجیب و غریب راستگو ہے کہ اسقدر زر و جواہر کسی سے نہ چھپایا صاف کہہ دیا
اسکی راستگوئی پر میں نے یہ مال اسکو دیا اور اسکا گناہ بھی بخشا بلکہ اس نے
اور بھی زر و جواہر اپنے خزانہ سے اسقدر دیا کہ مالامال ہو گیا اب بھی اسمین سے
میرے پاس بہت ہے اگرچہ بہت خرچ کیا ہے اسی دن سے اپنے دروازہ پر لکھکے
لگا دیا ہے کہ سچ کہنے والے کو ہمیشہ راحت ہے آدمیون کو چاہئے کہ سچ کے سوا کبھی
جھوٹ نہ کہیں بقول سعدی علیہ الرحمہ ؏ راستی موجب رضائے خداست * کس
ندیدم کہ گم شد از رہ راست * یہ کہکر اسنے حاتم سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ
مین یمن کا شاہزادہ ہون حاتم بن طے ہون یہ سنتے ہی وہ اپنی مسند سے اٹھا اور
بغلگیر ہوا اور نہایت تواضع و تکریم کے بعد کہنے لگا سچ ہے حاتم کے سوا کون ایسا کر سکتا
ہے پھر اس نے کئی دن تک اسکو مہمان رکھا ایکدن حاتم نے کہا اے عزیز مجھے ایک کام
بہت ضروری ہے اب رخصت کر اسنے نہایت منت و معذرت سے رخصت کیا یہ
اپنے منزل مقصود کو راہی ہوا رات دن چلا جاتا تھا ایکدن ملکہ زرین پوش کی صورت
سے یاد آئی ارادہ کیا کہ ملکہ کو دیکھکر شاہ آباد جاؤں گا یہ ٹھہرا کر مسکن کی طرف روانہ ہوا

روز کے بعد یمن کے قریب ایک تالاب پر بیٹھ گیا اتفاقاً درخت پر ایک جوڑا طوطی کا بیٹھا
تھا اور آپس مین باتین کر رہا تھا حاتم نے بھی اپنے کان ادھر لگائے اتنے مین مادہ نے نر سے
کہا کہ تو مجھے تنہا چھوڑ کر کہان جاتا ہے براے خدا اتنا نر نے کہا اے نادان تو کیون بیخبری
مین حرکت کرتی ہے قیامت کے دن تو میرے کیا کام آئیگی جو مین دنیا مین بخیل
ہون اور نیکنامی چھوڑ دون تو نے نہین سنا کہ ایک بادشاہ کسیدن شکار کو نکلا تھا ہر چند
پھر اگر کوئی شکار اسکے ہاتھ نہ لگا اپنے لشکر سے جدا ہوکر ایک جنگل مین جا پڑا وہان ایک
خوش طرح جگہ دیکھکر اندر چلا اور شادان و فرحان سیر کرتا ایک بنگلے کے پاس جا پہنچا وہان
ایک حوض بیچ تالاب برابر نظر آیا دیکھنے مین نہایت پاکیزہ و خوبصورت اوسکا صاف پانی اور
بے کدورت بادشاہ اسکو دیکھکر خوش ہوا اور کنارے اسکے بیٹھکر ہاتھ سے پانی اچھالنے
لگا ناگاہ ایک زنجیر اوسکے ہاتھ مین آ گئی اسکو پکڑ کر جو کھینچا تو صندوق مقفل کنجی سمیت نکلا
اسنے جو اس صندوق کا قفل کھولا تو ایک ماہ جبین پری طلعت کو اسمین بیٹھا پایا بادشاہ
ڈر گیا اس نازنین نے کہا ایجوان کیون ڈرتا ہے مین بھی انسان ہون یہ کہکر نکل آئی
اور صراحی پیالہ گزک لاکر بادشاہ کے سامنے رکھدی پھر بوس و کنار کی خواستگار ہوئی بادشاہ
نے جو دیکھا کہ عورت چھبیلی اور رنگیلی ہے اور اسباب عیش و عشرت بھی مہیا ہے اسکو ہاتھ
سے نہ دیا چاہیے شراب پی اور اس سے صحبت کرکے جب فارغ ہوا لشکر یاد آیا اور انگوٹھی
اپنی چھنگلیا کی نکالکر اسکو دی اور یہ کہا کہ میری نشانی اپنے پاس رکھنا کہ پھر جو ملاقات ہو
تو مجھکو بھول نہ جاؤ وہ کھل کھلاکر ہنس پڑی اور ایک تھیلی انگوٹھیونکی نکالکر بادشاہ کو دکھا
دی اور کہنے لگی کہ خدا عالم الغیب ہے اور دانا بینا سچ تو یہ ہے کہ میرے خاوند نے مجھے
محافظت کیواسطے اس جنگل مین لاکر اس باغ کے اندر صندوق مین بند کرکے حوض مین
لٹکا دیا ہے اور آپ سوداگری کرتا ہے اور میرے کھانے پینے کو بھی اس جگہ ہر ایک چیز
مہیا ہے کچھ کمی نہین اور مسافر بھولا بھٹکا خواہ بادشاہ خواہ لشکری اس باغ
مین تیری طرح آ نکلتا ہے وہ اسی طرح مجھے حوض سے نکال کر ہمبستر ہوتا ہے اور
پھر انگوٹھی دیکر چلا جاتا ہے چنانچہ سب انگوٹھیان میرے پاس

ہین لیکن نہین جانتی کہ کوئی کسکی ہے اسطرح تیری نادانی کو دیکھو بھی بہولجاؤنگی
کیونکہ ایک فقیر ہون تو کوئی یاد رکھے سیکڑون ہزارون کا کہان تک بیان کرے
سو سنکر بادشاہ حیران ہوا اور اسکو صندوق مین بند کرکے اسی درخت سے
لٹکا کر لشکر کو ساتھ لیکر شہر مین آیا اور تمام بادشاہی فقیرونکو دیکر جنگل مین نکل گیا
وہان بیٹھکر یاد الٰہی مین مشغول ہے پھر جب آپ ستاربا عورت کا نام نہ لیا
تو میری ساتھ کیا سلوک کرینگی [illegible] باز رہنے سے چنانچہ حاتم نے [illegible]
کوشش بانہری اور کیسی کیسی آفتین اوٹھا کر کچھ نہ کیا اب ملکہ زرین پوش کو یاد کر شاہ آباد کی
راہ چھوڑا اسکی ملاقات ہوا اسواسطے مین تو جاتا ہون [illegible]
خاک مین ملاتا ہے جو مین اسنے یہ بات سنی وہین سجدۂ شکر ادا کرکے [illegible] آرائش کی
اے حاتم یہ آواز خدا کی طرف سے آئی اب تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ مین کیطرف سو قدم پھر اور
شاہ آباد کا راستہ لے یہ بات جی مین ٹھہرا کر شاہ آباد کیطرف روانہ ہوا ایک مدت کی بعد جا پہونچا
ان کے لوگ حسن بانو کے دروازے پر لیگئے وہ اوجہل ہوگئی اسے پردہ کی پاس
بلالیا اور احوال پوچھا حاتم نے پہلے اپنی راہ کی مصیبت بیان کی پھر اس پیرمرد کی حقیقت
جو ٹھیک تھی تمام وکمال کہدی حسن بانو نے کہا اے حاتم جو تو کہتا ہے سچ ہے اس
مین شک نہین یہ کہکر اسیوقت طعام پر تکلف اور لذیذ منگوا کر سامنے رکھدیا
اسنے کہا اے حسن بانو مین کاروانسرا مین جاکر اپنے بھائی کے ساتھ کھاؤنگا یہ کہکر
وہان سے آنکلا اور سرا مین آکر منیر شامی سے ملاقات کی اور ساتھ کھانا کھا کر تمام
سرگذشت بیان کی یہ سنکر منیر شامی نے تحسین آفرین کی اور پھر اپنے [illegible]
حاتم نے حمام کیا کپڑے پہنے حسن بانو کی ڈیوڑھی پر آیا چوبدارون نے خبر دی کہ حاتم آتا
ہے اسنے پردہ کے اندر بلایا اور ایک کرسی پر بٹھا کر کہا کہ اے حاتم سننے مین یون
آیا ہے کہ ایک پہاڑ سے ندا آتی ہے اس لیے اسکا نام کوہ ندا رکھا ہے اسکی خبر لا کہ وہان
آواز کرنے والا کون ہے اور پہاڑ کے اوپر کیا اسرار ہے حاتم یہ سنکر وہان سے
رخصت ہوا اور کاروانسرا مین آکر منیر شامی سے کہا کہ اب مین کوہ ندا کی خبر لینے جاتا ہون اگر

یہ تصویر اس مقام کی ہے کہ جانا حاتم کا کوہ ندا پر اور نہانا
حوض مین اور سونا بدن چاندیکے رنگ کا اور ملنا ایک پریزاد کا

زندگی نے وفا کی تو اس بات کی تحقیق کرکے پھر تجھسے ملتا ہون ورنہ مرضی خدا کی ہم کسی بات کا خطرہ نکرنا

پانچوان سوال حاتم کے جانے کا اور کوہ ندا کی خبر لانے کا

غرض حاتم نے وہ چار باتین نصیحت آمیز منیر شامی سے کہکر جنگل کی راہ لی آخرش
جس بستی مین جاتا اُنسے پوچھتا اے عزیزو اگر تم مین سے کوئی کوہ ندا کی راہ سے
واقف ہو مجھے بتا دے یہ بات سنکر لوگ حیران ہو گئے اور کہنے لگے اب تک ہم نے اسکا نام بھی
نہین سنا حاتم جوانمردی سے بن دیکھے راہ طے کرتا چلا جاتا تھا ایک بستی کے
نواح مین جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ تمام مرد و زن اس شہر کے صحرا مین جمع ہوے
ہین یہ انہین کی طرف چلا انہون نے جو دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہے وہ سب کے سب
اسکی طرف متوجہ ہوے اور کہنے لگے مرحبا خوب آیا تو کہان تھا ہم تیرے منتظر ہین حاتم
آگے کیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چنے ہین اور ایک
جنازے کے گرد بہت سے لوگ بیٹھے ہین حیران ہو کے پوچھنے لگا کہ اس دسترخوان کو کھاتے
نہین اور اسقدر کیون روتے ہین انہون نے کہا کہ ہماری قوم کی یہ رسم
ہے کہ کوئی شخص کیا امیر کیا غریب مر جاوے تو ہم سب اسکے جنازے کو جنگل مین لے
آتے ہین اور کھانے بہت سے تیار کر کے ایک دسترخوان پر چن کے مسافر
کی راہ دیکھتے ہین اگر کوئی مسافر اس عرصہ مین آ گیا تو مردے کو گاڑ دیتے ہین اور
کھانا مسافر کے آگے رکھ دیتے ہین سات روز ہوے کہ یہ مردہ اسیطرح پڑا ہے
کوئی اب تک نہین آیا تھا ہم عجب مصیبت مین گرفتار تھے کہ ہر روز کھانا شام کے
وقت عورتون کو بھیج دیتے اور آپ یہین پڑے رہتے تھے الحمدللہ سات روز
کے بعد تیری صورت دیکھی اب دفن کرین گے حاتم نے کہا اگر چالیس دن تک کوئی مسافر
یہان نہ آوے تو اس مردے کا کیا حال ہو اور تم کس صورت سے جیو انہون نے کہا
ساتوین روز مسافر بالضرور آتا تھا اور اگر چہ دہ روز تک آئے تو تمام دن
روزہ رکھکر شام کے وقت پانی پیتے ہین اور ایک مردہ ایک ماہ تک نہین سڑتا حاتم
نے کہا اگر اس سے زیادہ مدت گذرے اس وقت کیا کرو گے وہ بولے

ایسا ہو تو مردے کو دفن کریں اور تمام مرد و زن چھ ماہ تک روزہ رکھیں شام کو توبہ
کریں اور روزہ افطار کریں اور بہت سی خیرات کریں تب اپنے کام میں مشغول ہوں
یہ سنکر حاتم حیران ہوا اور انہوں نے اس مردے کو تہخانہ میں اتار کر فرش بچھا کر اسپر
رکھا اور طرح طرح کے کھانے اور خوشبو کی بتیاں روشن کرکے سات بار اسکے گرد پھر
کر قدمبوس ہو کر باہر نکل آئے اور دسترخوان پر جا بیٹھے پھر حاتم سے کہا اے مسافر
پہلے کھانے میں تو ہاتھ ڈال اور پیٹ بھر کھا تا یہ قبول ہو اور تیری [illegible] ہم بھی
روزہ کھولیں یہ سنکر حاتم کھانے لگا اور وہ سب بھی شریک طعام ہوئے تو اسکے بعد
جو بچا پھر ایک نے اپنے گھر بھجوا دیا وہ انکی عورتوں نے کھایا پھر [illegible]
سنکر چلے اور حاتم سے کہا اے جوان اگر تیرا جی چاہے تو چند روز ہمارے گھر [illegible]
کہا بہت بہتر تمہاری خاطر سے اور دو چار روز رہ سکتا ہوں [illegible]
لے گئے اور ایک مکان ستھرا اسکے رہنے کو خالی کر دیا اور خورد و نوش کے لوازم خوبصورت
[illegible] یہاں صحبت بھجوا دیئے حاتم نے اپنے دل میں کہا کہ یہاں کی عجیب رسم ہے اگر
میں ان کا مہمان ہوں اس سے فراغت پاؤں اور خدا میرا مطلب پورا کرے تو میں بھی اپنے
شہر میں جا کر اسی طرح مہمانداری کروں اور وہ عورتیں آرزومند تھیں کہ اس جوان
کا بھی ہم میں سے جسکو چاہے اس سے شوق تمام ملے اور شراب وصل خوب پیئے لیکن حاتم
نے کسی طرف خواہش کی نظر سے بھی نہیں دیکھا صحبت کرنے کا تو کیا ذکر جب سات روز
گذر گئے تب ان عورتوں نے اپنے مردوں سے حاتم کی نیک ذاتی اور نیک
نیتی کی خبر دی حاکم شہر نے اسکو روبرو بلوایا اور عزت و حرمت سے مسند پر بٹھایا اور
کہا اگر شہر میں بود و باش اختیار کرو تو عین مہربانی ہے اور میں اپنی بیٹی تیری عقد
میں دوں حاتم نے کہا کہ مجھکو ایک کام ضروری درپیش ہے اس سبب سے ناچار ہوں
نہیں ٹھہر سکتا یہ سنکر اسنے کہا کہ اگر ہم بھی اس کام سے مطلع ہوں تو تیری رفاقت کریں حاتم
نے التماس کیا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے ساتھ تکلیف کھینچے وہ بولا کہ اے
جوان اگر ساتھ نہیں لیتا تو اتنا کہدے کہ وہ ایسا کام کیا ہے حاتم نے کہا کہ ایک

عورت حسن بانو نامی سات سوال رکھتی ہے جو کوئی انکا بخوبی جواب دے وہ اپنا نکاح
اسکے ساتھ کرے حاصل یہ ہے کہ شہزادہ منیر شامی اسپر عاشق ہوا ہو نہ پورا اسکی طاقت
رکھتا ہے نہ وصال کی قدرت اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اسکے سوال پورے کرے مگر
اسکے فراق مین جنگل جنگل روتا پھرتا تھا اتفاقاً ایکدن مجھسے ملاقات ہوئی میننے جو اسے
بحال تباہ آہین بھرتا دیکھا نہایت غمگین ہوا بلکہ رو دیا آخر کار مین تا بہ للاسکا براہ خدا
اسکے لئے مسافرت اختیار کی خدا کے فضل سے اسکے چار سوال پورے کر چکا ہون یہ پانچوین
سوال کی باری ہے اور وہ یہ ہو کہ کوہ ندا کی خبر لانا چاہئے اس تلاش مین جو یہ راہ گذر گئے
جس سے پوچھتا ہون کوئی نہین بتاتا اگر تجھکو خبر ہو تو بتا یہ بات سنکر اس دیرینہ سال
نے کہا مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہو کہ کوہ ندا کسطرف طلسمات ہے اور یا مین
طرف شہر عالیشان آباد وہان آجتک کسی نے مردہ نہین دیکھا نہ قبر دیکھی مگر کسی کو کسی
کو روتا ہے یہ ماجرا سنکر حاتم نے کہا مجھے اس سمت جانا ہو وہ بولا اے عزیز یہ
سنی ہوئی راہ کیسے طے کر سکتا ہو حاتم نے کہا جو مجھے یہان لایا ہو وہ وہان بھی
پہنچائیگا اس سخن کو سنکر اس دیرینہ سال نے بہت سا زر و جواہر اسکے سامنے
رکھدیا حاتم نے اسمین سے خرچ راہ کے موافق لیا اور باقی فقیرون کو دیکر اسکا
کا راستہ لیا ایک مدت کے بعد ایک شہر کے قریب جا پہنچا اور اسکے گرد و پیش کوئی
قبر نہ دیکھی جانا کہ وہ شہر یہی ہے اندر گیا وہان کے رہنے والون نے پوچھا کہ اے جوان
تو کہان سے آیا ہے اور کہان جائیگا حاتم نے کہا شاہ آباد سے آیا ہون اور کوہ ندا کو
جاؤنگا انھون نے کہا کہ کوہ ندا کا راستہ یہان سے بہت دور ہے تو نہ جاسکیگا
اس نے جواب دیا کہ جو مجھکو یہان لایا ہے وہ کریم کارساز وہان بھی پہونچائیگا پھر انھون
نے کہا کہ تو آج کی رات یہین رہ جا ہمارا دال دلیا قبول کر حاتم یہ بات سنکر ٹھہر گیا
وہان ایک شخص کتنے دنون سے بیمار تھا اسکے وارثون نے لوگ جمع
کر کے اسے ذبح کر کے آپسمین گوشت بانٹ لیا اور یہ شخص جس نے
حاتم کو مہمان رکھا تھا اپنا حصہ پکا کر پانی کا ایک کوزہ دو چار روٹیان

حاتم کے پاس شام کے وقت لے آیا اور کہنے لگا کہ اے مسافر اسکو کھا کہ کبھی ایسی نعمت نہ کھائی ہوگی حاتم نے کہا کہ اے عزیز چرند اور پرند جو حلال ہیں میں نے کھائے ہیں یہ کسکا گوشت ہے جو میں نے نہیں کھایا اُسنے کہا البتہ تو نے جانوروں کا گوشت کھایا ہوگا لیکن یہ آدمی کا ہے ایسا نہ کھایا ہوگا حاتم نے یہ بات سنکر کہا کہ تم آدم خور ہو مجھے ڈر لگتا ہے شاید کسی مسافر کو تمنے مارا ہے اسکا گوشت کھایا چاہتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا یہی قاعدہ ہے کہ جو مسافر بھولا بھٹکا یہاں آنکلتا ہے تم اسکو ذبح کرکے گوشت بانٹ کر کھا لیتے ہو وہ بولا اے مسافر توبہ کر خدا سے ڈر مسافروں کو مار کر ہم نہیں کھاتے حاتم نے کہا یہ طرفہ ماجرا ہے کہ تو آپ ہی کہتا ہے کہ گوشت آدمی کا ہے پس کوئی اپنے ہمجنس کو ذبح کرکے نہیں کھاتا مگر جو کہ اس شخص نے جواب دیا کہ یہ تو غلط بھی ہے ہمارے ملک کی یہ رسم ہے کہ جو کوئی بیمار پڑتا ہے اسکے قبیلے کے لوگ اس کو ذبح کرکے آپس میں گوشت کے حصے کر لیتے ہیں چنانچہ اس سبب سے ہمارے شہر میں اپنی موت سے کوئی نہیں مرتا اور نہ قبر بنتی ہے حاتم نے اس بات کو سنکر کہا لعنت خدا کی تمہاری رسم پر اور تمہارے شہر پر خدا نے کریم اکثر بیماروں کو اچھا کرتا ہے اور اکثر اچھوں کو بیمار ڈالتا ہے لیکن جو کہ تندرست ہو تم اُسکو ذبح کرکے کھا جاتے یہ فعل کس قوم میں درست ہے یہ کیا ظلم ہے اس حرکت سے سب کے سب گنہگار ہوتے ہو اور ہزاروں خون تمہاری گردن پر ہوتے ہیں تمہارا دیکھنا روا نہیں یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ لی دور جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک شیر مارے بھوک کے زمین پر تڑپ رہا ہے یہ حالت دریافت کرکے اسنے ہرن کو شکار کیا اور شیر کے آگے ڈالدیا اسنے بخوبی تمام پیٹ بھر کھایا پھر سجدۂ شکر ادا کرکے جنگل کی راہ لی اور حاتم نے بھی کچھ کباب کرکے کھایا ایک تالاب پر جاکر پانی پیا اور درگاہ الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کرکے آگے کا راستہ لیا جب کسی جنگل میں کچھ میوہ و دانہ نہ پاتا اسیطرح شکار کرکے گوشت کھاتا چند روز کے بعد ایک آبادی نظر آئی اسکی طرف چلا جب قریب پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے لوگ

میدان مین آگ جلاکے اسکے گرد کھڑے ہین اسنے بڑہکر پوچھا اے یارو یہ کون سا ملک ہے اور تم کون ہو اس جگہہ اتنی لکڑی جمع کرکے آگ کیون جلائی ہے انہون نے کہا اے فقیر تو اپنی راہ لے تجہے اسکے دریافت کرنے سے کیا حاصل یہان کچھ سوئی نہین ہوتی جو ہم سمجھے دین ہماری قوم سے جو ایک شخص مرگیا ہے اسکی جورو اس کے ساتھ جلتی ہے حاتم نے کہا اے یارو تم اس مردے کو زمین مین نہین گاڑتے اور اس غریب عورت کو جیتے جی کیون جلاتے ہو انہون نے کہا اے عزیز معلوم ہوا کہ تو یہان کا رہنے والا نہین یہ ملک ہندوستان ہے یہان کی یہی رسم ہے حاتم نے کہا یہ رسم نہایت بد ہے یہ کہکر وہان سے رخصت ہوا اور کسی گانؤن مین جا پہنچا ایک شخص سے پانی مانگا وہ ایک کٹورہ دودھ کا اور ایک میٹھے پانی کا لایا اور کہا ان دونون مین سے جسے چاہے اسے پی لے حاتم نے دونون پیالے پیے پہر کہا اے مسافر اسوقت میرے گہر مین اچھے خوشبودار باس متی چاول پکے ہین بلکہ تیار دہرے ہین اگر تو کہے تو وہ لے آؤن اس کے ساتھ کھا نہایت مزہ پائیگا حاتم بولا کہ نیکی کا پوچھنا کیا ہے دل مین اسکی ہمت پر آفرین کرنے لگا غرض وہ ہندو ایک تہالی مین مٹھائی لے آیا حاتم نے بخوبی کہایا اور رات کی رات اسی گانؤن مین بستر کیا صبح ہوتے ہی اس ہندو کی جورو نے آکر رسوئی کی تیاری کی اور کہا کہ کچھ اسمین سے کہاؤ اور دو چار دن یہین رہو تا کہ راہ کی ماندگی دور ہو یہ بات سنکر حاتم نے ان دونون سے کہا کہ تمہاری ہمت پر آفرین ہے یہ بات سنکر انہون نے نہایت عجز سے کہا ہمسے تمہاری خدمت کب ہوئی یہ کھانا معمولی لڑکون کا موجود تہا وہی ہم بے تکلف لے آئے ہین اگر دو تین دن یہان رہو تو البتہ ہم اپنی مقدور کے موافق کچھ خدمت بجا لائین حاتم کے واسطے ایک پلنگ تکلف سے بچھایا اور اسکے آگے فرش بہی ستہرا صاف کردیا پہر اقسام اقسام کے کھانے پکواکر اسکے سامنے رکہدیے اور کہا کہ اسمین سے کچھ نوش جان فرمائیے تو عین احسان و مہربانی ہے حاتم نے تو ایسے کھانے کبہی نہ کھائے تھے ان کو کھاکر بہت محظوظ ہوا اور بہت تحسین و آفرین کرکے کہنے لگا کہ یہ ہندوستان ہے عجب گلستان ہے مگر یہان کی رسم بد ہے

کہ زندہ عورتون کو موے خصم کے ساتھہ جلاتے ہین اسکو سنکر انہون نے کہا کہ زن وشوہر چونکہ باہم الفت رکھتے ہین بلکہ آپسمین عاشق و معشوق ہوتے ہین اس لیے حیف ہے کہ خاوند مرے اور جورو جیتی رہے ہم بزور نہین جلاتے وہ اپنی خوشی سے آپ جلتی ہے اتفاقاً وہان کا رئیس بیمار ہوکر دو چار ہی دن مین مر گیا اسکی چار جوروئین تہین اور پہلی بی بی کا ایک لڑکا بہی تہا جب اسکی ارتہی بنا کر لے چلے تب وہ چارون کمخواب کے لہنگے پہنکر لال تاش کی ساڑیان باندہکر گہنے پاتے سے آراستہ ہوکر پہولون کے ہار گلے مین ڈالکر بالون کو بکہیر کر ساتھہ ہولین قبیلے والے لوگ انکے پاؤن پر گر پڑے کہ تم بہری پری ہو تمہین جلنا مناسب نہین انہون نے کسی کا کہنا نہ مانا تب حاتم انکے پاس جاکر کہنے لگا کہ اے پریزادو تمہین شرم نہین آتی جو اپنے گہر سے نکلکر نامحرمون مین آتی ہو اور ایک مردے کے ساتھہ جلا چاہتی ہو وہ یہ سنکر کہنے لگین کہ اے جوان تجہے ہمین دیکہنے سے حیا نہین آتی ہم تو مردے ہین ہمکو تیری پردے کی خبر نہین کیونکہ وہ کوئی دن تہا جو ہم نے اس مردے کے ساتھہ عیش و آرام کیا تہا اب جو وہ مر گیا ہے تو ہم اس سے جدا ہون اور جیتے رہین یہ بات محبت اور مروت سے دور ہے اسکے سوا تمام عمر آتش غم مین جلنا پڑے گا اس سے بہتر ہے کہ اسکے ساتھہ ہی جل بجہین جو تمام عمر کے غم سے چہوٹین گے پرمیشر جانے کیونکہ اس بات سے جی ڈرتا ہے کہ کہین شیطان اپنے مکر سے وسوسہ نہ ڈالے کہ جسکے سبب سے اپنے سوامی کو بہولکر کسی طرف بدنظر دیکہین اور اپنی اپنی زندگی پر لعنت ہو غرض انہون نے حاتم کا کہنا نہ مانا اور دیوانون کی طرح ادہر اودہر دیکہتی بہالتی وہان تک پہنچین پہر اس مردے کو چتا مین رکہہ کر اور آپ ہنستی ہوئین کسی نے اسکا سر زانو پر رکہا اور کسی نے پاؤن گود مین لیے یکایک چتا کو آگ لگا دی تب حاتم نے جانا کہ یہ آگ سے ڈر کر بہاگ اٹہینگی یہ گمان غلط ہوا وہ ہنسی خوشی اسکے ساتھہ جلکر راکہہ ہوگئین حاتم یہ احوال دیکہکر گہبرایا اور افسوس کرنے لگا جب وہ اپنے گہرون کو چلے تب حاتم نے ہندون کے ساتھہ آپ اپنے کہا یہ عورتین اپنی خوشی سے جلتی ہین کوئی انپر جور و ظلم

نہیں کرتا اور محبت کی شرط یہی ہے حاتم نے کہا یہ سچ ہے اور وفاداری کا بھی یہی طریقہ ہے غرض کئی روز کے بعد حاتم نے پھر کہا کہ اے یار مجھے کوہ ندا کی طرف جانا ہے رخصت کر دے یہ بات سنکر ہندو نے کہا کہ اے جوان کوہ ندا یہاں سے بہت دور ہے تو نہ پہنچ سکے گا حاتم نے پھر کہا اے عزیز مجھے رخصت کر دے یہ کہکر گانوں گانوں ملک ملک کی سیر کرتا ہوا اتر کی طرف پہنچا ایک شہر دکھائی دیا جب قریب جا پہنچا تو لوگوں کو دیکھا کہ بہت سے جمع ہیں اور شور و غل کرتے ہیں اسنے جا کر پوچھا اے یارو اس شور و غل کرنے کا کیا سبب ہے کسی نے کہا یہاں کے رئیس کی بیٹی مر گئی ہے اور یہ سب چاہتے ہیں کہ اسکے خاوند کو اسکے ساتھ جیتا گاڑ دینگے وہ اس بات کو قبول نہیں کرتا اسی واسطے یہ شور و غل ہے حاتم نے کہا تمہارا رئیس کہاں ہے مجھے اسکے پاس لے چلو میں اس سے کچھ کہونگا یہ بات سنکر وہ اسکو اپنے سردار کے پاس لے گئے حاتم نے اسکو دیکھتے ہی کہا اے بزرگ تمہاری یہ کیا رسم ہے جو جیتے کو مردے کے ساتھ گاڑ دیتے ہو اور یہ بڑا غضب ہے کہ وہ غریب راضی نہیں زبردستی کرتے ہو اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو وہ بولا اے عزیز یہ جوان بھی تیری طرح سے مسافر اس شہر میں وارد ہوا تھا چند روز یہاں رہکر میری بیٹی کو چاہنے لگا اور رفتہ رفتہ ہم لوگوں میں ملگیا اور اس شہر کا دستور ہے کہ جب تک لڑکی یا لڑکا اپنی جوانی پر نہیں آتا تب تک ہم لوگ اپنی رضا و رغبت سے نہیں بیاہتے جب تک کہ آپس میں عشق و محبت ہو کر حد سے گذر جائے یہاں تک کہ ہر ایک اپنی خوشی سے اقرار کرے کہ جو کوئی ہم میں سے مر جاویگا تو اسکے ساتھ دوسرا گڑ جائیگا تب ہم دونوں بیاہ دیتے ہیں چنانچہ یہ جوان بھی اس رسم سے آگاہ ہو کر اس لڑکی پر عاشق ہوا تھا جب محبت کامل دیکھی تب اسکے ساتھ دفن کرتے ہیں یہ کیا نا انصافی ہے کہ ایک مدت تک چین کرتا رہا اور اسکے باغ جوانی سے گل مراد لوٹتا رہا اب جو مر گئی تو یہ اپنی خوشی سے اسکے ساتھ نہیں گڑتا اور اپنے اقرار پر ثابت قدم نہیں رہتا تمہیں بتاؤ کس کا قصور ہے ہم زبردستی کسیکو نہیں گاڑتے اگر یہ ... پھر یہاں رکھتے نہیں تو اسکو

ظلم ہے تو بھی پوچھ کہ اپنے قول سے یہ کیون پھرتا ہے یہ بات سُنکر حاتم اُسکے پاس گیا اور کہنے
لگا اے جوان تو کسلئے اپنے کہنے پر عمل نہین کرتا کبتک جئے گا آخر مرنا ہی بہتر ہے کہ جو کچھہ
کہا ہے اوسپر ثابت قدم رہ اسنے کہا ایجوان تو بھی ان ہی مین مل گیا اپنے شہر کا دستور
بیان کیون نہین کرتا حاتم نے کہا کہ مین کیا کہون تو آپ ہی قرار کر چکا ہے اب پھرنے
سے تجھے شرم نہین آتی اسنے کہا یہ مجھسے کبھی نہو گا جو مین ان کا کہا مانون اور جیتے جی
مُردے کے ساتھہ گڑون حاتم نے معلوم کیا یہ سب کے سب بے گاڑے نہ رہین گے اور
یہ بھی اپنے خوشی سے نہ گڑے گا لیکن اس بات کا لحاظ کرکے اپنی بولی مین کہا تو خاطر جمع
رکھہ مین تجھے نکال لونگا پر اب انکے سامنے گڑ جا اسنے کہا کہ تیرے نکالنے تک کیونکر جیتا
رہونگا حاتم نے تسلی کرکے لوگون سے کہا کہ یارو یہ اجل گرفتہ اپنی بولی مین کہتا ہے
کہ ہمارے شہر کا دستور ہے کہ قبر حجرے کی طرح پر بناتے ہین اگر یہ بھی اسی طرح بناوینگے
تو مین اپنی خوشی سے گڑ جاؤنگا اس سخن کو سنکر وہ کہنے لگے کہ یہ بات حاکم سے
تعلق رکھتی ہے ہم کچھہ نہین کرسکتے وہ جو کہے گا وہی کرین گے حاتم اُن سبھونکو ان کے
حاکم کے پاس لے گیا وہ کہنے لگا خداوند یہ شخص گڑنے پر راضی نہین اور کہتا ہے کہ
جسطرح میرے ملک مین قبر بنتی ہے اگر اس ڈھب کی قبر بناؤ گے تو مین قبول
کرونگا حاکم نے کہا کس طرح کی بنتی ہے حاتم نے کہا حضرت سلامت کوٹھری
کی طرح بہت بڑی کہ جسمین دس بیس آدمی اچھی طرح لیٹین بیٹھین یہ بات حاتم
کی زبانی سننے سے حاکم سرسبز ہوا اور کہا کہ جسطرح یہ کہے موجب اسکے کہنے کی کرو
یہ سنکر وہ لوگ پھر آئے اور ایک قبر ویسی ہی بنوائی تب حاتم نے لوگون کی آنکھہ
بچا کر اس سے کہا کہ تو اندیشہ نکر وقت شب تجھکو نکال لونگا وہ اس کلمہ سے راضی
ہوا اور لوگون سے کہنے لگا اے یارو دیر نکرو جو تم چاہتے ہو مجھے قبول ہے
آخر انھون نے اون دونون کو قبر مین گاڑ دیا اور ایک پتھر سے اسکے منہ کو بند کرکے
مع حاتم شہر کو گئے پھر اسکی مہمانداری کی اور ایک مکان مستحکم اسکے رہنے کو دیا حاتم
پھر رات ہونے کا منتظر تھا کہ کسی طرح سے اس شخص کو قبر سے باہر نکالے جب رات ہوئی

اور گھر والے سو رہے حاتم اپنے بچھونے سے اوٹھا اور اس گور کی طرف چلا اس
ملک کا یہ دستور تھا کہ تین روز تک مردہ کی قبر پہ انکے وارث تمام رات جاگا کرین
اور گھر نہ آئین عورت کا منھ نہ دیکھین چنانچہ اسی سبب حاتم کو قابو نہ ملا جو تو روز حاتم
اس گور پہ گیا اور وہ شخص جو اسمین دفن ہوا تھا حاتم کو بہت سخت و سست کہہ رہا تھا
الغرض حاتم نے پکارا وہ نہ بولا جانا شاید مر گیا پھر پکارا کہ ای جوان مین تجھہ تک آیا
ہون اس نے جواب دیا حاتم پھر پکارا پھر بھی نہ بولا حاتم کو یقین ہوا کہ بیشک مر گیا
کمال افسوس ہوا اور بے اختیار رونے لگا تیسری بار با آواز بلند پکارا ای جوان اگر جیتا
ہی تو جواب دے ورنہ مین اپنا وعدہ وفا کر چکا تو تا قیامت یہین رہیگا وہ یکایک چونک پڑا
اور نا بینان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ ای شخص تو کون ہی حاتم نے جو اسکی آواز سنی
سجدہ شکر بجا لایا اور کہا کہ مین وہی ہون جو تجھہ سے وعدہ کر گیا تھا یہ کہکر خنجر سے قبر
کھود کر نکالا اور بعد ایک ساعت کے کھانا کھلا کر کہا کہ اب جدہر تیرا منھ اوٹھے چلا جا اسنے کہا
کہ میرے پاس خرچ نہین حاتم نے کئی درہم دیکر رخصت کیا اور اس قبر کو درست
کر کے اپنی جگہہ آ کر سو رہا صبح کو اوٹھ کر لوگون سے کہا کہ کوہ ندا کا راستہ بتلا دو مین
جاؤن گا انہون نے کہا جاؤ یہان سے قریب ہی تھوڑے فاصلہ پہ ایک دوراہا ملیگا اگر داہنی
طرف جائیگا منزل مقصود پہ پہنچیگا حاتم ان سے رخصت ہوا اور دس دن رات دن چلا
کیا بعد طے منازل گیارہوین دن اسی دوراہے پہ جا پہنچا اور اسکی نصیحت کو بھولکر
بائین طرف چل نکلا حیف ہی کہ جس راہ کو اس نے منع کیا تھا اسی پہ جا پہونچا اور
دو دن کے بعد کیا دیکھتا ہی کہ تمام جانور درندے کیا گزندے بھاگے ہوئے چلے آتے
ہین یہ ایک کونے مین کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ شاید کوئی بھیڑیا یا کوئی درندہ پیچھے پڑا ہی
جو اپنا جی چھوڑ کے گرتے پڑتے چلے آتے ہین یہ بھاگ کر درخت پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہے
کہ بڑے بڑے ہاتھی اور گینڈے سبھی گھبرائے ہوئے بے اختیار دوڑے چلے
آتے ہین اور ان کے پیچھے ایک چھوٹا سا جانور مہیب صورت چراغ سی
آنکھین سر پہ دم چھتر کئے ہوئے چلا آتا ہے حاتم ڈرا کہ کوئی بلائے عظیم ہے

کہ جسکے ڈر سے اتنے بڑے جانور درندے بھاگے چلے آتے ہیں میں غریب کس شمار میں
ہوں مستعد ہوکر خنجر نکال لیا اتفاقاً وہ جانور اسی درخت کے نیچے آیا اور آدمی کی
بو پاتے ہی غرّا کر اُچھلا حاتم نے ایک خنجر ایسا مارا کہ دونوں ہاتھ قلم ہوکر گر پڑا
اور پھر سنبھلکر نہایت غضب سے لپکا حاتم نے پھر اسکے پیٹ میں ایک خنجر مارا کہ انتڑیاں
نکل پڑیں زمین پر گرا اور گرتے ہی پیشاب کرکے دُم کو اس میں بھگو کے ہلانے لگا
جہاں جہاں اسکی بوندیں پڑیں وہاں آگ لگ گئی جب اُس درخت کے پاس
پہونچی حاتم جست کرکے ایک چشمے میں جا پڑا اور وہ جانور رہ گیا جب وہ آگ بجھ گئی
تب حاتم اس پانی سے نکل کر اس درخت کے نیچے آیا اور اس جانور کے دانت جو خنجر
کے برابر تیز تھے اُکھاڑ لیے اور دُم دونوں کانوں سمیت کاٹکر ترکش میں رکھ
لئے اور چل نکلا کئی دن کے بعد ایک قلعہ دکھلائی دیا اُسی طرف متوجہ ہوا جب
نزدیک پہنچا تو سنسان دکھلائی دیا اسکے کنگورے آسمان سے لگے دیکھے اور بڑی بڑی
عمارتیں آراستہ اور اُنمیں چمک رہی ہیں اور چوپڑ کا بازار نہایت ستھرا اور صاف
آراستہ ہو رہا ہے اور سب دوکانیں موجود ہیں مگر آدمی کا نشان مفقود یہ دیکھکر حیران
ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ کوئی بلا دیو اس شہر میں آتا ہے کہ جسکے ڈر سے یہاں کے
لوگ دوکانیں چھوڑ بھاگ گئے یہ سوچکر آگے بڑھا سو اتفاقاً خاص قلعہ شاہی میں پہنچا
اسمیں بادشاہ اپنے اہل و عیال اور اسباب سمیت رہتا تھا اور چند نوکر بھی پاس
دروازوں کے دریچوں میں بیٹھے تھے حاتم کو دیکھکر بولے کہ مدت کے بعد ایک مسافر
شہر میں آیا ہے دوسرے نے کہا کہ اسکو پکارو کہ ادھر آوے یہ بات سنکر ایک شخص
نے پکارا حاتم ایک دریچے کے پاس کھڑا ہو رہا بادشاہ نے کھڑکی میں سے سر نکالکر کہا کہ
اے جوان تو کہاں سے آیا اور کہاں جائیگا حاتم نے کہا کہ میں یمن کے رہنے والوں
میں سے ہوں شاہ آباد سے آیا ہوں کوہ ندا کو جاؤنگا یہ بات سنکر بادشاہ نے کہا اے جوان
تو راہ بھول گیا جو بائیں طرف سے آیا شاید تیری موت تجھکو یہاں لائی ہے حاتم نے
کہا کہ مرضی حق پر راضی ہوں لیکن اے شخص تو اپنا ماجرا کہہ کہ کہاں میں یہاں کا

بادشاہ ہون اور اس ملک مین چند روز سے ایک بلاے عظیم آتی ہے اسکے سبب سے
کیا رعیت کیا سپاہ چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے اور شہر ویران ہو گیا لیکن وہ بھی مغلوب
ہین کیا کرین کیونکہ شیر کی طاقت نہین جو عہدہ برآ ہو سکے اور مین اپنے خدم وحشم سے
اہل و عیال سمیت قلعہ مین بند ہو گیا ہون طاقت نہین رکھتا کہ اسے مارون ناچار ہو کر گوشہ
گیری توکل بخدا کی حاتم نے کہا اے بادشاہ وہ بلاے ناگہانی کیا کوئی دیو ہے یا کوئی درندہ
عظیم ہے کہ کوئی اسکی تھاہ ہی نہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکا مسکن کوہ قاف مین ہے مگر تھوڑے
دنون سے یہان اسکا گذر ہونے لگا ہے اسی کے باعث سے تمام ملک ویران ہو گیا
ہے ہر روز اس کو ایک وقت آنا اور دو چار آدمیونکو کھا کر چلے جانا آج تک قدم
قلعہ مین نہین آیا اسواسطے کہ گرد ایک خندق عظیم پانی سے مدام بھری رہتی ہے معلوم
نہین وہ کیا ہے یہ سنکر حاتم بولا اے بادشاہ تجھے مبارک ہو مین نے فلان جنگل مین
اسکو مارا خدا مسبب الاسباب ہے کہ مین کوہ ندا کی راہ بھولکر بائین طرف آ نکلا حاتم
نے پھر تمام ماجرا اس جانور کا اور اپنا بیان کیا اس بات کے سنتے ہی وہ اپنے قلعہ
سے اترا اور حاتم کو اپنے گلے لگایا اندر لیگیا بعزت تمام مسند پر بٹھایا اقسام اقسام
کے کھانے منگوا کر اسکے سامنے چنوائے حاتم نے بخوبی تناول فرمایا اور بادشاہ
بھی اسکا شریک طعام رہا پھر آپ خاصہ منگوا کر نوش جان کیا اور اسکو بھی کھلایا اسکے
بعد کہا مین کیونکر باور کرون کہ وہ بلا ماری گئی حاتم نے اسکے دانت اور دم اور کان
ترکش سے نکالکر دکھلائے بادشاہ انکے دیکھتے ہی حاتم کے پائون پر گر پڑا اور بہت
شکر گذاری کی پھر ہر طرف لوگون کو شقے پروانے بھیجے کہ وہ بلا دفع ہوئی تم بیدھڑک آکر
اپنے ملک مین بسو اور بخوبی اوقات بسر کرو چند روز کے بعد حاتم نے رخصت چاہی اور
عرض کی کہ ایک رہبر میرے ساتھ کرو کہ کوہ ندا کا راستہ بتا دے بادشاہ نے فرمایا کہ اے جوان
یہ شہر اب خدا کے فضل سے آباد ہو جائیگا اسے اپنا ہی سمجھو یہین رہو اور بادشاہی اختیار کرو
مین اپنی بیٹی تمہاری خدمت مین دیتا ہون اسے قبول کرو حاتم نے کہا جبتک
مین بندگان خدا کے کامون سے فراغت نہین پاتا عیش کو حرام جانتا ہون

بادشاہ نے کہا یہ کلام سنکر کہا آفرین تیری ہمت پر ایک بہر دیکر رخصت کیا حاتم اُسکے
ساتھ ہو لیا تھوڑی دور جاکر وہ کہنے لگا اے حاتم کوہ ندا کی یہی سیدھی راہ ہے حاتم ادہر
متوجہ ہوا پھر ایک شہر آباد دیکھا پہنچا وہان کے لوگ اسکو حاکم کے پاس لیگئے اُس نے
اُسکی تعظیم کی اور پوچھا کہ اے مسافر تو کہان سے آیا ہے کیونکہ اس شہر مین سکندر بادشاہ
تشریف لائے تھے اب تجھکو دیکھا اسکا حال سچ کہہ حاتم نے کہا مجھکو حسن بانو برزخ سوداگر
کی بیٹی نے بھیجا ہے کہ تو جاکر ٹھیک ٹھیک خبر لا حق تو یہ ہے کہ مین نے بہت رنج اوٹھاے
اب اس بات کا امیدوار ہون کہ اگر تم اس بھید سے واقف ہو تو عنداللہ کہہ دو
عین بندہ نوازی ہے اور مسافر پروری کیونکہ میرے نصیب راحت سے مبدل ہوجائین
رئیس شہر نے کہا کوہ ندا کا ایسا راز نہین جو سرسری بیان ہوسکے اگر تو
چند روز یہان رہیگا تو معلوم ہوجائیگا حاتم نے کہا بہت اچھا حاکم نے اسکے رہنے کو
مکان عالیشان دیا اکثر آپ بھی شریک صحبت رہتا ایکدن سو دو سو آدمیون سمیت حاتم
بیٹھا ہوا کچھ باتین کررہا تھا اتنے مین کوہ ندا کا ذکر آگیا بیان کرنے لگے جس قلعہ کی ہر ایک
دیوار آسمان سے باتین کررہی ہے اس سے خودبخود ایک آواز ہوتی ہے یہ اسی
گفتگو مین تھا کہ ایک آواز اس پہاڑ کیطرف سے آئی یا اخی یا اخی اس مجلس مین
سے ایک جوان خوشرو دوڑا لوگون نے اسکے وارثون سے جاکر کہا کہ فلان شخص کی
کوہ ندا سے طلب ہوئی ہے وہ اس بات کے سنتے ہی دوڑے دیکھا کہ اسکا تمام منہ سُرخ
ہورہا ہے لوگ اسکے گرد ہین وہ بے اختیار کوہ ندا کی طرف چلا جاتا تھا یہ حال دیکھکر
حیران ہوکر حاتم پوچھنے لگا اے یارو جوان کو کیا ہوا ہے کہ دوڑا جاتا ہے نہ کچھ کہتا
ہے نہ سنتا ہے لوگون نے کہا اسکو کوہ ندا سے آواز آئی ہے شتابی آ حاتم نے معلوم کیا کہ
کسی نے بلایا ہے جو اودھر جاتا ہے اسبات کو سوچکر اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ اے بھائی یہ مروت سے
بعید ہے جو تو نہین بتاتا برائے خدا کہدے کہ کسکے بلانے پر ہم سب کو چھوڑے جاتا ہے غرضکہ ہرچند
حاتم نے سر پٹکا اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور ہاتھ جھٹک کر بھاگا اور پہاڑ کے نیچے جا پہونچا حاتم بھی
لپکا مگر وہ نظرون سے پہاڑ ہی مین غائب ہوگیا اُس نے ہرچند نظر گاڑ کر دیکھا پتھرون کے

سوا کچھہ نظر نہ آیا بہت حیران ہوا آخر سب لوگون کے ساتھہ شہر مین آیا حاصل یہ ہی کہ ہر شخص اپنے گھر کو آیا پر کوئی اسکے واسطے نہ رویا بلکہ بہت سا کھانا وغیرہ حاتم نے پوچھا تم مین سے کسی کو معلوم ہی کہ اسپر کیا گذری ادنہون نے جواب دیا تو بھی موجود تھا جو تونے دیکھا یہ سنکر چپ ہو رہا اور اس جوان کیواسطے آبدیدہ ہوکر کہنے لگا افسوس دنیا ہیچ ہے انہون نے کہا اے شخص ہمارے ملک کی یہی رسم ہی اگر ایسا کریگا تو رکھا جائیگا حاتم دل مین کہنے لگا کہ حسن بانو کو کیا جواب دونگا غرض چھہ مہینے حاتم کو وہان رہگئے اور اس عرصہ مین اسیطرح سے پندرہ آدمی پہاڑ کی طرف گئے اتفاقاً ایک شخص حاتم نامی وہان تھا حاتم مین اور اس مین نہایت دوستی تھی کہ ناگاہ کوہ ندا کے قلعہ سے آواز آئی (یا اخی یا اخی) اس بات کے سنتے ہی وہ بیچارہ متوجہ ہوا اور اسے گھیر لیا تب حاتم کہنے لگا یہ بھی اسیطرح جائیگا افسوس ہے کہ مجھکو اس سے محبت ہوگئی تھی یہ بھی جدا ہوتا ہے مین اسکو ہرگز نہ چھوڑونگا اسکا ساتھہ دینا مجھکو ضرور ہے جو ہونی ہوسو ہو کیونکہ یہان کے لوگون سے کوہ ندا کا حال مفصل معلوم ہوا یہ بات ٹھہراکر کمر کسکر باندھی اور اسکا ہاتھہ پکڑکے پہاڑ کیطرف دوڑا ہرچند کہتا تھا کہ بھائی یہ کیا احوال ہے تجھے کون کھینچے لئے جاتا ہی وہ کچھہ جواب نہ دیتا تھا آخر کار جھنجھلا کر بولا کہ اے بیمروت یہ کیسی دوستی تھی آخر ہم تم ایک ہی آئین ہے تیری زبان کیون بند ہوگئی پیچ کہ تجھے کون لیے جاتا ہے اور کدھر جاتا ہی اسنے کچھہ بیان نکیا بلکہ حاتم کے ہاتھہ سے اپنے تئین چھوڑانے لگا اور اتنا زور کیا کہ اس کے ہاتھہ چھوٹ گئے اور حاتم زمین پہ گر پڑا تب وہ چلا اور حاتم اس کے پیچھے چلا گیا اور دونون آگے پیچھے پہاڑ کے نیچے جا پہونچے حاتم نے اوچھل کر زور سے اس کی کمر پکڑلی ہرچند اسنے چاہا کہ اسکو جدا کرے لیکن جدا نہ کرسکا اسیطرح دونون گرتے پڑتے پہاڑ کے اوپر جا پہنچے جو ہین قلعہ کے نزدیک گئے ایک کھڑکی دکھائی دی دونون لپٹے لپٹائے اسکے اندر چلے گئے اور لوگون کی نظرون سے غائب ہوئے وہ ناچار وہان سے حاتم کا افسوس کرتے ہوئے

شہر مین آئے اور حاکم کو خبر پہنچائی کہ مسافر بھی حاتم کے ساتھ اسی پہاڑ پر چلا گیا اس بات کے سنتے ہی حاکم غصہ ہو کر کہنے لگا کہ وہان آجتک کوئی بے بلائے اس پہاڑ پر نہین گیا تمنے اسکو کیون چھوڑا اور کس واسطے جانے دیا یہ پاپ اس غریب کا تمہاری گردن پر ہے انہون نے عرض کی خداوند ہمنے اسکو بہت سمجھایا کہ تو وہان نہ جا مگر ہمارا کہنا نہ مانا اور کہا کہ وہ میرا یار جانی ہے مین اسکو ہرگز تنہا نہ چھوڑونگا بلکہ جو مصیبت اسپر پڑیگی مین بھی اسمین شریک ہونگا غرض حاتم اور وہ جوان ایک میدان وسیع مین پہنچے وہان ایک سبزہ زار نظر آیا کہ نظر کام نہ کرتی تھی گویا فرش زمردین چارطرف بچھا ہے تھوڑی سی زمین اسمین خالی تھی وہ جوان اسپر پاؤن رکھنے لگا پاؤنکے رکھتے ہی چیت گر پڑا حاتم نے چاہا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کے اوٹھائے اتنے مین اسکا منہ زرد ہوگیا آنکھین پھر گئین ہاتھ پاؤن سخت ہوگئے اسکا یہ حال دیکھکر حاتم نے اپنے دل مین کہا یہ مر گیا آنکھون مین آنسو بھر لایا بے اختیار رونے لگا کہ اسمین زمین شق ہوگئی وہ جوان اسمین سما گیا اور وہ جگہ برابر ہوگئی اس ماجرے کو دیکھکر حاتم نے سجدہ کیا اور کہا کہ دنیا فانی ہے سب کو مرنا ہے واقعی اب کوہ ندا کی کماحقہ کیفیت معلوم ہوئی لیکن اب یہان سے چلیئے یہ دھن باندھکر روانہ ہوا اور تمام دن پھرا مگر اس کھڑکی اور قلعہ کا کھوج نہ ملا خدا جانے وہ کھڑکی کیا ہوئی اور قلعہ کدھر گیا سات روز تک حیران و سرگردان بے آب و دانہ رہا غرض جینے سے مایوس ہوکر دل مین کہنے لگا کہ اے حاتم تیری یہان موت لائی ہے جو بے بلائے آیا کیونکہ نہ وہ قلعہ نظر آتا ہے نہ وہ پہاڑ نہ وہ شہر اتنے مین ایک دریا کے کنارے جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ بڑی زور شور سے بہہ رہا ہے اور چھور نہین ملتا یہ نہایت متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ الٰہی اب اس سے کیونکر پار ہون تیرے سوا کون بیڑا پار کریگا اتنے مین ایک ناؤ نظر آئی کہ ادہر ہی چلی آتی ہے اسنے جانا کہ کوئی ملاح لئے چلا آتا ہے جب کنارے آ لگی تو اسپر دیکھا کہ کوئی ملاح نہین متعجب ہوکر شکر خدا کا بجا لایا سوار ہوگیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان مین کچھ لپٹا دھرا ہے بھوکا تو تھا ہی خوش ہوگیا ہاتھ بڑھا کر اوٹھا لیا تو دو روٹیان

اور مچھلی بھنکے کباب گرما گرم تیرے چاہا کہ کھائے ساتھہ ہی یہ دہیان آیا کہ شاید ملاح نے
اپنے واسطے رکھا ہوا ہے اتنے مین ایک مچھلی نے دریا سے سر نکالکر کہا اے حاتم یہ تیرا
حق ہے بے اندیشہ کہا یہ کہکر غوطہ مار گئی حاتم نے کہا کر پانی پیا اور شکر کیا وہین ایک
آندہی ایسی چلی کہ تین دن مین کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اُترا اور متوجہ شہر کا ہوا
حاتم نے چاہا کہ اگر شہر ملے تو اُنکی حقیقت لوگون سے بیان کیجئے حتی کہ شبانہ روز
چلتے چلتے گذر گئے کہین سراغ نہ پایا سرگردان چلا جاتا تہا کہ پہاڑ نظر آیا تین دن کے
بعد اسکے نیچے پہنچا اور جس پتہر کو اُٹھا کر دیکھتا ہی اسکے نیچے لہو بہتا ہوا پایا فکر کرنے
لگا کہ کسسے پوچھون ناچار پہاڑ پر چڑہا اور بارہ دن کے بعد سر پر جا پہنچا تو ایک
میدان کف دست دکہائی دیا کہ وہان کی خاک قرمز جانور چرند اور پرند بیر بہوٹی
کیطرح لال ہو رہے ہین حاتم بہوک پیاس بہول گیا اور قدم بڑہائے چہہ کوس تک چلا
ہی گیا کیا دیکھتا ہے کہ لہو کا ایک دریا لہرین مار رہا ہی اور اسمین جتنے جانور ہین ایسے
سرخ ہو رہے ہین گویا لہو سے بنے ہین گہبرایا کہ الہی یہ کیا ہی کیونکر پار ہونگا ناچار
کنارے کنارے چل کہین سے اُترنے کا قابو نہ پایا جب بہوک لگتی تو توشکا لیکے
کہاتا جب پیاس لگتی تو قطرہ منہہ مین رکہ لیتا ایک مہینہ اسیطرح گذر گیا ایکبار
اس جگہہ پہنچا کہ جہان دریائی خون کے سوا زمین نہ تہی نہ درخت نہ چرند تہے نہ پرند دل
مین کہنے لگا اے حاتم ایک مہینے تک تو نے یہ رنج سہے کہ پانون چلتے چلتے رہ
گئے کنارا نظر نہ آیا اگر دس برس تک یونہین پہرے گا دریای خون کے سوا کچھہ
نہ دیکھیگا خدا کے کارخانہ مین دم مارنا آسان نہین ہی اور جن جن چیزونکو اُسنے
چہپایا ان کا کہولنا امکان نہین اگر وہ فضل کرے تو یہان سے صحیح و سلامت منزل
مقصود کو پہنچے ورنہ کچھہ تدبیر نہین ہو سکتی افسوس وہان بیچارہ منیر شامی تیری
راہ تک رہا ہی اور تو اس گرداب مین پہنسا رہا ہی لیکن اس سے سخت
حیرانی ہے کہ کوہ ندا کی خبر حسن بانو کو کیونکر ملی جو اسکی خبر لانیکے لئے لوگونکو بہیجتی ہے
اور بیابان محنت مین ڈالتی ہے یقین ہے کہ اکثر اسکی خبر لینے کو آئے ہونگے نہ جا ہم

بھیر گئے ہونگے اتنے مین سو چکر کہنے لگا کہ تو کچھ اپنے حظ نفس کے واسطے یہ کام نہین کرتا بلکہ ایک بندہ خدا کے لیے یہان تک آیا ہی اُس کے کرم سے امید رکھ اس بلا سے نجات دیگا البتہ وہ مراد کو پہونچا دیگا اس تفکر مین کوئی چیز دریا مین نمود ہوئی حاتم اسکی طرف بغور دیکھنے لگا اتنے مین وہ نزدیک آئی دیکھا تو ایک کشتی ہی حاتم بسم اللہ کہکر سوار ہوا پہر ویسی ہی روٹیان اور کباب بدستور پائے بتامل انہین کہایا اور خدا کی حمد بجالایا جب کشتی منجدھار مین پہنچی زور سے ہوا چلنے لگی اور لہرین بلند شعاع کے بلند ہونے لگین حاتم ڈرا اور خدا کو یاد کرنے لگا آنکھین بند کر کے ناؤ مین لیٹ رہا قریب تھا کہ بیحواس ہو جاوے اور خوف سے ڈوب جاوے غرض سات روز تک اسیطرح گذرے آٹھوین روز کشتی کنارہ پر لگی حاتم اوترا اور کشتی الٹی پہر گئی یہ کنارے کنارے چلنے لگا اور افسوس کرتا تھا کہ یہ راز نہ کھلا کہ یہ کشتی کون لایا اور کباب روٹی کون دہر گیا کئی روز تک اٹھتے بیٹھتے چلا گیا کہ دور سے ایک چیز نمودار ہوئی حاتم حیران ہوا آگے بڑہکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک دریا نہایت شفاف لہرین مار رہا ہے اور ایسا چمکتا ہی کہ کسی نے چاندی گلا کر بہا دی ہی حاتم تشنگی سے جان بلب تھا کنارہ پر آ بیٹھا اور اسمین پانو ہاتھ ڈالا جس وقت پانی نکالا تو پانی نہ پایا مگر ہاتھ چاندی کا ہو گیا ہر چند کہ اسکو اپنے ہاتھ سے پاک کیا لیکن وہ اسی طرح پر رہ گیا بلکہ بوجھ ہو گیا حاتم نے کہا یہ عجب دریا ہی اگر غوطہ مارون چاندی کا ہو جاؤن پہر چلنا مشکل ہو گا حالت اضطراب مین چارون طرف دیکھا کہ ناگاہ اسی طرح ایک کشتی آئی یہ بسم اللہ کہکر چڑہ گیا پہر ایک طباق گرما گرم حلوے کا نظر آیا اُسنے ہاتھ سے اپنی طرف کہینچ لیا اور خوب کہایا پہر پانو پہیلا کر آرام تمام سو رہا کئی دن کے بعد کشتی کنارے پر جا پہنچی حاتم اوتر کے آگے بڑہا ہر وقت ہاتھ اپنا دیکھا کرتا تھا چار دن کے بعد ایک پہاڑ نمودار ہوا اس نے جانا کہ یہ نزدیک ہی حالانکہ وہ ایک مہینے کی راہ پر تھا غرض شکر کرتا ہوا اور کہاتا ہوا چلا جاتا تھا جب دو تین دن کی راہ پر پہنچا تو سنگ ریزے رنگ برنگ کے اور طرح طرح کے

جواہرات نظر پڑے طمع دامنگیر ہوئی تہوڑا اسا جواہرات جیب مین ڈال لیا تہوڑی دور
چل کر اس سے زیادہ بیش بہا پڑا دیکہا اسکو پہینک کر اسکو جیب مین ڈال لیا
تہوڑی دیر کے بعد دل مین خیال آیا کہ یہ جواہر شہرون مین پہونچے تو اسکی
قیمت کوئی نہ دے سکے اسی خیال مین چلا گیا آخر اسکے بوجہ سے تہک کر کسی جگہہ
بیٹہہ گیا اور کئی لعل اور زمرد و الماس جنکی قیمت جو سب سے بڑہ کر تہی چن لیے باقی
وہین پہینک دیئے پہر راہی ہوا ایک چشمہ پر جا پہونچا اسکے کنارے بیٹہہ گیا اپنے
ہاتہہ پاؤن دہوئے اتنے مین بائین ہاتہہ پر جو نظر پڑی اسکو جیسا تہا ویسا پایا مگر ناخن
چاندی کے رہے خدا کا شکر ادا کیا اس دریا مین ہاتہہ چاندی کا ہو گیا تہا اس چشمہ مین اپنی اصلی
پر آگیا اس مین کیا بہید ہے اتنے مین رات ہو گئی اسی جگہہ پڑ رہا یکایک دو شخص
اس چشمہ پر آ نکلے کہ ان کے سر آدمی کے تہے اور پانون ہاتہی کے اور ناخن شیر
کے رنگ نہایت سیاہ حاتم دیکہکر ڈرا اور اوٹہہ کہڑا ہوا اور کہا کہ یہ کیا بلا ہے اگر
بہاگون تو شرم دامنگیر ہے اور ٹہرون تو ٹہر نہین سکتا دیکہیے تقدیر مین کیا ہے
یکایک حاتم نے تیر و کمان اوٹہا کر ایک تیر مارا ایک نے انمین سے پکڑ لیا چاہتا تہا کہ
دوسرا تیر مارے انہون نے فریاد کی اے حاتم طائی تو اپنی جان کے ڈر سے ہمین
مارتا ہے ہم بہی خدا کے بندے ہین کچہہ تجہے ایذا دینے نہین آئے حاتم تیر و کمان ڈال
بیٹہہ گیا اور دل مین سوچنے لگا کہ انکو مجہہ سے کیا کام ہے جو ادہر آئے ہین تیر تو انہون
نے درمیان ہی مین پکڑ لیا اگر دوسرا مارونگا تو کاہیکو کارگر ہوگا اتنے مین نزدیک
آکر کہنے لگا اے حاتم تجہکو شرم نہین آتی جواہر کی طمع کی وہ بولا کہ مین نے کس کا
جواہر لیا انہون نے کہا کہ فلانے جنگل سے جواہر لایا ہے اب تک تیرے پاس موجود
ہین یہ سنکر حاتم نے جواب دیا کہ تیرا تو نہین ہے وہ بولے کہ یہ اور خلقت
کے واسطے اللہ نے رکہا ہے کہ وہ اپنے کام مین لائین حاتم نے کہا مین نے خدا کی
صنعت دکہانے کو اوٹہا لیے ہین یہ سنکر دیوون نے کہا اگر سلامت جایا چاہتا ہے
تو اس جواہر سے ہاتہہ اوٹہا یہ سنتے ہی حاتم نے سب پہینک دیا اور کہا تم لیجاؤ

حیف ہوکہ مین اسکو بہت دور سے لایا ہون تمنے بڑا ظلم کیا کہ اسکو مجھ سے لے لیا مین کچھ چورا کر نہین لایا انہون نے کہا یہ کیا جانین ہے کہ بے کہے اسقدر مال اُٹھا کر لا یا تھا اپنے پاس رکھنا یہ کب روا ہے بلکہ محنت کی گنہگاری دینی پڑتی ہے حاتم یہ سنکر سر جھکا کر چپ ہو رہا وہ ایک الماس تک زمرد اپنی اپنی قسم مین سے جو بیش بہا تے اسکو دینے لگے اور کہا تجھے یہی بہت ہے اسنے لے لیا اور کہا اے بندگان خدا مجھکو راہ بتا دو جو مین کسی طرح ملک مین پہونچون وہ بولے اے جوان غنیمت سمجھ تو صحیح و سلامت آیا اور جیتا جاگتا چلا کیونکہ اس حد سے آجتک کوئی جان سلامت نہین لیگیا اسقدر اندیشہ نہ کر کہ تیری عمر بڑی ہے اس سے آگے ایک جواہر کا دریا ملیگا اسکے بعد دریائے آتش آئیگا اگر اس سے صحیح و سالم اُتر گیا تو مقرر اپنے ملک مین پہونچیگا مگر کسی چیز کا لالچ نہ کیجیو اسی مین تیری سلامتی ہے خدا نخواستہ اگر کسی چیز پر دل دوڑائیگا تو اپنے کئے کی سزا پائیگا یہ کہکر وہ پانی مین اُتر گئے اسکی نظر سے چھپ گئے حاتم اسی مقام پر تمام رات بیٹھا رہا صبح کو تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک دریا دکھائی دیا اسکو دیکھکر نہایت شاد ہوا اسواسطے کہ بہت پیاسا تھا جب اس کے پاس پہونچکر نگاہ کی تو ہزارون موتی بیش قیمت پڑے ہین لیکن ہر ایک انڈے کے برابر تھا انکی چمک سے آنکھین جھپکی جاتی تھین اور قیمت کا تو ٹھکانا نہ تھا حاتم نے لالچ مین آکر چاہا کہ دس بیس اٹھا لے اتنے مین ان دونون کی نصیحت یاد آگئی ڈر گیا اور اس حرکت سے باز رہا اور اسکے کنارے پر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ اسکا پانی دودھ اور شہد کے مانند ہے پیاسا تو تھا ہی خوب پیٹ بھر کر پیا غرض اس سے بخوبی گذر گیا اور آگے بڑھا کہ دور سے ایک روشنی نظر آئی کہ سونے کا گویا ایک تختہ ہوا ہین چمک رہا ہے اسیطرف چلا ایک مہینے کے بعد جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ سونے کا ایک پہاڑ آسمان سے لگا ہوا جگمگا رہا ہے یہ اسپر چڑھ گیا وہان ایک درخت سونے کا پھلا پھولا دیکھا متعجب ہوا تین روز اس پر چلا گیا ایک میدان نظر پڑا اسکی زمین پر ہزارون درخت سونے کے چمک رہے تھے حاتم دیکھکر حیران ہوا

اور صانع کی صنعت دیکھنے لگا اور خدا کا شکر کرنے لگی پھر تھوڑا میوہ توڑ کر کھایا پھر آگے
چلکر ایک حوض نظر پڑا اور اسکا پانی مثل بلور کے صاف تھا اسکے کنارے پر جا بیٹھا
اور دل مین فکر کرنے لگا کہ یہ باغ کسکا ہے کس سے پوچھئے اتنے مین کئی پریان
پوشاک اور زیور سے آراستہ جلوہ گر ہوئین اور حاتم کو دیکھکر حیرت زدہ ہوئین ادہر
حاتم بھی انکو دیکھکر حیرت مین آیا کہ الٰہی یہ کیا حسن ہے اسوقت ملک زرین پوش یاد آئی اور
دل مین کہا خدا اُسسے ملائے القصہ اسنے کہا کہ تم کون ہو اور یہان کا بادشاہ کون
ہے انہون نے کہا کہ یہ محل پری نوش لب کا ہے اتنے مین وہ آ پہونچی حاتم اسکو دیکھتے
ہی بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ اسکے سرہانے آ کر کھڑی ہوئی کہنے لگی ارے کوئی جلد
آ کر اسکے منہ پر گلاب چھڑکے وہین ایک نازنین دوڑی گئی اور گلاب پاش لیکر
اسکے منہ پر چھڑکنے لگی حاتم ہوش مین آیا پھر پری نوش لب ایک تخت مرصع
پر جا بیٹھی اور اسکو کرسی جواہر نگار پر بٹھا کر کہنے لگی اے جوان سچ کہہ کہان سے آیا ہے اور
کس کام کے ارادے پر یہان تک پہونچا ہے اور کدہر جائیگا حاتم نے اپنا تمام احوال
ابتدا سے انتہا تک اسکے سامنے بیان کرکے پوچھا کہ اس مکان کا مالک کون ہے اور
اس پہاڑ کا نام کیا ہے پری نوش لب نے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ زرین کہتے ہین
اور اس مکان کا مالک شاہ پال بادشاہ ہے اور اسکی بیٹی آسیا نام ہے مین اس
لڑکی کی ایک خواص ہون چنانچہ ساتوان روز میری باری کا ہے اس زمین حاضر
ہوتی ہون اور اس مکان کو کوہ قاف سے تعلق ہے اگرچہ دنیا کی حد مین ہے اور یہ
جو دور سے دکھائی دیتا ہے اسی قلعہ کا حصہ ہے غرض چار روز تک حاتم وہان رہا
اور طعامہاے خوشگوار سے متلذذ ہوا پانچوین روز کہا کہ یہ جگہہ تمہارے رہنے کے
قابل نہین بہتر یہ ہے کہ یہان سے تشریف لیجاؤ حاتم اس پری سے رخصت ہو کر
پہاڑ ہی پہاڑ چلا اور دس روز کے بعد پہاڑ سے اوتر کر کسی جنگل مین جا پہونچا
وہان سونیکا سا رنگ ایک دریا دکھائی دیا کہ اسکا پانی گلے ہوے سونیکی طرح لہرین لے
رہا ہے اور اسکی موجین آسمان سے ٹکر کھا رہی ہین یہ دریاے فکر مین غرق

ہوکر اسکے کنارے پہ بیٹھہ گیا کہ اس سے کیونکر پار ہو جئے اتنے مین ایک ناو طلائی دور سے
نظر آئی اور فورًا کنارے پہ پہونچی حاتم شکر کرکے اسپر بیٹھہ گیا اور وہین طباق حلوے سے
لبریز نظر آیا بھوکا تو تھا ہی کمال رغبت سے کھایا چاہتا تھا کہ دریا مین ہاتھہ ڈال کر
پانی پیے ڈرا کہ یہان ہاتھہ سونے کا نہو جاوے کھینچ لیا پھر ایک کٹورہ بغل سے نکالکر بھرا
اور تھوڑا سا حلق مین ٹپکایا اتنے مین کیا دیکھتا ہے کہ کٹورہ اور چار دانت سونے کے ہو گئے
غرض چوتھے دن ایک کنارہ پہ پہونچا حاتم نے اُترکر دوگانہ شکریہ ادا کیا اور آگے
بڑھا سات روز تک چلا گیا اور وہ عجائبات دیکھے کہ جو نہ سُنے تھے آٹھوین روز پتھرولت
کے میدان مین پہونچا اور ہر ایک پتھر ایسا گرم تھا کہ گویا آگ سے ابھی نکلا ہے مشکل
سے چند قدم چلا طاقت نہ رہی بیٹھہ گیا گرمی کے سبب سے لب خشک ہوگئے بدن
جل اوٹھا بیقرار ہوکر مہرہ منہ مین رکھہ لیا مگر کچھ فایدہ نہ دیکھا اُگلا لکر پھینکدیا مثل ماہی
بے آب بیتاب ہوکر بیہوش ہو گیا زبان باہر نکل پڑی قریب مرگ پہونچا اتنے مین
دو شخص نظر آئے بولا اے یارو آفرین ہے کہ وقت پہ پہونچے اور ٹھیری مدد
کی کہو اب کس طرح جاؤن یہ گرمی کس وجہ سے ہے انہون نے کہا کہ اس کے
آگے دریاے آتش ہے یہ گرمی اسکے سبب سے ہے اور راستہ یہی ہے چلا جا
خدا کی قدرت سے اپنے ملک کو پہونچ جائیگا راہ بتانا ہمارا کام ہے ہان
یہ ممکن ہے کہ تمہاری آگ ہلکی ہو جائیگی اس نے کہا جو ہوسکے وہ بہتر ہے احسان
سے خالی نہین تب انہون نے ایک مہرہ نکال کر حاتم کے حوالے کیا اور کہا
آگے دریاے آتشین ہے اگر اسکو منہ مین رکھیگا تو آگ تجھپر کارگر نہوگی آرام
سے چلا جائیگا پر یہ یاد رہے کہ دریا کے پار ہوتے ہی یہ مہرہ پھینکدے دیکھو یہ کہکر
حاتم کی نظر سے غائب ہو گئے وہ رات کی رات وہین رہا صبح کو اپنے منہ مین مہرہ
رکھکر آگے چلا تین دن کے بعد سامنے سے آگ کے شعلے معلوم ہونے لگے
یہ ڈرا اور عظمتہ للہ کہکر آگے بڑھا جب کنارے پہ پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ شعلے
کی لہرین آسمان تک جاتی ہین اتنے مین ایک ناو بھی کنارے پہ آلگی وہ دل مین خدا

کی حمد کرنے لگا اور کہا کہ یہ دیدہ و دانستہ آپ کو آگ مین ڈالتا ہے پر کیا کرون راہ یہی ہے خدا آسان کریگا جو اسکی رضا ہے اسپر راضی رہنا چاہیے نشن بہ تقدیر کشتی پر جا بیٹھا اور منہ مین مہرہ رکھہ لیا اتنے مین ایک طباق کباب سے بھرا ہوا دیکھا اسکو بے اختیار کھینچا اور پیٹ بھر کھایا غرض ناؤ چلی جاتی تھی یہ ڈرکے مارے آنکھین بند کر لیتا تھا جو کبھی آنکھین کھلجاتی تھین تو جان نکلنے لگتی تھی وہین آنکھین بند کر لیتا تھا قصہ کوتاہ ناؤ منجدھار مین پہونچی اور چکر کھانے لگی حاتم کو یقین ہوا کہ اب ڈوبی خدا کی یاد مین مشغول ہوا اور آنکھون پر پٹی باندھکر سر نیچا کرکے ہو گیا کہ اب نہین دیکھتا بارے فضل الٰہی سے تین دن کے بعد کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اتر پڑا آنکھین جو کھولکر دیکھتا ہے تو نہ وہ دریا ہے نہ وہ کشتی ہے ایک سہانا جنگل نظر آتا ہے مہرہ منہ سے نکالکر پھینکدیا اور آگے چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سواد مین سے کسی گانون کیطرف جا نکلا اور کہیت پر کھڑا ہو کر کسان سے کہنے لگا کہ یہ نواح کس شہر کا ہے اس نے کچھ جواب نہ دیا اور پلکی باندھ کر [illegible] حاتم بولا اے عزیز تو بہرا ہے کہ نہین سنتا اس نے عرض کی کہ تیری صورت مین اپنے بادشاہ کی سی جانتا ہون حاتم نے یہ سنکر کہا کہ تو کون ہے اور کہان جاتا ہے وہ بولا اے جوان یہ ملک یمن ہے اور حاتم شہزادہ ہے کہ اسکا باپ طی نام یہان کا بادشاہ ہے لیکن شہزادہ کو سنا ہے کہ اس ملک سے نکل گیا ہے ایک مرتبہ اس کی خبر ملکہ زرین پوش سے پہونچی تھی اس سے ہر شخص کو تسکین ہوئی تھی اب تو اسکے مان باپ اور اقربا کا برا حال ہے کہ ہر ایک اپنی زندگی سے بیزار ہے خصوصًا ملکہ زرین پوش کی تو جان پر آبنی ہے دیکھیے اسکی ملاقات ہو کہ نہ ہو [illegible] حاتم نے کہا چند روز ہوئے تمھارا شاہزادہ راہ مین ملا تھا شاہزادہ خیریت سے ہے تو یمن مین جاکر سب کی خدمت مین دعا و سلام پہونچانا اور یہ کہنا کہ حاتم شاہ آباد کی طرف گیا تھا اور یہ کہا کہ اے دہقان مین بہت پیاسا ہون تھوڑا سا پانی پلا وہ جلدی سے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک چپاتی لایا حاتم نے نہایت مزے سے پیا اور کہا ہزار شکر [illegible] بعد [illegible] اپنے ملک [illegible]

دیکھا اور یہ نعمت کھائی پھر اوشکر روانہ ہوا اور شاہ آباد کو چلا ستوڑے دنوں میں وہان جا پہونچا اور حسن بانو کو اپنے آنیکی خبر دی اس نے پردہ کرکے اندر بلا لیا اور ایک سونیکی کرسی پر بٹھایا کہا اے جوان صد آفرین ہے جو تو آیا بارے کوہ ندا کی خبر کہہ اور وہان

جانا حاتم کا پاس بادشاہ ماہ یار سلیمانی کے واسطے لینے موتی برابر انڈے مرغابی کے

کے بھید سے مجھے آگاہ کر حاتم نے سرے سے قصہ شروع کیا اور آخر تک کہہ سنایا حسن بانو
نے کہا سچ کہتا ہے کچھ نشان دکھلا حاتم نے اپنے بائین ہاتھ کے ناخن دکھلائے
اور کہا ایک روز کسی چشمہ آب زلال پہ پہونچا اور اسکو دہویا اصلی صورت پر آگیا اور
دوسری نشانی یہ ہے کہ چار دانت دریاے زرین کے پانی سے سونے کے ہوگئے
ہین اور وہ تینون رقمین جواہر کی بہی دکھادین تب حسن بانو نے بہت سی
آؤ بھگت کی اور کہا ناچیز تکلف منگا کر کہا کہاؤ حاتم نے کہا اسکو میرے ساتھ کرو
مین کاروانسرا مین جا کر منیر شامی کے ساتھ کہاؤنگا وہان سے اٹھکر کاروانسرا
مین آیا اور منیر شامی کے ہمراہ باہم کھانا کھایا اور اپنی سرگذشت مفصل سنائی
اُسنے حاتم کی جوانمردی پر تعریف کی اور بہت سا عذر کیا حاتم نے ایکدن آرام
کرکے حمام کیا اور نئے کپڑے پہن کر حسن بانو کے پاس گیا دربانون نے خبر کی اسنے
اسی طور سے پردہ کرکے اندر بلا لیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا حاتم نے کہا چھٹا
سوال کیا ہے اسکو بہی کہہ تا کہ مین پورا کرون کہا کہ ایک موتی میرے پاس ہے اسکی برابر
کا دوسرا لادے حاتم بولا ذرا مین اسے دیکھون اسنے منگوا کر اسے دکھا دیا حاتم نے کہا
مین چاہتا ہون کہ مجھکو اسکے نمونہ کا حوالہ کر جسکے برابر کا تلاش کرون حسن بانو نے آب
موتی چاندی کا اسی قدر بنوا کر حاتم کو دیا اسکو لیکر جہان سرا مین آیا اور منیر شامی کو
دکھا کر کہنے لگا کہ حسن بانو اب اتنا بڑا موتی مانگتی ہے مین نے اتنا بڑا موتی اپنی تمام
عمر مین نہین دیکھا خدا جانے کہ کس دریا مین اور کہان پیدا ہوتا ہے منیر شامی نے کہا بہائی
جس جگہ ایسا موتی پیدا ہوتا ہے پہلے اس مقام کو تحقیق کر لو تب جاؤ حاتم نے کہا پوچھنا
کچھ ضرور نہین مجھکو میرا خدا وہان پہونچا دیگا اتنی مشکلین آسان کی وہ اسے بہی
آسان کریگا یقین ہے کہ اس دریا سے یہ نکلا ہے ایسا موتی لاؤنگا منیر شامی نے
اس بات پر بہت آفرین کی اور کہا کہ چند روز آرام کرو مگر حاتم نے کہا بہائی آخر یہ کام
ہمارے تئین کرنا ہے پہر دیر لگانی کیا ضرور ہے آخر حاتم منیر شامی سے رخصت ہوکر ویسے
ہی موتی کی تلاش مین روانہ ہوا جب حاتم شاہ آباد سے

چھٹا سوال حاتم کے جانیکا اور مرغابی کے انڈے کے برابر موتی لانے کا

پانچ چھ کوس پھر جا کر ایک پتھر پہ سر بزانو بیٹھ گیا اور دل مین متفکر ہوا کہ ایسا موتی کہاں ملےگا تک شام ہو گئی تھی کہ ایک جوڑا جانور کا طلقہ صفت زنگی کہ جسکے پھر نیکا مقام دریای قہرمان کے کنارے پر تھا قدرت الٰہی سے وہان ایک درخت پر آبیٹھا مادہ بولی کہ ہمکو یہان کی آب و ہوا خوش نہین آتی اگرچہ ہمارے کہانے پینے کی چیزین طرح طرح کی بہت ہین مگر یہان سے اڑ چلین نر نے کہا میرا قصد تہا کہ چندروز اس جنگل مین رہون پر تیرے کہنے سے اپنے وطن چلونگا خاطر جمع رکہہ مادہ نے ایک ساعت چپ ہو کہا وہ شخص کون ہے کہ جو اس جنگل مین سر جہکائے متفکر بیٹھا ہے نر بولا یہہ حاتم یمن کا شہزادہ ہے کیا کرے حق بجانب اسکے ہے جسقدر غمگین ہو بجا نہین کیونکہ اسکو مرغابی کے انڈے کے برابر موتی کی تلاش اپنے لیے نہین بلکہ خدا کے واسطے ہے چنانچہ منیر شامی شاہزادہ حسن بانو پر عاشق ہوا ہے اسنے احوال اس سے کہا حاتم نے ترس کہا کر اسکے واسطے غربت اختیار کی اور یہ مصیبت اپنے سر پر لی چنانچہ اسکے پانچ سوال پورے کر چکا ہے اب چھٹے سوال کی باری ہے اور ایسے موتی کا لانا ہے یہ بیچارہ اس درخت کے نیچے اسی سوچ مین بیٹھا ہے کہ کدھر جاؤن حقیقت مین بے دیکھے راہ کیونکر چلے اگر تو کہے تو اسکو بتا دون وہ بولی اس سے بہتر کیا جو انسان پر حیوان کا احسان ہو وہ کہنے لگا کہ اگلے زمانہ مین کتنے پرندے تیس برس کے بعد دریائے قہرمان کے کنارے پر گئے تہے ایک موتی شمس شاہ کے ہاتھ آگیا تہا ہرچندکہ وہ اپنے پاس بہی مال و جواہر بہت سا رکہتا تہا بلکہ اسنے ایک شہر بہی بڑا بسایا تہا اب ویران پڑا ہے اتفاقاً اسی کا خزانہ حسن بانو کے ہاتھ آیا ہر وہ انڈا بہی اسمین تہا جو اسنے پایا القصہ جب جہاندار قہرمانی مر گیا اور اس کا ملک کسی اور نے لے لیا اسکی جورو جاملہ تہی وہ موتی محل سے لیکر بہاگ گئی اور ایک جنگل مین جا پڑی پہر دن تہا کہ

دریا سے ... [illegible] ... اسوقت ... [illegible] ... اور ... تھا

... [illegible] ... اس ... [illegible] ... قال ... [illegible]

... [illegible] ... لیا ... [illegible] ... کیا ہوں ... [illegible]

... [illegible] ... شہر ... آیا ... [illegible]

اور ... تمام ... [illegible] ... کیا ... [illegible]

اسکے لڑکے کو ... ایک ... [illegible]

... اور پھر ادن کا لوگوں اپنے ... [illegible] ... تھا

حضرت سلیمان بادشاہ ہوئے تب انہوں نے کوہ قاف کی تمام نواحی اور دریاے
قلزم اور عمان اور دریاے زرین و آتشین بلکہ جو کوہ قاف سے متعلق تھا دیوؤں
اور پریوں کو جادوگروں اور مردم آزاروں کو ... پایا جزیرہ ... [illegible]
انہیں دو قوموں سے آباد ہے رفتہ رفتہ وہ موتی شاہ پری کی ... کلاہ کا ... [illegible]
تھا اب وہ یار سلیمانی جو آدمی اور پری سے پیدا ہوا ہے اس ... [illegible]
اسکی استقامت برزخ کے جزیرہ میں ہے وہ ایک لڑکی نہایت حسین اور ... [illegible]
ہے لیکن اسکا بیاہ اس شرط پر ٹھہرا ہے کہ جو کوئی اس موتی کی پیدائش کا حال
ظاہر کرے گا میں اس لڑکی کو اسکے ساتھ بیاہ دونگا یہ شہرہ سنکر بہت لوگ اس
پریزادے کے پاس آئے پر کوئی اس موتی کی پیدائش سے آگاہ نہ تھا جو بیان کرتا
ہر ایک مایوس ہو کر پھر گیا اور وہ یار سلیمانی بڑا فاضل ہے اسکے سوا اُس وقت کی
کتابیں اسکے ہاتھ لگی ہیں انسے اسکو پڑھ کر موتی کی پیدائش کا حال دریافت
کیا ہے اور جانوروں کو حضرت سلیمان کے وقت سے حکم نہیں جو کہیں انڈے دیں
اس لیے موتی کا پیدا ہونا موقوف ہے بلکہ اسبات کے کہنے سے میں نے اس
جوان کو خدا ترس اور ساعی خیر پاکر مطلع کر دیا بالضرور اپنی مراد کو پہنچیگا پہ
یاد رہے کہ اسکی رسائی وہاں تک کیونکر ہوگی اس لیے کہ وہ سرحد پریوں کے
ملک کی ہے علاوہ اسکے ... آتشین ... [illegible] ... اسکا ... [illegible]

حیات قدرت سے دور ہیں لیکن اسکو لازم ہے کہ [illegible] ہمیشہ اپنے [illegible]
پاس رکھے اسلیے کہ جب کوہ قاف کی سرحد میں پہونچے [illegible] ایک [illegible]
ملے گا کہ جسکا اور چھور نہیں چاہیے کہ انہیں داخل ہو [illegible]
لال پھیلاکر پانی میں گھول کر بدن پر ملے [illegible] چلا جاے [illegible]
جانور گزند نہیں پہونچا سکیگا اور دیو کی صورت ہو جاے گا جب اسکو طے کرکے
برزخ کے جنگل میں پہونچے گا [illegible] پانی میں گھول کر [illegible]
صورت پھر اصلی پر آجاییگا وہان سے [illegible] اسکو [illegible] پاس لیجائیگے
پھر اپنا مطلب ایس سے کہے اور وہ بھی چاہیگا کہ [illegible] کیفیت بیان
کرے اسکو میں اپنی بیٹی [illegible] دونگا [illegible]
یاد رکھے بھول نہ جائے ممکن نہیں کہ [illegible] قول سے پھرے [illegible]
وعدہ کا سچا ہے مقرر اپنی بیٹی کو بیاہ دیگا اسکے بعد پھر بانو نے کہا
یہ ہمارے [illegible] حاتم
[illegible] خوش ہوا [illegible] رخصت ہوکر چلا
کہ [illegible] سامنے آیا [illegible] کہا کہ ہماری
قوم میں جتنے ہیں تمام جہان کا احوال ابتدا سے انتہا تک جانتے ہیں اور
بات چیت کے سوا کچھ نہیں جانتی ہے [illegible] جانور [illegible]
[illegible] کوئی بندہ خدا کا ہماری داد کو نہیں پہونچتا ہے اس آواز کو سنکر
[illegible] کہنے لگا اے حاتم تو بھی خدا کا بندہ ہے [illegible] لازم
[illegible] احوال پوچھ اور مدد کر یہ سوچکر اسی طرف [illegible] قریب گیا
دیکھا کہ ایک بڑھی ہاتھ پاؤں زمین پر مارتی ہے اور چلاتی ہے [illegible]
اس حال سے دیکھکر حاتم نے نہایت دلسوزی سے پوچھا کہ [illegible]
[illegible] کیا پھر اس [illegible]
بڑھی نے کہا اے جوان رحمت خدا کی تجھ پر اور [illegible] اور [illegible]

جو تو اس برے وقت اپنا میرے پاس آیا اور احوال پوچھا حقیقت یہ ہے کہ ایک
صیاد میرے گھر کے بچوں سمیت پکڑ لے گیا ہے میں انکی جدائی میں فریاد کرتی ہوں بچوں کا درد
کیا کہوں جوان تھا [illegible] پھر ایک طرف فریاد کرتی ہوں اسپر بھی میری آہ و زاری کوئی نہیں
سنتا [illegible] تو آیا ہے سو [illegible] کیا سچ کہ تو انسان ہے اور [illegible] حیوان ہیں ظلم [illegible]
یہ کیا [illegible] تم بھی تو اسی جنس انسان ایک سے نہیں ہوتے ہم [illegible] سنگدل
اور بے رحم آزار اگرچہ میں بھی انسان ہوں لیکن سچ کہ تیرے گھر کو کس نے لوٹا ہے لومڑی
بولی یہاں سے سات کوس پر ایک گاؤں ہے اسمیں بہیلیا رہتا ہے اس کمبخت کا یہی
کام ہے یہ کچھ معلوم نہیں کہ ہم غریبوں کو دکھ دینے سے کیا فایدہ ہے وہ ظالم خدا کے خوف
سے نہیں ڈرتا حاتم نے کہا ایذا دینا تو مردم آزاری کا کیا اندیشہ ہے انہوں نے اپنا
پیشہ یہی اختیار کیا ہے لازم ہے کہ تجھے راہ بتا دے تو میں تیرے خاوند کو تیرے بچوں
سمیت چھڑا لاؤں لومڑی نے کہا اے جوان تو [illegible] ہوں مبادا اسکے ساتھ تو بھی
پکڑا جاوے تو میرا حال بھی اسی بندریا کا سا ہوگا حاتم نے کہا اسکی داستان بیان کر
لومڑی بولی ایک بندریا کسی جنگل میں جاکر ایک گھر میں بچے دیئے اتفاقاً
ایک صیاد جا نکلا بچے اس گھر میں اپنے باپ کے پاس بیٹھے تھے صیاد نے گھات سے پکڑ
اور لیا کر ایک دولتمند کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے چند بندریا جوانوں میں بڑی انا
اور فنون تھی لیکن برے دن جو آگے آئے ہوشیاری کچھ کام نہ آئی پکڑی گئی
اسکی صورت ہو کر وہ بندریا اپنے شوہر اور اپنے بچوں کی جدائی میں سر ٹکرا کر روتی پھرتی تھی
ایکدن لاچار ہو کر زمیندار کے پاس فریاد کو گئی اس نے ترس کھا کر کہا کہ اسکو
کس نے ایذا دی ہے کسو نے کہا کہ اسکے خاوند کو بچوں سمیت فلانا بہیلیا
پکڑ لے گیا ہے وہ فلانے جنگل میں رہتا ہے زمیندار نے کہا ابھی تو جا کر ہے اس
کے چھڑا [illegible] شخص اور [illegible] ہوا بندریا بھی ساتھ ہوئی
جب وہ بندریا [illegible] صیاد کے دروازے پر جاکر پکارا وہ بھی
نکل آیا بندریا نے جا کر [illegible] اچھل کر سر پر لات ماری اتنے میں اس

دولتمند نے دیکھا انہون نے نکلکر کہا اے سوداگر تو نے اسکے فرزند بچون کو کیا کیا اسنے
کہا صرف ہنسی کی ضد اور نقل کی بات ہے کہ مین نے آپ بھی سنا ہوگا کہ ... مین اگر ... سبھی
بچّون کی بہیر جمع کرتے ہو تو اسکے حوالے کر دو قیمت مجھسے لے لو پہر اوس نے کہا اب
مین ان سے اپنا جی بہلاتا ہون کیونکہ دو ان کو کوئی ... پہیر اور سکہلا کہ جب جب اسکو بہی
رکھون اور وہ بہی میرے پاس رہین صیاد نے مناسب یہی جانا کہ اسکو بہی پکڑکر
انہین مین بند ہوا دے حاصل کلام یہ کہ صیاد نے مکر و فریب سے بندریا کو بہی
پکڑوا دیا جب دہقان نے سنا کہ وہ بہی پکڑی گئی اسواسطے بہیجا کہ بندریا اور اسکے
بچّون سمیت حاضر ہو وہ ان سبھونکو لئے ہوئے زمیندار کے پاس آیا اسنے
دیکھتے ہی بندریا کے بچّون کو پسند کیا کہ میرے یہان رہین اور مادہ کو تم لے جاؤ
بچّون کی جدائی سے بندریا مر گئی اور اسکے غم مین ہلاک ہوا اے جوان انسانکی جفا کاری
سنی تو نے پہر تیری بات کس طرح باور کرون لیکن ایسا ہی سلوک تو مجھسے کرکے
ایک اور بلا مین ڈالدیگا حاتم نے کہا اے لومڑی خاطر جمع رکہ مین ان لوگون
مین سے نہین ہون خدا کی قسم تجہسے بدسلوکی نکرونگا تو میرے ساتھ اس گانون
تک چل کہ مین اس شخص سے تیرے خاوند اور بچون کو چھڑا دونگا اس بات کو سنکر
وہ خوش ہوئی اور اسکی ہمت پر آفرین کرکے آگے ہوئی حاتم پیچھے پیچھے چل نکلا پہر رات
گئے اس گانون کے قریب جا پہونچا حاتم نے کہا اب تو کہین یہین چھپ رہ مین بستی
مین جاتا ہون صیاد کو ڈہونڈہ نکالتا ہون وہ کسی جہاڑی مین دبک کر بیٹھ رہی
حاتم صبح تک یاد الہی مین مشغول رہا جب آفتاب نکلا لشکر صیاد کے دروازہ
پر آیا دستک دی وہ نکلکر پوچھنے لگا اے جوان تجہے مجھسے کیا کام ہے جو ایسا
صبح ہی آیا ہے تو ہمارے گانون کا نہین معلوم ہوتا ہے حاتم نے کہا اے
بہائی مجہے ایک ایسا آزار ہوا ہے کہ جسکا علاج بجز مسافر کے نہین ہوسکتا
سبب پوچھا ایک حکیم نے بتایا ہے اگر لومڑی کا تازہ لہو اپنے بدن سے ملے تو
اسی دم اچہا ہوجائے اسواسطے مین تیرے پاس آیا ہون تو اکثر لومڑیون اور گیدڑون کا

پھنکار کرتا ہے اگر تیرے پاس لومڑی کے تین چار بچے ہوں تو مجھے دے اور انکی
قیمت جو چاہے سو لے صیاد نے کہا کہ سات لومڑیان مین نے پکڑی ہین سے
جتنی درکار ہون ان مین سے پسند کرے یہ کہکر ساتون حاتم کے روبرو لے آیا
اپنے سات دینار دیکر ساتون کو لے لیا اور جنگل مین لاکر چھوڑ دیا بچے چھوٹتے ہی اپنی
مان کے پہلو سے جا لگے وہ ان کو پیار کرنے لگی نر کا غیر حال دیکھکر حاتم سے بولی
کہ آج میرے سر کا تاج ڈھلا جاتا ہے خاوند میرا بھوک پیاس سے مرا جاتا ہے اگر
آپ علاج کیا چاہیں تو اغلب ہے کہ آدمی کا لہو اسکے منہ مین ٹپکانے سے ابھی توانا ہو
جائے حاتم بولا کہ مجھکو آدمی سے کیا دشمنی ہے جو حیوان کے واسطے اسے مارون اگر
تجھکو آدمی کا لہو درکار ہے تو کہہ کس جگہہ کا چاہتی ہے کہ ابھی حوالے کردون
اس نے کہا کہین کا ہو مگر گرم ہو حاتم نے چاقو نکالکر بائین ہاتھ کی فصد ہفت اندام
کھولی اور کہا اے روباہ جتنا لہو درکار ہوئے وہ اپنے نر کو اس کے پاس لے گئی
اور کہا جسقدر اسکے منہ مین ڈالو گے عین مہربانی ہے حاتم نے اس کے کہنے
کے موافق اپنا لہو پلایا کہ اسکا پیٹ بھر گیا تب حاتم نے ہاتھ پر پٹی باندہی
اور کہا اے روباہ اب تو مجھسے راضی ہوئی لومڑی بچوں سمیت اسکے پاؤن
پر گر پڑی حاتم اسکو دلاسا دیکر آگے بڑھا جب بھوک لگتی تھی تب جنگل کا
میوہ کھا لیتا تھا اور پیاس مین وہین ندی نالے کا پانی پی لیتا تھا ایک مدت
کے بعد کسی جنگل مین پہونچا آفتاب کی تپش اسقدر ہوئی کہ مارے پیاس
کے بیتاب ہو گیا ہر طرف پانی ڈھونڈھنے لگا ایک چشمہ برف سا سفید دور سے
نظر آیا حاتم اشتیاق سے بے اختیار اسکی طرف دوڑا جب نزدیک پہونچا
کچھ نہ دیکھا مگر ایک سانپ سفید گنڈلی مارے بیٹھا ہے چاہتا تھا کہ پھر جاوے
وہ بولا اے جوان منھ کیون پھر چلا تو یہان کس کام کے واسطے آیا حاتم نے جو
اسکو باتین کرتے دیکھا گھبرا کر کہنے لگا اے بندۂ خدا مین شدت سے پیاسا
تھا دور سے تیرے رنگ کی سفیدی پانی کی طرح جو نظر آئی ادہر چلا آیا ہون

اسپ خدا کی قدرت کا تماشا دیکھکر پھر چلا سانپ نے کہا اے عزیز مجھکو یہاں سب
کچھ ... تماشا نظر آتا ہے یہ کہکر وہ سانپ روانہ ہو گیا اور حاتم بھی پیچھے دل میں
سوچتا تھا ہر چند کہ سانپ باتیں کرتا ہے پر اسکے ساتھ جانا خوب نہیں ... کچھ
... خیال آیا کہ جو کچھ ہونا تھا ہوا ... جو کچھ چاہا تھا ہوا ہے
... سانپ نے ... دیکھا کہ آگے میں استادگی کرتا ہی کہا اگر
... سو اس کر پاؤں اٹھا حاتم بھی کھٹکے اسکے ساتھ ... ہوا غرض ایک
گلزار ... بہار میں جا پہونچا ... فضا اسکی جی میں اچھی معلوم ہوئی تماشا
باغ ... اگرچہ اسطرح کا باغ کہیں نہ دیکھا تھا پر ... ملک میں پھرا ادھر ادھر
کی سیر کرتا ... ایک مکان میں جا نکلا وہاں فرش بچھا ... سراسر بچھا تھا اور حوض
کے کنارے پر ایک مسند پر تکلف لگی ہوئی تھی سانپ نے کہا ذرا یہاں توقف
کرو میں پھر آتا ہوں یہ کہہ کر حوض میں گر پڑا ایک دم کے بعد کئی پریزاد سونے
چاندی کے خوان زر و جواہر سے بھرے ہوئے سر پر لیے اس حوض سے نکلا حاتم
نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے عرض کی کہ ہم اسکے خدمتگار ہیں جو تمکو یہاں لایا ہے
یہ قبول کر اسنے کہا یہ جواہر میرے کس کام کا ہے اتنے میں کئی پریزاد اسی طرح
خوان میوہ جات سے بھرے لیکر نکلے حاتم نے پوچھا اس میں کیا ہے انہوں
نے دکھا کر کہا کہ آپکے لیے لائے ہیں حاتم نے کہا بہت اچھا مہمان حاضر ہے
پر صاحب خانہ کہاں ہیں سانپ ایک جوان حسین بنا ہوا حوض سے نکل آیا
اور مسند پر بیٹھا حاتم پوچھنے لگا اس نے کہا بعد کھانا کھانے کے یہ بھید کھلیگا پھر دسترخوان بچھ
کھانا چنا گیا پھر ان پریزادوں نے اسکے ہاتھ دھلائے وہ کھانے میں مشغول ہوئے پریزاد
سب اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے حاتم کھانا کھاتا تھا اور جی میں
کہتا تھا کہ میں نے اس مزے کا کھانا کبھی نہیں کھایا ہر چند
شہر شہر اور ملک ملک اور جنگل جنگل پھرا لیکن اس مزے کا
کھانا کہاں کھایا ہے یا پری نوش لب کے ساتھ کو وہ ندا ہے

کہا یا تھا اغلب ہے کہ یہ قوم پریزادوں سے ہو عجب حسن نوش کر کے خواص عطر ان
مرصع لیکر آئی حاتم نے جو عطر ملا [illegible] کیا حیران ہوا کہ یا خدا الٰہی
یہ خوشبو اور ایسی خوشبو [illegible] تھیں تو نے اس قوم کو عطا کی ہے [illegible] اٹھا کر [illegible]
ہوا [illegible] جو کچھ تمہاری سانپ کی سی شکل تھی اب پری کی ہو گئی
[illegible] وہ بولا کہ ہم ان میں پری کی قوم سے ہوں اور سلطان [illegible]
شمس شاہ [illegible] حضرت سلیمان کے وقت میں اپنے باغی ہو کر رہا تھا میں
خیال [illegible] کہ ملک انسان پر چڑھ جاویں اور انکو قتل کر کے ملک چھین لوں [illegible] کر وہ
ملک نہایت پاکیزہ اور آراستہ [illegible] ہو چکا اہلکاروں سے کہا کہ تمام فوج تیار رہے [illegible] صبح کوچ کیا
[illegible] درپیش ہے اتنے میں رات ہو گئی فراغت کے بعد آرام کیا جو خواب سے اٹھا اپنے کو
سانپ کی صورت پایا تمام روز بیقراری سے گذرا شام سے صبح تک جناب الٰہی
میں [illegible] کی بارے فضل الٰہی سے میری تمام فوج صورت اصلی پر آ گئی لیکن [illegible]
میں نے بہت سی گریہ و زاری کی تب یہ آواز آئی کہ جو کوئی اپنے قول سے پھرتا ہے
اسکا یہی حال ہوتا ہے [illegible] پھر رات کو بھی صدا آیا کرتی تھی ایک رات میں نے
بہت عجز و زاری کی اور کہا کہ اب ایسا نہ کرونگا الٰہی میرا گناہ بخش حکم ہوا کہ تو بھی و
صبر کر پھر گریہ و زاری کی اور عہد کیا کہ پھر ایسا خطرہ کبھی دل میں نہ لاؤنگا تب آواز آئی
کہ ایک دن جوان یمنی بیس برس کا ادھر آویگا تو اسکے دیکھتے ہی صورت اصلی پر آ جاویگا
چاہیے کہ تو اسکی خدمت میں [illegible] مصروف رہنا [illegible] جب وہ دعا کریگا تب صورت اصلی پر آویگا اور پھر
پھر سانپ ہو جاویگا تیس برس سے تیرا انتظار اس جنگل میں رہتا ہوں [illegible] جانا کہ تو ہی ہے
اس امید پر تیری خدمت دل و جان سے کی تاکہ تو میرے حق میں دعا کرے حاتم نے پوچھا وہ
قول کون سا تھا جس سے پھر گیا وہ بولا کہ ہماری قوم نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے اقرار
کیا تھا کہ آگے کو تمہارے بعد بھی آدمی کو ایذا دینگے یا انکے ملک کا قصد کرینگے [illegible]
اس دن سے ہماری کسی قوم نے تکلیف نہیں دی ایک دن میرے دل میں یہ
خیال [illegible] آیا تھا جسکی [illegible] پائی اب تیری [illegible] صدقے [illegible]

کہ پھر ایسا خیال نہ لاسیو یار دیگر دل مین ہرگز نہ لاؤنگا میرا حق گواہ ہے حاتم نے اوٹھکر
غسل کیا اور کپڑے پاکیزہ پہنے اور پریزاد کے حق مین دعا کی اسکی دعا درگاہ الٰہی مین
مستجاب ہوئی حاتم اگرچہ قوم یہود مین سے تھا پر خدا کو واحد جانتا تھا چنانچہ مرنے
کے وقت اپنے اقربا سے کہا تھا کہ ہماری قوم نے گمراہی مین راہ نکالی ہے
تھوڑے دنون کے بعد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونگے
سیدھا راستہ ہو وہ لوگونکی ہدایت چاہین گے تم میرا سلام ان سے کہکر کہیو کہ
وہ میرے حق مین دعا کرین لوگون نے کہا ہم اسوقت تک رہین گے تو
تیرا سلام پہونچا دین گے یا ہماری تمہاری اولاد مین سے کوئی رہیگا حاتم بولا
مین خوب جانتا ہون کہ کوئی میری اولاد مین سے ایمان لائیگا اور میرا سلام ادب
سے پہونچائیگا جب حضرت کا زمانہ آیا حاتم کی اولاد مین سے ایک لڑکی نبی کے
ساتھ قید آئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ان مین سے
ایمان نہ لائے اسکی گردن مارو اس لڑکی نے فریاد کی اے مومنو پیغمبر اسلام حضرت سے
عرض کرو ایک لڑکی اولاد حاتم مین سے اس گروہ مین ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ مرد سخی کی اولاد سے ہے لوگون نے کہا کہ جناب
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے آزاد کیا وہ لڑکی بولی حاتم کے خاندان
کی مروت سے بعید ہے کہ آپکو چھوڑا کر اور اپنی قوم کو ہلاکت مین ڈالے بہتر ہے
جوان کا حال ہو وہ میرا حال ہو لوگون نے عرض کی کہ حضرت وہ اپنی قوم سے جدا
نہین ہوتی سرور کونین نے فرمایا کہ حاتم مرد سخی تھا سب کو آزاد کیا جب اس
لڑکی نے اپنی قوم سمیت رہائی پائی حاتم کی وصیت یاد آئی اور کہا کہ
سبکو حضور عالی مین لے چلو جب سب کے ساتھ پہونچی آداب بجالائی حاتم کا
سلام عرض کیا اور مسلمان ہوئی بلکہ ساری قوم اس لڑکی کے ساتھ ایمان لائی
غرض حاتم کی دعا کا قبول ہونا اس پریزاد کے حق مین اس سبب سے تھا کہ سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اسکے حق مین عنایت کرینگے آخر الامر

سب پریزادون کے پیٹ نکل آئے اور وہ بھی اپنی صورت اصلی پر قائم رہا اسنے حاتم
سے پوچھا کہ صاحب آپ یہان کس واسطے آئے ہین اور کہان جائینگے حاتم
نے کہا اب تو مین شاہ آباد سے آیا ہون اور برزخ سوداگر کے جزیرہ کو جاؤنگا یہ
کہکر وہ چاندی کا موتی جو بطور نمونہ کے لایا تھا دکھایا یہ سنکر شمس شاہ نے کہا
سچ ہے اس جوڑے کا جو موتی اعلی ہے اس جزیرہ کے بادشاہ کے پاس
ہے لیکن اسنے شرط کی ہے جو کوئی اسکی پیدائش کا حال بیان کرے اپنی بیٹی
سمیت اسکے حوالے کرون مگر تو کیونکر وہان پہونچ سکیگا کہ راستہ مین بہت
سی آفتین ہین حاتم نے کہا خدا نگہبان ہے بادشاہ نے فرمایا خاطر جمع رکھ مین
ایسے پریزادونکو تیرے ساتھ کر دونگا کہ وہ تیرے مددگار رہینگے یہ کہکر
پریزادون کو ارشاد کیا اے عزیزو اسکے طفیل سے تمنے ایک بلاے عظیم سے
نجات پائی ہے تم اس مہم مین اسکا ساتھ دو انھون نے کہا ہم جان و دل سے
حاضر ہین جو حضور سے حکم ہوگا بجا لائینگے بادشاہ نے کہا کہ تم اسکو جزیرہ برزخ
مین پہونچا دو انھون نے تامل کیا بعد توقف عرض کی کہ اس جزیرہ مین پہونچانا
مشکل ہے کیونکہ ایسے دیو راستے مین ہین جو کہ ہمین جیتا ہی نہ چھوڑینگے اگر
جہانپناہ بھی اُدھر کا قصد کرین تو بھی لڑائی ہوگی مگر اسنے لوگون سے سرانجام
نہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ اس جوان کا احسان برباد نہو اس باتکو سنکر پریزاد
کمر ہمت باندھکر بولے کہ اس جوان کو آپکے اقبال سے ہم پہونچا دینگے جو راہ
مین خلل واقع ہو تو جہانپناہ مدد کرین بادشاہ نے اسباتکو قبول کیا تب وہ ایک
اُڑن کھٹولا لائے حاتم کو اس پر چار پریزادون نے پایے پکڑے غرض
اس صورت سے آسمان کی طرف روانہ ہوئے تین راتدن چلے جو تھے دن
جس جگہ دیو رہتے تھے پریزادون نے ہوا سے اڑن کھٹولا اتارا اور آپس مین
کہا کہ تین دن سے کچھ کھانا نہین کھایا بہتر ہے کہ گھڑی دو گھڑی آرام کرین اور
کچھ کھائین پئین اس باتکو سنکر حاتم نے بھی کہا مختار ہو جو مناسب جانو کرو

پریزاد مشفق ہوکر ادہر ادہر چلے گئے ایک پریزاد حاتم کے پاس کہڑا رہا اتنے مین کئی دیو شکار کہیلتے ہوے ادہر آنکلے کیا دیکہتے ہین کہ ایک آدمی کہٹولے پر بیٹہا ہے اور اس کے پاس پریزاد کہڑا ہی دو چار ہزار تو کہٹولے کی گرد ہوگئے چہہ سات ہزار غل مچانے لگے کہ یہ آدم زاد کہان سی آیا ہے وہ پریزاد دیوؤن کو دیکہکر ڈر اچاہتا تہا کہ حاتم کو چہوڑکر بہاگ جائے کہ چار دیو اس سے لڑنے لگے دو تین کو اس نے مارا آخر پکڑا گیا پہر وہ دیو پریزاد سمیت حاتم کو اپنے گہر لے آئے اور پوچہا کہ اس آدمی کو کہان سے لایا ہی اور کہان لیے جاتا ہی اس نے کہا یہ جوان یمنی شمس شاہ کا ایک بڑا دوست ہی اسکو نہ ستاؤ نہین تو خراب ہوگے انہون نے کہا بادشاہ تو ایک مدت سے غائب ہی اسکا حال کچہہ معلوم نہین اب کہان سے پیدا ہوا پریزاد نے تمام ماجرا بیان کیا دیوؤنکی سرداری سر پہنچا کیا اور کہا کہ اس آدمی کو کنوئین مین قید کرو رات کے وقت کہانیکی بعد کہاؤن گا انہون نے وہی کیا چہوٹن پریزاد جو انکو چہوڑکر قوت کی فکر مین گئے تہے اس درخت سے پہنچے آئی تو کیا دیکہتے ہین کہ دو تین لاشین دیوؤنکی پڑی ہین نہ حاتم ہے نہ پریزاد نہایت حیران و پریشان ہوکر آپس مین کہنے لگے کہ یہ دیوکسنی دیکہے ہین انہون نے کہا کہ کوئی نہ کوئی دیو ان کشتون کو اٹہانے آئیگا اتنے مین جو غور سے دیکہا تو ایک کو سسکتا پایا اسکے منہ مین تہوڑا پانی چوایا آنکہین کہول دین تب انہون نے پوچہا تیرا ٹہکانا کہان ہی اسنے کہا مین مقرنس کے دیوؤن مین سے ہون ایک پریزاد کی ہاتہہ سے میرا یہ حال پہونچا ہے پر اسکو بہی ایک آدمی سمیت دیو پکڑکر اپنے ملک مین لیگئے پریزاد اس دیو کو لیکر اڑے اور بادشاہ کی درگاہ مین داد چاہی اس نے کہا کہ دیکہو تو اپنے کسنے ظلم کیا ہے وہ جوان یمنی جسکے ساتہہ وہ گئے تہے وہ کہان ہی انہون نے آداب بجالاکر عرض کی جہان پناہ ہم دو تین رات دن برابر چلے جاتے تہے نہایت بہوک پیاس سے ماندگی نے غلبہ کیا اس سبب آدمی زاد کو ایک درخت کے نیچے بٹہایا اور ایک

پریزاد کو اُسکے پاس چھوڑکر قوت کی تلاش مین گئے ایک آن کے بعد آنکر جو دیکھا تو پایا کہ
کئی دیو کشتہ دیکھے حیران ہوئے کہ ان کا احوال کس سے پوچھین اتنے مین اس دیو کو
جو تامل سے دیکھا تو ادھموا پایا اسکے منہ مین تھوڑا پانی ٹپکایا بارے یہ ہوشیار ہو
اٹھہ بیٹھا اسکے ساتھی انکو پکڑکر اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے مین ہم بھی یہ دیکھکر
حضور مین ملے آئے آگے جو ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا اسکو ہماری روبرو لاؤ وہ
آئے پھر ارشاد کیا کہ مقرنس ابتک کیا جیتا ہے ہمین کیا ہوگیا اس نے عرض کی
کہ جہان پناہ آپ ایک مدت سے غائب تھے آج ان پریزادون سے آپکی خاطر
ہونیکا حال معلوم ہوا لیکن مجھے اعتبار نہ تھا اب جانا یہ سچے ہین بادشاہ نہایت
پُرغضب ہوا اور تین ہزار پریزاد لیکر اسکے ملک مین دوڑا اور کئی جاسوسون سے
کہا کہ مقرنس کی خبر لاؤ وہ کہان ہے وہ سنتے ہی ایک دم کے بعد عرض کرنے لگے کہ
فلان جنگل مین شکار کھیلتا ہے بادشاہ سر پر جا پہونچا بہت سے دیونکو مارا آخر
مقرنس اپنے ہمراہیون سمیت گرفتار ہوکر حضور مین آیا بادشاہ نے فرمایا اے کافر تو نے
کیا یہ سمجھا تھا اگر اسکے علاقہ مندونکو پکڑکر قید کرونگا تو بادشاہ کب جیتا چھوڑیگا
اسی مین خیر ہے کہ اس آدمی کو جلد حاضر کر وہ بولا کہ آدمی کو دیو کب جیتا چھوڑتا
ہے بادشاہ نے طیش کھاکر کہا کہ اے روسیاہ حضرت سلیمان نے تمکو منع کیا تھا کہ آدمیون
کو نہ ستانا اور کیا یہ قول نہین دیا تھا کہ ہم انکو ایذا دینگے اور نہ کہا مانینگے دیو نے کہا وہ بات
حضرت سلیمان کے ساتھ گئی بادشاہ مارے غصہ کے کانپنے لگا اور کہا کہ جلد لکڑیان لا
انبار لگاؤ اور اس کافر کو ہمراہیون سمیت جلادو مقرنس نے جب دیکھا کہ اب کچھ
بس نہین چلتا اور یہ بغیر جلائے نہین رہتا کسی طرح بالفعل اسکے ہاتھ سے
چھوٹئے پھر آگے سمجھ لین گے اسی سوچ مین تھا کہ بادشاہ نے کہا اے ظالم اس
آدمی کے ساتھ مجھے نہایت الفت ہے جو اسکو صحیح و سلامت میرے حوالے
کرے تو میرے تیرے کچھ کدورت نہین کسی طرحکا تو اپنے جی مین کچھ اندیشہ مکر
والا جان سے مارونگا مقرنس نے کہا حضرت سلیمان کی قسم کہا تب اپنے حاتم کو

پہنچا دسمیت حاضر کو دیا شمس بادشاہ نے کہا ہمارے نزدیک اس ملعون مقرنس کے
تئین چھوڑنا مناسب نہیں جلد اس نار مین رکھکر آگ جلا دو یہ سنتے ہی مقرنس کو
دیوون سمیت آگ مین جلا دو وہ پکارا کیون صاحب تم نے قول کیا تھا بادشاہ نے فرمایا
اے دغا باز ہرگاہ تو قول دیکر پھر گیا خدا سے نہ ڈرا اگر مین نے تجھسے بدعہدی کی
تو کیا تعجب ہے اسکے سوا تو فتنہ انگیز ہے تیرا جلانا بہتر ہے حاصل کلام یہ کہ دیوون
سمیت جلا دیا اور چھوٹے بھائی کو وہان متعین کرکے فرمایا کہ اس ملک سے خبردار رہو
پھر حاتم سے پوچھا اب آپکا کیا ارادہ ہے اسنے کہا وہی جو مین نے پہلے کہا تھا
بار بار کہنے سے کیا فایدہ جسطرح ہوسکے مجھکو اس جزیرہ مین جانا اور اس موتی
کو لانا ہے تب بادشاہ نے اپنے لوگون کو فرمایا کہ اے عزیزو تم مین جو کوئی پیر
سال بوڑھا ہو اسکے ساتھ جائے اور وہان پہونچا آئے یہ سنکر چار پیر زادہ آدمی
اور وہ جمع کے اوٹھ کھڑے ہوے کہ یہ خدمت ہمارے ذمہ ہے تب حاتم کو شہزادہ بادشاہ
نے نہایت مہربانی فرمائی اور حاتم کے ساتھ رخصت کیا وہ سب اڑن کھٹولے پر
اڑ کر رات دن چلے جاتے تھے جب بہت بھوکے پیاسے ہوتے تھے تو محفوظ جگہ
دیکھکر اتر پڑتے تھے کچھ کھا پی لیتے تھے اس صورت سے پندرہ روز تک
برابر چلے جاتے تھے سولہوین دن پہر تک پہنچا آخر کو ایک شہزادہ اور وہان
ایک شہزادہ خوشرو نے برزخ کی بیٹی پر عاشق ہوکر اپنا مسکن کیا تھا اور اسکے
فراق مین ڈاڑھین مارکر روتا تھا اتفاقاً اسکی آواز سنتے ہی حاتم بے اختیار ہوکے
پوچھنے لگا اے عزیز اس درد سے کیون روتا ہے اور اس جگہ اس حالت اضطرابی
مین کیا تیرے گریہ و زاری کرنے کا سبب ہے کہ جس سے سننے والے بھی بیہوش
ہوا اسکا باعث ہوتے ہین اس نے آنکھ اوٹھا کر دیکھا کہ ایک آدمی نہایت
خوبصورت کھڑا ہے بولا اے شخص تو یہان کہان سے آیا حاتم نے کہا
مین آدمی ہون اور نہایت تکلیف اوٹھا کر مرغابی کے انڈے کے برابر ایک
موتی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہون کیونکہ مین نے تمام جہان مین اسکی تلاش کی

پر کہین موتی کا پتہ نہ چلا آخر قدرت خدا سے مجکو معلوم ہوا کہ موتی جزیرہ برزخ
کے بادشاہ ماہرو پری شاہ کے پاس ہے وہ اسیا تکو سنکر ہنس پڑا اور کہا
یہ امر محال ہے اس لئے کہ وہان کا بادشاہ کچھہ رکتا ہے اور پہر ایک سے
پوچھتا ہے کوئی اسکا جواب نہین دیسکتا ہم عہدہ برآ نہین ہوسکتے اور تو تو
آدم زاد ہے حاتم نے کہا خدا قادر ہے تو اپنی حقیقت کہہ اس حال سے کیون پڑا
ہے پریزاد نے کہا مین اس جزیرہ کے بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہون اور میرا نام
شہزادہ مہر آور بن طومان ہے ایک دن مین مجلس مین بیٹھا تہا کہ کسینے اسکے
حسن کی تعریف کی مین بیخود ہو گیا آخر غلبۂ عشق سے ماہرو پری شاہ کے پاس ہو کر
شاہزادی کی درخواست کی اسنے موتی منگوا کر میرے سامنے رکھہ دیا اور پوچھا کہ
یہ موتی کس دریا کا ہے مین نے پیدائش بیان کرنی مین بے علمی بیان کی اسنے کہا
اسے باہر نکلوا دو اسوقت وہ آفت جان اور غارتگر ایمان کوٹھے پر جلوہ گر تھی میری نگاہ
اسپر جا پڑی نیم بسمل تو آگے ہی سے ہو رہا تہا مر ہی گیا جب مین نے دیکھا کچھہ بس نہین
ہوسکتی پہاڑ پر آکر پڑ رہا غیرت کے مارے اپنے ملک مین نہ گیا تمام دن گریہ وزاری
اور شب کو اختر شماری مین کٹتی ہے نہ جان جاتی ہے نہ جانان سے ملاقات ہوتی ہے
حاتم نے سنکر کہا تو خاطر جمع رکھہ اگر وہ موتی لونگا تو موتی والی تجھے دونگا اگر
پریزاد مین اس موتی کی پیدائش سے آگاہ ہون تو دیکھیگا کہ تیرے سامنے کس طرح
اسکا احوال بیان کرتا ہون پری زاد نے کہا مجھے باور نہین آتا تو لیکا کہ حاتم
بوالعجب گوہر صدف نہین ہے اور وہ جزیرہ بہی آگے آدمیون سے آباد اگر
انہین کے تصرف مین تہا پر زار حال وہان کہونگا میرے ساتھہ چل پریزاد یہ بات
سنکر حاتم کو کچھہ سچا جان کر اوٹھکر ساتھہ ہولیا حاتم نے ان چار پریزادون
سے پوچھا کہ تم مین اتنا زور ہے کہ ہم دونو کو اس کنٹھے پر بٹھا کر لیجاؤ بولے اگر ہم
اپنے سے چار ہون تو بہی لیجائین مطلق نہ گہبرائین یہ سنکر وہ دونون کنٹھے پر
جا بیٹھے وہ پری زاد لے اوڑے راہ مین ہماکال دیو کا باغ تہا جہان سے حاتم آیا تہا

سے ہوا وہ بیٹھا سیر کر رہا تھا اسکی نگاہ اسپر جا پڑی کئی دیوون کو حکم دیا دوڑو
گھوڑے سمیت ان پریزادون کو میرے پاس لے آؤ اسی وقت تھا کال کے پاس
لے آئے اسنے پریزادون سے پوچھا کہ آدمی کو کہان سے لائے ہو اور کہان لیے
جاتے ہو انہون نے کہا شمس شاہ بادشاہ کے ملک سے آتے ہین وہ بولا کہ وہ
ایک مدت سے غائب ہے اور اسکا ملک صابیون سے آباد ہے پریزادون نے کہا
سچ ہے لیکن اس آدمی کی دعا سے وہ اپنی صورت اصلی پر آیا ہے ہم سب بھی اپنے
پروبال سے درست ہو گئے دیو نے کہا اب کہان جاتے ہو وہ بولی جزیرہ بدزنج
کو پھر اسنے پوچھا یہ پریزاد کون ہے پھر آور آپ ہی بولا تو مجھے بھول گیا مین پھر آور
بادشاہ طوفان کا بیٹا ہون اسنے کہا اے شہزادے تجھکو آدمی سے کیا کام تو اپنے
راہ لے مین تجھے کچھ کہہ نہین سکتا کیونکہ تو باہر پریزاد کی اولاد سے ہے یہ کہکر
حاکم کو گھوڑے سے کھینچ لیا پھر آور بولا اے دیو حضرت سلیمان سے جو قول کیا تھا وہ
بھول گیا اسنے جواب دیا اب وہ کہان ہین جو ہم اسیر رہین مین اسکو نہ چھوڑونگا
منھ سلونا کر دونگا پھر آور نے دیکھا کہ دیو آدمی کو دیکھکر بھول گیا ہے آدمزاد فریفتہ ہوا
چاہیئے بولا اے تھا کال اس آدمی کے کھانے سے کیا فایدہ مین آدمی تجھکو دونگا
جو میرے قول پر رہیگا اور اس آدمی کو میرے حوالے کر کیونکہ میرا کام اسکے سبب سے
سر براہ ہوگا دیو نے کہا اے شہزادے مین تیری خاندان سے توسل رکھتا ہون
اسکو میرے پاس چھوڑ جا اور جو تو کہتا ہے ایسے کر دکھا تو مین اسکو تیرے حوالے کردون
شہزادہ نے کہا کہ کچھہ علاج نہین ہوسکتا ناچار ہوکر کہا کہ یہ آدمی میرا بڑا آشنا ہے چاہیے
کہ تو اسے کسی جگہ بخوبی رکھے اگر اسکو کچھہ بھی ایذا پہنچیگی تو تجھسے لونگا اسنے کہا جو مکان
تجھکو پسند ہو وہین چھوڑ جا الغرض اسنے ایک باغ کو پسند کرکے اسمین چھوڑا اور اس
سے کہا کہ تو اپنے دیوون سے کہدے کہ اسکی نگہبانی بخوبی کرین مین دو تین آدمی
تیرے واسطے لے آتا ہون وہ بولا بہت بہتر آخر شاہزادہ ان چارون پریزادون
سمیت کسی جنگل مین آیا اور ایک کونے مین بیٹھکر مشورہ کرنے لگا کہ

اپنے ملک مین جاکر فوجین لاؤن تو دیر لگیگی دیو دہ ٹلجائیگا وہ ملعون اسے مقرر
ایذا پہونچاویگا صلاح یہ ہی کہ گہات مین لگے رہین جب یہ دیو انکو غافل پائین
اسکو لیکر ہوا ہوجائین اغلب ہے کہ صبح ہوتے ہی ساٹھ ستر کوس نکلجائینگے پھر
ہمین کون پائیگا ان پریزادون نے اس مصلحت کو پسند کیا اور گہات مین ایکطرف
کو لگے رہے چونکہ دیوون نے جی مین کہا پریزاد آدمی کو چورا کر تہوڑی ہی لیجائینگے
اور نہ اسکے پر ہین جو آپ سے اڑجائیگا اس گمان سے انہین سے کچھہ شکار کے
واسطے گئے اور کتنے ہی چرندے پرندے مار کرلے آئے آخر ان کو سب نے بہون
کہایا اور شراب غفلت سے مست ہو کر آدہی رات گئے باغ کے دروازہ مین
قفل دیکر پانون پھیلا کر سورہے پھر یہ کوئی نہ سمجھا کہ مہر آور چار فرشتے لیے جان
کی گہات مین ہو رہا ہی القصہ دیوونکو غافل پاکر حاتم کو کھٹولے سمیت لیکر
آسمان کی طرف ہوا ہوئے سورج نکلتے نکلتے باغ سے سو کوس پر نکل گئے بیچ دن
چڑھا ایک محفوظ جگہ دیکھکر اتر پڑے کچھہ ناشتا کرکے سورہے دیو جو نکو اسکی خبر نہ
تہی کہ قیدی کو کون لیگیا ہے خاطر جمع سے بیٹھے چوکی پہرا دیا کئے اور وہ پریزاد حاتم کو
لیکر رات دن چلا کیے جہان محفوظ جگہ نظر پڑتی وہان دم لیتے جب وعدہ گذر گیا تب
مہاکال نے کہا وہ پریزاد جس آدمی کو چھوڑ گئے ہین لے آؤ جونہین دیو گئے انکی
اور جب اسکو نہ پایا مہاکال کو خبر دی وہ غصہ ہو کر اس باغ مین آیا دیوونکو بلاکر
کہا اے نکمو تمہون مقرر ہی تہا اسکو کہان ہی دیکھو کیا مزہ چکھاتا ہون یہ کہکر دیوونکو قید کیا
اور خوب مارا انہون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہاکر عرض کی کہ ہمنے اسکا ہاتھہ
بہی نہین لگایا کہانا تو ایکطرف مہاکال نے کہا جہوٹے ہو مجہے باور نہین اور جب وہ پریزاد
حاتم سمیت دریای فرات پر پہونچے اتفاقاً مہاکال کا ایک بیٹا بہی اسکے جزیرہ مین
گیا تہا انکو پہچان کر اڑ پڑا اور چاہتا تہا کہ حاتم کا ہاتھہ پکڑ کر ہوا پر اڑ لیجاوے وہین شہزادہ
مہر آور نے ایک ایسی تلوار ماری کہ دیو کا بازو الگ ہو گیا اس نے کہا کہ ابہی
اس پردہ کے دیوون کو خبر کرتا ہون کہ کئی پریزاد ایک آدمی کو لیے جاتے ہین

دیکھو کیسا بدلہ لیتا ہون مہرآور نے یہ سنکر کہا کہ تو کس جگہ کا رہنے والا ہے وہ بولا تہال کا
کے دیوؤن مین سے ہون شہزادہ نے فرمایا جا اپنے ماکال سے کہہ کہ مین آدمی کو
لیے جاتا ہون خبردار رہ اگر ادہر سے پہرونگا تو تیرے شہر کو تاخت و تاراج کرونگا
یہ سنکر دیو ہوا ہو گیا پھر اسکو بھی پریزاد بدستور لے اڑے اتنے مین ایک جنگل کے
قریب جا پہونچے اور حاتم سے کہا کہ ہماری حد تمام ہوئی آگے جا نہین سکتے ہم کو
رخصت کرو مہرآور بولا اے جوان مین تیرا ساتھ ہرگز نچھوڑونگا حاتم نے کندہون
سے اتر کر چارونکو رخصت کیا اور کہا مجکو منظور نہین جو میرے باعث سے ایذا پہونچے
مگر اتنا دریافت کرتا ہون کہ اس جنگل سے گذر کیونکر ہوگا اسنے کہا آگے تو پریزاد
بھی اس طرف نجا سکتے تھے کیونکہ دیو انکو ستاتے تھے بلکہ جان کے خواہان ہوتے
تھے چنانچہ ایک دن پریزاد جمع ہوکر دیوؤن سے لڑے طرفین سے ہزارون مارے
گئے مردم آزار ایذا دہندہ لوگ بہت ہین حاتم نے کہا اگر مین دیو بنکر اس جنگل سے
چلون تو تو راہ کیونکر طے کریگا مہرآور بولا مین تمام دن ہوا پر اڑونگا رات کو جہان تو
اترے گا مین بھی اتر پڑونگا تب حاتم نے لال پر جانور کا نکالکر [illegible]
آکر مہرہ کہولکر منہ مین رکھ لی وہین دیو کی صورت ہوگیا جنگل [illegible]
غرض تمام دن چلتا شام کو رہجاتا وہین مہرآور بھی ملتا ایکدن مہرآور نے پوچھا
اے حاتم یہ کس جانور کے پر ہین اس نے کہا جسنے اس مہرہ کے پیدا ہونیکی حقیقت
اور جس صورت سے ایک مہرہ بی بی ماہ یار کے ہاتھ لگا تہا اسکی کیفیت سنائی کہ
مین اے مہرآور جب مین شاہ آباد سے نکلا تہا نہایت متفکر تہا غرض ایک درخت کے
نیچے تھککر سو رہا تو نیند آگئی دیکہا کہ ایک جوڑا خوش رنگ جانور کا اس درخت پر آبیٹہا مادہ
نے پہلے تو اس جنگل کی آب و ہوا کو اپنے نر کے سامنے بڑا کہا پھر دریاے قہرمان کا
ماجرا بیان کر کے میرا احوال پوچھا کہ یہ کون ہے اس نر نے میری سرگذشت اور
موتیونکی پیدایش کی صورت اور ان کے ناپید ہونیکی صورت جسطرح یہ انڈے
مین بیان کی اور کہا کہ مین اپنا مفصل احوال ماہ یار سلیمانی کے روبرو کہونگا تو سن بھی

الحاصل سارا ماجرا اُسنے اس لیئے نہ کہا کہ مبادا آگے چلا جاوے مین اپنا کام کرنے مین
محروم رہجاؤن غرض مہرآور کے اتنے احوال سے خاطر جمع ہوگئی کہ میرا کام بھی اسی کی
بدولت ہوگا اسلیے اب حاتم تو آگے چلا اور مہرآور آسمان کیطرف اڑا غرض رات
کو تو ایک جا ہوتے اور دن کو اپنے اپنے طور پر راہ طے کرتے ایک رات کا ذکر
ہے دونون خوش فضا جگہ مین سو رہے تھے کہ ملوک ساز کے دیوؤن مین کا ایک دیو
آپہونچا اس نے دیکھا کہ ایک آدمی اور ایک پریزاد پاس سوتے ہین اس نے جا کر
اور دیوؤن سے خبر کی جب وہ آئے دیکھکر آپس مین کہنے لگے کہ اسکو اپنے بادشاہ کے
پاس لیجانا چاہیے انہین سے ایک نے کہا کیا ضرور ہے ہمارا مجرم نہین ہین اور
انہون نے کچھ تقصیر نہین کی ہے یہ کسی پردیسی ہین کسی کام کو جاتے ہین رات کا
وقت دیکھکر سو رہے ہین لیکن پریزاد فی الحقیقت جاگتا تھا اپنے انکی باتین سنتا تھا
دیوؤن نے کہا انکو جگا کر پوچھیے شاید برزخ کے پردہ کے ہون ایک دیو نے کہا
اگر وہین کے ہین تو تمہین کیا دوسرے نے کہا بادشاہ ملوک کہتا تھا کہ بہت دنون
سے پردہ برزخ کی خبر نہین ہے مگر مجھے اسکا ڈر نہین جو ایسی بات کہتا ہے اگر کوئی
یہ بات جا کر بادشاہ سے کہدے کہ اسطرح سے ایک دیو اور ایک پریزاد سوتے
تھے اور بادشاہ تم سے کہے کہ تمنے حضور مین خبر نہین پہونچائی اسوقت کیا حال ہوگا
آخر دونون کو جگا دیا حاتم نے کہا کہ ایک آدمی برزخ کے جزیرہ کو جاتا ہے اس کی
خاطر سے شمس بادشاہ نے مقرنس کو تو جلا دیا اور اسکا ملک چھین لیا ہم اس کو
تلاش کرکے بادشاہ کے پاس لیجاینگے دیوؤن نے پھر پوچھا کہ یہ پریزاد کس پردہ کا
ہے حاتم نے کہا پردہ طومان کا ہے یہی خبر لیے جاتا ہے کہ شمس بادشاہ پیدا ہوا اور
مقرنس کو مار کر اُس نے اُسکا ملک لے لیا ہے یہ سنکر بولے تم آرام کرو ہم اسے
ڈھونڈھنے جاتے ہین غرض اسے راستہ بتا کر آپ راہ لی بعد تین روز کے دریا پر
پہونچے مہرآور نے کہا دریائے قہرمان یہی ہے حاتم نے دیکھا اُس کا ادھر
کا کنارہ نظر نہین آتا موجین آسمان کو پہونچ رہی ہین اور آبی جانور

کنارے پر لوٹ رہے ہین اور ہزارون پرندے رنگ برنگ کے پہاڑ دن اور راتون
پر کلیلین کر رہے ہین یہ قدرت الٰہی کا اور بھی قائل ہوا پھر گھبرا کر مہر آور سے کہنے
لگا کہ بھائی ایسے دریا کے پار کیونکر ہو نکلے مہر آور بولا سچ ہی تیز پرندے کی بھی
مجال نہین کہ سات روز مین اس کے کنارے پر پہونچے چنانچہ مین پریزاد ہوکر
نہین اڑ سکتا حاتم نے کہا کچھ ہو ہمین بہ فرخ کی جزیرہ مین جانا ہی مہر آور بولا اگر
چند روز یہان ٹھہرو تو پار اترنے کی تجویز کرون حاتم نے کہا اچھا مہر آور بولا کہ یہان
سے کئی کوس پر ایک میدان ہے وہان کی بادشاہت شمسان بادشاہ کرتا ہے
اسکے پاس بہت عمدہ دریائی گھوڑے تیز رفتار ہین حاتم اور مہر آور ایک ہفتہ کے
بعد وہان پہونچے اور بادشاہ سے ملے بادشاہ نے ان کے آنے کی کیفیت دریافت
کی اور مہر آور نے کہا مجھکو گھوڑون کی ضرورت ہی اگر مرحمت فرمایئے تو عین توجہ ہے
پھر وہ بولا کہ تم کہان سے آتے ہو کہا پردہ طومان سے بادشاہ بولا مین تجھے
پہچانتا ہون اغلب ہے کہ مہر آور طومان کا شہزادہ ہی تنہا آنے کا کیا سبب
ہے اس نے کہا سچ کہتے ہو لیکن مین ایک بلا مین گرفتار ہون اس لئے مین جریدہ
ہون اتنی مدد کرو تمہارا احسان تمام عمر نہ بھولونگا شمسان اٹھکر بغلگیر ہوا اور
اپنے طویلے مین لے آیا اور کہا سب گھوڑے حاضر ہین قصہ مختصر دو
گھوڑے چالاک اڑنے والے مہر آور کے حوالے کیے شاہزادہ گھوڑون سمیت
حاتم [illegible] مین آ پہونچا اور کہا اٹھو جلد سوار ہو حاتم وہین ایک گھوڑے پر چڑھ
بیٹھا [illegible] سوار ہوکر کہنے لگا خبردار اس کی باگ نہ چھوڑنا اٹھائے
رکھنا حاتم [illegible] مین خبردار رہون الغرض دونون لڑکا کر ہوا ہو گئے کئی دن کے
بعد بھوک پیاس کی شدت ہوئی پریزاد نے کہا میرے پاس تھوڑا سا میوہ اور
ایک صراحی پانی موجود ہے چاہو کہا پی لو حاتم نے دو چار دانے میوہ کے
کھائے اور پانی پیا قدرے توانائی آئی پھر سنبھل بیٹھا چند روز کے بعد
کنارہ نظر آیا کہا بھائی باگ ڈال دو گھوڑے زمین پر اتر پڑے حاتم نے کہا

اے مہرآور ہمنے سنا ہی کہ جزیرہ برزخ درمیان مین ہی وہ بولا اس جزیرہ کو بھی سمجھیے
کہ دریا سے پار ہو گئے یہ بھی ٹاپو ہی کئی جزیرہ اس مین آباد ہین حاتم نے کہا وہ
شہر یہان سے کچھہ دور ہوگا وہ بولا دس روز کی راہ پر اسنے کہا توقف کیا ہی مہرآور
نے کہا ایک بات کہون تم مانو وہ بولا بسر و چشم فرمائیے تب مہرآور نے کہا کہ میرا
ملک یہان سے نزدیک ہے چاہتا ہون کہ جا کر لشکر لے آؤن تاکہ ہم تم کر و
فر سے شہر مین داخل ہون حاتم نے کہا ای عزیز ہم کچھہ جاہ یا رسلیمانی سے لڑنے
نہین آئے جو لشکر درکار ہو وہ بولا یہ مطلب نہین مگر اسواسطے کہ غربت مین
پہونچین گے تو کسکو پروا ہے جو ہماری خبرگیری کریگا اور جو اسجا سے ہو جاینگے
تو ہمارے پہونچنے سے پہلے اسکا احوال معلوم ہوگا تم گھبرانا نہین مین ابھی پھر مین
آ پہونچتا ہون اس نے کہا مین تنہا ہون وہ بولا کیا مضائقہ کوئی یہان ایذا دہندہ
نام کو نہین حاتم نے کہا خدا حافظ مہرآور رخصت ہو گیا جب حاتم کی نظر سے غائب
ہو گیا حاتم نے سلیمانی مہرہ نکالا اور جلا کر اسکی راکھہ پانی مین گھولکر اپنے بدن پر ملی
جیسا تھا ویسا ہو گیا پھر تیر و کمان نکالا اور بارہ سنگے کا شکار کر لایا اسے صاف
کرکے اچھے اچھے گوشت کے پارچے سیخون پر چڑھائے اور بھونکر کھانے لگا اور
پانی پیکر خدا کا شکر کیا اور اسی طرح کئی دن گذرے اثنا راہ مین ایک باغ کا
دروازہ دکھائی دیا تب اندر چلا گیا اور اسکی سیر سے نہایت مسرور ہوا بلکہ وہین
رہنا اختیار کیا گھوڑا بھی ایسا وفادار تھا کہ دن بھر جنگلون مین چرکر اسکو باغ مین
آ جاتا اسی طرح ایک ہفتہ گذر گیا اور شہزادہ مہرآور لشکر جزیرہ مین پہنچا پیادہ ہوکے
کر پانون پر گر پڑے شہزادہ سبکو تسلی دیتا اور مشتاقون کو گلے لگاکر ماں باپکے
پاس گیا آداب بجا لاکر قدمبوس ہوا انہون نے چھاتی سے لگا کر احوال پوچھا کہ تو لشکر
سمیت جزیرہ برزخ مین کہ گیا تھا بہر لشکر سے جدا ہو کر کس گوشہ مین چھپا تھا کہ فوج
ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے تھک ہو گئی بہر لشکر حیران ہو کر واپس آیا عرض کی غلام
نے جو آپ کا کہنا نہ مانا ایک مدت پریشانی اٹھائی برسون آہ و زاری مین کاٹی

سچ تو یہ ہے کہ اپنے تن کی بھی خبر نہ تھی خدا کسی کافر کو بھی یہ حالت نہ پہونچائے بلکہ
کسی بندہ کو یہ دکھ نہ دکھلائے لیکن طالع مبارک تھے کہ آکر آدم زاد حاتم نام شہزادہ
یمن موتی کی تلاش مین جوہر غائبی کے انڈے کے بہانہ پر آ نکلا تھا فلانی جنگل مین
مجھ سے ملا مین نے اپنا احوال سب بیان کیا اسنے مجھے اقرار دیا کہ جسم موتی
تیرے ہاتھ لگیگا ماہ یار سلیمانی کی بیٹی تیرے حوالے کرونگا اس بات کو سنکر اسکی مان
ہنس پڑی اور کہا کہ ابتک بھی مزاج سے دور نہین ہوا پریزاد تو اسکو پا نہین
سکتے آدمی کو کیا معلوم اور وہ کب ماہ یار سلیمانی سے عہدہ برآ ہوگا شہزادہ نے
کہا وہ شہزادہ یمن ہے عقل و ہنر مین جن پری سے زیادہ ہے پرندکے جوڑے نے اسکو
اس موتی کی بشارت دی ہے جو کچھ ماہ یار سلیمانی کی زبانی سنا تھا میرے سامنے
کہدیا مجھکو یقین ہوا وہ ٹھیک ٹھیک جانتا ہے انہون نے پوچھا تیرے آنے کا
کیا سبب ہے اس نے التماس کیا غلام کا یہ ارادہ ہے کہ لاؤ لشکر لیکر بادشاہون
کی طرح شہر مین داخل ہون بادشاہ نے سنتے ہی کئی ہزار پریزاد سواری کے
اسباب سمیت ہمراہ کر دئے اسی گھڑی شاہزادہ روانہ ہوا اور وعدہ کے روز
جا پہونچا لشکر کو دریا کے کنارے چھوڑ حاتم کے مکان پر آیا نہ پایا جی مین سمجھا کہ
حاتم نے وعدہ خلافی کی جو پہلے ہی سے چلا گیا مگر حاتم کے گھوڑے کو چرتے دیکھکر پہچانا
کہ وہی گھوڑا ہے پریزادون سے کہا کہ اس باغ مین جاکر اسکو ڈھونڈھو بعد
تلاش کے کسی پریزاد کی نظر جا پڑی کہ ایک جوان درخت کے نیچے بیٹھا ہے وہ
اولٹے پاؤن پھرا اور شہزادہ سے یہ احوال عرض کیا کہ مین ایک آدمی وہان بیٹھے
دیکھ آیا ہون شاید وہی ہے یہ سنتے ہی اوٹھ کھڑا ہوا پاؤن اوٹھائے وہین چلا
گیا کیا دیکھتا ہے کہ حاتم سر جھکائے بیٹھا ہے پکار کر کہا اے بھائی کس فکر
مین ہو حاتم نے جو دیکھا کہ مہر آور ہے اوٹھکر گلے سے لپٹ گیا پھر وہ دونون
باغ سے باہر آئے حاتم نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم اوترا ہوا ہے اور ایک بارگاہ
شاہانہ کھڑی ہے پوچھا کہ یہ بارگاہ اور لشکر کس کا ہے مہر آور نے کہا کہ آپ ہی کا ہے

پھر وہ ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور تخت مرصع پر بٹھایا اور خاصہ یاد فرمایا حاتم نے
ایک مدت کے بعد انواع اقسام کے کھانے دیکھ کر غنیمت تمام نوش جان کیے
پھر طائفوں کو یاد کیا ناچ ہونے لگا صبح کو کوچ کیا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ شہزادہ
لشکر بیشمار ساتھ لیکر آتا ہے اور انکے آنیکا مطلب معلوم نہیں اس نے غصہ ہو کر ایک سردار
کے ساتھ کئی ہزار سوار کر دیا کہ جلد جا کر انکی راہ بند کر کہ آگے بڑھنے نہ پائیں
لشکر سر راہ اتر پڑا اگلے روز میں جب وہاں پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان سد راہ
روکے پڑا ہوا ہے میں خبر پہونچی کہ ماہ یار سلیمانی نے تمہارے لڑنے کو پہلے سے
فوج بھیجی ہے شہزادہ نے ایک مرد معقول کو اس سردار کے پاس بھیجا کہ ہم
لڑنیکے ارادہ سے نہیں آئے ہیں بلکہ چاہتے ہیں بادشاہ کے حضور حاضر ہونیکی آرزو ہے یہ سنکر
شہزادہ مہر آور کو کہلا بھیجا کہ آپ فراغت سے مہمان رہیے کہ میں بادشاہ کے حضور
حاضر ہوں بخوبی ملاقات ہو گی مہر آور نے بادشاہ کو عرضی بھیجی بادشاہ نے فرمایا اگر یہی
ارادہ ہے تو کسی بے تکلف مکان میں اترو اور مع مصاحب شہر میں داخل ہو
اور لشکر قریب شہر باغ میں اترا پھر ماہ یار سلیمانی نے ایک امیر کو مہر آور کے پاس
بھیجا کہ دریافت کرو آپ کس لیے تشریف لائے ہیں اسنے کہا کہ شہزادہ یمن کو آپکی قدمبوسی
کی نہایت آرزو ہے چنانچہ اسکو لے آیا ہوں آپ بھی اس سے کہا کہ محظوظ ہونگے یہ سنکر
بادشاہ نے پہلے مہمانی بھیجی دوسرے روز حاتم کو بلوا کر ایک کرسی جڑاؤ پر بٹھا کر مہربانی
سے پوچھا کہ یہاں کس ارادہ سے آنا ہوا حاتم نے کہا خدائے مسبب الاسباب نے پہونچایا یہ
کہکر بیضہ سیمین جو حسن بانو نے موتی کا نمونہ دیا تھا دکھلایا اور کہا کہ اسکا ثانی اگر
عنایت ہو تو عین الطاف ہے ماہ یار سلیمانی نے کہا کہ اسکا دوسرا تو ملیگا حاتم نے کہا
آپ ہی کی سرکار میں ہے مرحمت ہو گا بادشاہ نے فرمایا اگر تو میری ایک شرط بجا لاوے تو موتی کے
ساتھ بیٹی بھی ہے حاتم نے عرض کی مجھکو صرف موتی درکار ہے صاحبزادی کے آپ مختار
ہیں شہزادہ مہر آور کو بلوا بھیجے اسنے انہیں بلوایا اور گلے لگا کر ایک کرسی پر بٹھایا حاتم
نے تحفت و ہدیہ گذرانے اس موتی کی پیدائش کا حال کہنا شروع کیا ماہ یار سلیمانی

سر پہنچا کیے سنا کیا غرض جو کچھ اس پرندے سے سنا تھا تمام و کمال کہہ سنایا بادشاہ
تحسین و آفرین کرنے لگا اور محل میں جا کر موتی لے آیا پھر ارشاد کیا کہ بادشاہزادی
کو دلہن بنائیں بیاہ کی تیاری کریں حاتم موتی کو دیکھکر خوش ہوا اسکے بعد بہت سے
گھوڑے ہاتھی جڑاؤ ساز و یراق سے سجوا کر منگائے اور شاہزادی کو بناسنوار کر کے
چند سہیلیاں خوش پوشاک سب سے غلام حبشت و چالاک سمیت مجلس میں بلوایا
حاتم کی نگاہ جو اسپر پڑی کہا کہ یہ میری بہن ہے یہ شہزادہ مہرآور کے لائق ہے لازم ہے
کہ اپنی رسم کے موافق شادی کر دو اور بعوتی میں دو دو دن تک بادشاہ سلیمانی نے مجلس
نشاط کا حکم دیا اور لڑکی کو اپنے دستور کے موافق مہرآور کے ساتھ بیاہ دیا الحمد
للہ کہ عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہونچے ایک مہینہ کے بعد شہزادی سمیت بادشاہ
سے رخصت ہوکر چند روز میں اسی دریا پہ آئے حاتم نے کہا کہ اے بھائی تم اپنے ملک
میں سدہارو میں اپنے شہر کو جاتا ہوں مہرآور بولا بھائی جان مروت سے بعید
ہے جو ایسی جا سے خطرناک میں تنہا چھوڑوں میرا ارادہ ہے کہ باشان و شکوہ
ہم تم شمس بادشاہ سے ملاقات کریں پھر اپنے لشکر کو فرمایا کہ جلد سر انجام تیار کریں
اور آپ سوار ہوں سمیت پار اتریں یہ کہکر بدستور دونوں گھوڑوں پر سوار ہوکے
تھوڑے عرصہ میں دریا سے قہرمان کے پار ہوئے اور ایک جنگل میں اترے
دیووں کو خبر ہوئی کہ پریزادوں کا لشکر آ پہونچا ہے وہ بھی جمع ہوکر سر راہ آ پہونچے اور
شاہ نے ایک پریزادے سے پوچھا کہ اے عزیزو ہم دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے
خانہ زاد ہیں ہمارا قصد تم سے لڑنے کا نہیں ہے شمس شاہ کی ملاقات کو جاتے ہیں
کہ اس نے بدولت کے غضب سے نجات پائی ہے انہوں نے کہلا بھیجا
کہ ہمارا بھی ارادہ لڑنے کا نہیں ہے صرف ملاقات کو آتے ہیں غرض ان کے
سرداروں کو بلا کر ملاقات کی اور حاتم کو ایک کونے میں چھپا رکھا پھر انکو انواع و
اقسام کی غذا اور رنگ برنگ کی شراب پلا کر رخصت کیا اور آپ بھی روانہ ہوا
چند روز میں دیووں کی سرحد سے نکلا اور شمس بادشاہ کو خبر پہونچی کہ عالم افروز مہرآور

میری ملاقات کو آتے ہین یہ سنکر مجھ لشکر استقبال کو چلا اثنا راہ مین باہم ملاقات
ہوئی خوش ہو ہو کر بغلگیر ہوے حاتم نے تمام ماجرا اپنا اور مہر آور کا سنایا یہ سنکر
شمس شاہ نے کہا کہ اے مہر آور یہ احسان تمہارا ہے جو ان کو صحیح و
سلامت مجھ تک پہونچایا شب و روز اسکے لیے غمگین رہتا تھا بلکہ زندگی تلخ تھی
الحمد للہ کہ یہ زندہ سلامت آملا پھر مہر آور کو لشکر سمیت ایک باغ مین اتارا
چالیس روز تک حقوق مہمان نوازی بجا لایا اکتالیسوین روز مہر آور نے حاتم سے
کہا کہ اے شہزادہ یمن تو نے مشقت سفر کی اٹھائی اسیطرح ایک اور بھی خاطر جمع
رکھ کہ ایک دم مین تجھے تیرے شہر مین پہونچائے دیتا ہون یہ کہکر کئی پریزادون
سے کہا کہ ابھی شہزادہ حاتم کو اڑن کھٹولے پر بٹھا کر یمن مین پہونچا دو پریزادون
نے اسی دم اسکو اڑن کھٹولے پر بٹھا کر شاہ آباد کا راستہ لیا اڑتے اڑتے چلے
گئے جب ماندے ہوتے دلچسپ جگہ جا اترتے قدرے دم لیکر پھر اڑتے بعد
آباد کے نواح شہر مین پہونچا حاتم نے اپنی رسید لکھکر پریزادون کو دی
اور رخصت کرکے آپ شہر مین داخل ہوا حسن بانو کو خبر پہونچی کہ وہ جوان
صحیح و سلامت پھر آیا اسنے بدستور پردہ کے اندر بلایا اور ایک طلائی
کرسی پر بٹھایا حاتم نے بیٹھتے ہی موتی ٹوپے سے نکالکر اسکو دکھایا اور سیر
گذشت ماجرا سنائی وہ کمال شادمانی سے حاتم کی ہمت کی ثناء و صفت
خوان ہوئی حاتم وہان سے رخصت ہوکر مہمان سرا مین آیا اور منیر شامی سے تمام ماجرا
کہہ سنایا یہ اسکا اثر اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگا کہ بھائی خوش ہو خاطر جمع رکھو
وصال یار نزدیک ہے ایک سوال رہگیا ہے انشاء اللہ اسکو بھی پورا کرون گا

جانا حاتم کا حمام باد گرد مین اور نہلانا حجام کا حوض مین پھر گرفتار ہونا طلسمات مین اور توڑنا طلسم کا تیر لگا کر طوطے کو اور الماس کا

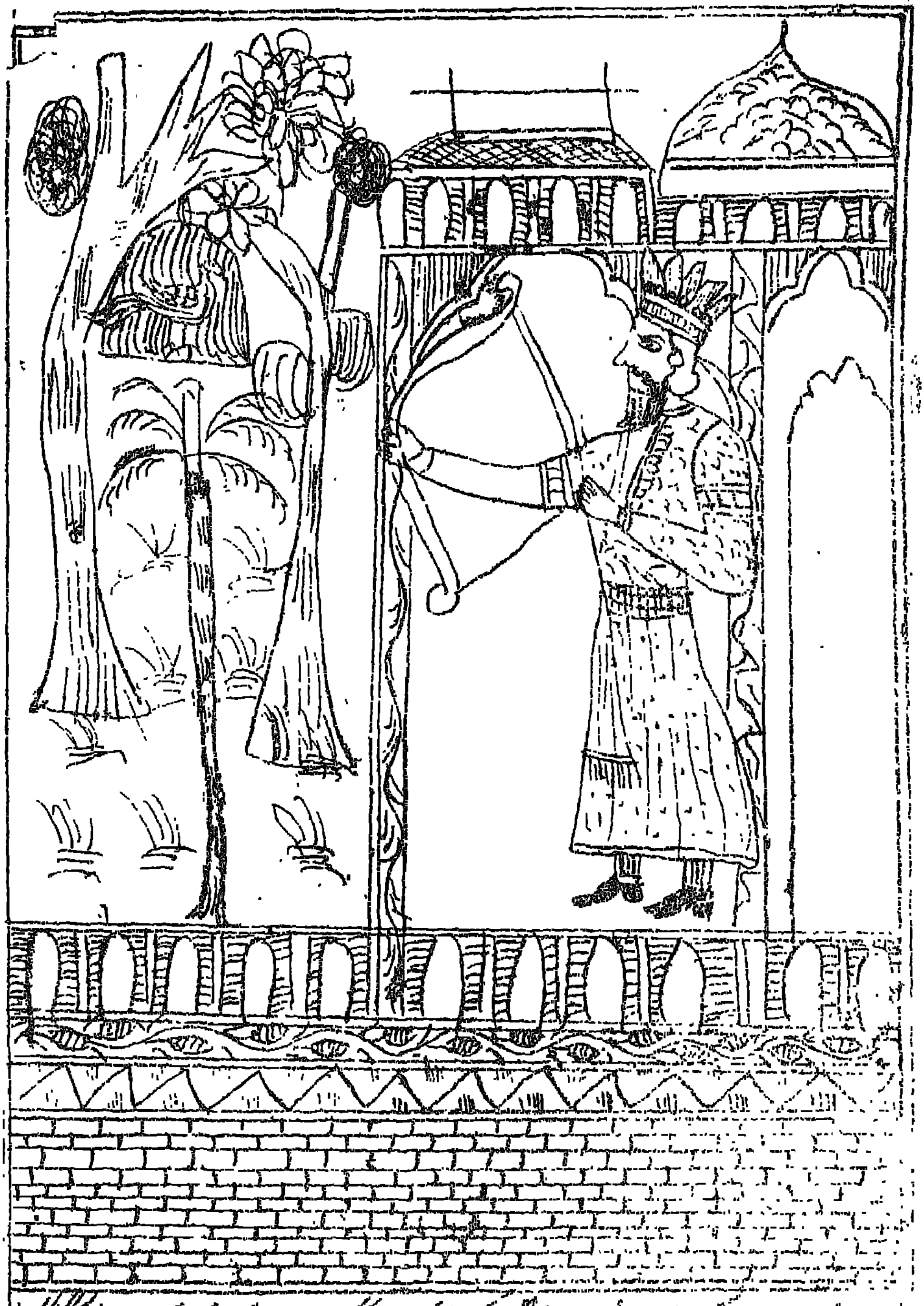

منیر شامی بے تکلف بے اختیار حاتم کے پاؤں پر گر پڑا حاتم نے اسے اٹھا کر گلے لگایا
غرض وہ دونوں سات روز تک باہم رہے جب حاتم نے دیکھا بدن کی ماندگی
بالکل رفع ہوگئی تو منیر شامی کو پوشاک پہنا کر حسن بانو کے دروازہ پر آیا چوبدارن

نے خبر کی اس نے بدستور اندر بلا یا کرسی مرصع پر بٹھایا حاتم نے ساتواں سوال
پوچھا حسن بانو نے کہا حمام باد گرد کی خبر لاؤ کیونکہ حمام کو گردش سے کیا کام ہے میں نے
سنا ہے کہ چکی کی طرح پھرتا ہے پھر اسمیں لوگ کیونکر نہاتے ہیں لازم ہے کہ اس کا اور
اس کی بنیاد کا احوال تحقیق کر کے آؤ حاتم نے کہا اتنا بھی جانتی ہو کہ وہ کہاں ہے حسن بانو
بولی کہ وہ کمن اور پچھم کے کونے میں سنا ہے مگر اس کی پیدائش کا حال معلوم نہیں
اور یہ بھی نہیں جانتی کہ کس پردہ میں ہے یہ بات سنکر حسن بانو سے حاتم رخصت
ہو کر دہانے سرائے میں آیا منیر شامی کی بہت سی دلداری کی کہ انشاء اللہ اب کی کا
سفر کر آؤں تو تیری معشوقہ کو تجھ سے ملاؤں یہ کہکر منیر شامی سے رخصت ہوا

ساتواں سوال حمام باد گرد کی خبر لانے کا اور منیر شامی و حسن بانو کے بیاہے جانے کا

جب حاتم شہر سے نکلا جنگل کی راہ لی چند روز کے بعد ایک بڑے شہر میں جا پہونچا
کیا دیکھتا ہے کہ ایک کنوئیں کے گرد مجمع مرد و زن کا ہوا ہے ایک شخص سے حاتم
نے پوچھا یہ انبوہ کیسا ہے کسی نے کہا کہ ایک عزیز ہمارا تھا دیوانہ ہو کر کنوئیں
پر بیٹھ رہا تھا آج تیسرا دن ہے کہ وہ کنوئیں میں گر پڑا ہے اور یہاں ڈالتے
ہیں پر اس کی لاش نہیں نکلتی خدا جانے کیا بلا ہے اور کوئی اپنی جان کو خطر لیے نیچے نہیں
آترتا کہ مبادا اژدہا ہو اور نگل جائے اور اسکی ماں گریبان چاک خاک بسر آوارہ
ایسی پھوٹ پھوٹ کر روتی ہے کہ پرندہ بھی فریاد کرنے لگا بلکہ بیشتر تو کئی جگہ پانی
ہو کر بہ گئے یہ دیکھکر حاتم کا دل بھر آیا اور اُن کو تسلی دیکر کہنے لگا کہ مرضی الٰہی
چارہ نہیں صابر و شاکر رہا چاہیے اسنے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن جو اسکی لاش ہی
ہاتھ آتی تو دفن کر کے اسکی قبر سے اپنے دل بیتاب کو تھوڑی بہت تسلی دیتی اور صبر کرتی
کیونکہ مرے کی نشانی بھی بہت ہے چنانچہ ہر ایک کی منت کرتی ہیں اور بیزار ان سے

دینے کو موجود ہین لیکن کوئی میرے حال تباہ پر رحم نہین کرتا اور نہین اترتا آج یہ ارادہ ہے کہ آپکو اس کنوئین مین ڈالدون اور اسکی لاش تلاش کرکے نکالون یہ سنکر حاتم بولا خاطر جمع رکھ مین تمہارے بیٹے کی لاش کو ڈھونڈھ لاتا ہون تم میرے آنے تک یہین منتظر رہنا انھون نے کہا اے جوان جانے کا کیا ذکر ہے ہم [illegible]

وہان بھی یہین کرینگے حاتم بولا ایک ماہ تک میرا انتظار دیکھنا اگر آیا تو آیا ورنہ اپنے کار بار مین مشغول ہونا یہ کہکر کنوئین مین کود پڑا اور غوطے کھاتا ہوا ایسا تک پہونچا سر تہ کو پاؤن لگے آنکھین کھولین نہ کنوان نظر آیا نہ پانی مگر ایک میدان وسیع روشن دکھائی دیا آگے چلکر باغ لطیف نظر آیا بے تامل اندر چلا گیا ہر قسم کے پھول شگفتہ درخت دیکھے اور باغ خوشبو سے مہک رہا تھا کہ دماغ معطر ہو گیا جی مین آیا کہ ایسی خوشبو کہان سے آئی اسکے امتحان کے لیے ہر ایک تختہ کی سیر کر رہا تھا کہ ایک جماعت پریزادون کی بیٹھی ہوئی نظر آئی اور ایک جوان خوبصورت بیٹھا نظر آیا حاتم دور سے دور سے دیکھکر گنجان درختون مین چھپ رہا اور تماشا دیکھنے لگا اسی تماشا مین پریون کی نظر اس پر جا پڑی [illegible] کہا یہ ہے آدمی زاد کون ہے پھر جاکر شاہ کی خدمت مین عرض کی کہ ایک شخص آدمی کی قوم سے فلانی درخت مین چھپا کھڑا ہے یہ سنتے ہی پریزاد نے جوان سے کہا کہ تمہارا بھائی ہے اور بھی آئیو گیا اگر کہو تو تمہارے پاس لے آئین [illegible] کمال خیال تھا الحمد للہ خدا نے بھیجا اس پری نے دو ایک مصاحب سے کہا کہ تم اسکو باعزت تمام لیتے آؤ وہ جاکر لے آئے [illegible] تخت کے پاس پہونچا وہ جوان اوٹھ کھڑا ہوا اور اپنے پاس بٹھا لیا بعد خاطر داری کے [illegible] احوال پوچھنے لگے کہ تم کون ہو کیا نام ہے کہان سے آئے ہو حاتم بولا مین یمن کا رہنے والا ہون شہر شاہ آباد سے آیا ہون حمام باد گرد کی خبر کو جاتا ہون میرا نام حاتم ہے اثنا سفر مین کنوئین پر آ نکلا بہت سے لوگون کو روتے دیکھا اے جوان تیری مان باپ کی حالت بہت دگرگون اور متغیر ہو گئی بے اختیار انکے پاس جاکر پوچھا

کہ تم اس طرح کیوں بلبلاتے ہو کہ سننے والونکی چھاتیاں پھٹی جاتی ہیں وہ آہ
بھر کر بولے کہ اس کنوئین میں ہمارا یوسف گم ہو گیا ہے اس سے ہماری چھاتی ڈوبی
جاتی ہیں کوئی ایسا نہیں جو خدا کی راہ کے واسطے اسمیں جاکر اسکی لاش نکال لا
جب میں نے یہ کلمہ سنا بے اختیار آپکو اس کنوئیں میں گرا دیا یہانتک پہونچا
اب میں نہیں جانتا کہ انکا بیٹا تو ہی یا کوئی اور پر ایک آدمی کو دیکھتا ہوں یہ سنکر اسنے کہا اے
بھائی جو شخص اپنی بی بی سمیت تھا میں اسکا بیٹا ہوں ایکدن کا ذکر ہے کہ میں اس کنوئیں پر
آ نکلا یہ رشک پری مجھے نظر آگئی فوراً اسکے جلوہ پر میرا دل آ گیا اور اسکی چاہ میں
باؤلا بنکر یہیں بیٹھ رہا یہ برق وش بھی ہر روز اپنی جھلک دکھا جاتی تھی لیکن مجھے اسکے دیکھا بھالی
سے تسلی ہوتی تھی آخر اسکے سلسلہ محبت کی کشش نے کھینچکر مجھکو اس چاہ عمیق میں
گرا دیا پھر یاد نہ رہا اسطرح اس گل غربی کی جستجو میں گرتا پڑتا یہانتک پہونچا بارے
اسنے میری خستہ حالی کو دیکھکر بیتابانہ مہربانی فرمائی اور مجھ تشنہ آب وصال کو اپنے جام وصل سے
سیراب کیا حاتم نے کہا حیف ہے تو یہاں رنگ رلیاں اڑا رہا ہے اور وہاں تیرے ماں باپ کا حال
تباہ ہو رہا ہے یہی انصاف ہے وہ بولا اب مجھے اس بغیر جینا محال ہے اگر یہ رخصت دے
تو جاؤں حاتم نے کہا اللہ کے جبر میں تیرا احوال عرض کرتا ہوں یہ کہکر پری کیطرف
متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے سراپا ناز دردمندوں کی دمساز مہربانی ہو دور نہ کر اسکے ماں
باپ آتش دوری سے جلتے ہیں اور بموجب مفارقت شمع کیطرح گھلتے ہیں بہتر ہے کہ اس
جوانکو دو تین دن کی رخصت دو یہ جاکر انکی چھاتی سے لگے اور دل ٹھنڈا کرے وہ مسکرا کر بولی کس نے
منع کیا ہے چلا جائے یہ آپ ہی مبتلا ہو کر یہاں آیا ہے یہ سنکر حاتم اٹھ کھڑا ہوا اور جوان سے
کہا کہ چل پری نے پروانگی دی وہ بولا یہ اجازت نہیں ہے طلبہ لینا ہے تو میرا جانا منظور نہیں ہے
کہ جیسے اسطرح قبول کرے تو خاطر جمع رکھ اور اپنے گھر جا میں تیرے پاس ہفتہ میں دو تین بار راتکے وقت
آجایا کرونگی اور کبھی اپنے دل سے نہ بھلاؤنگی یہ سنکر حاتم نے سر نیچا کر لیا اور کہا خدا اسکے واسطے
اسپر مہربانی فرما اور یہ جو کہتا ہے قبول ہو پری متاثر ہو کر بولی کہ ہماری قوم کی یہ
چال نہیں ہے سیکھے جو چلے مجھے نہیں ہوا اتنی گرمی نہ کیجئے حاتم نے کہا اگر معشوق اسی

گرفتار کے حال پر رحم کھائیے تو مین کچھہ عرض کرون کیونکہ مین نے فلانی فلانے
پیدوسکی پریون سے آشنا ہی اور ملاقات کی ہی اور ان کے لطف و احسان عاشقون
کے حال پر ایسے دیکھے ہین تم کہتے ہو کہ ہماری قوم سے اسطرح سلوک کوئی نہین
کرتا مین کیونکر مانون بلکہ آدمزاد بیوفا اور جفاکار ہین پریزاد عالم دوستی مین قادر
اور فرمانبردار ہین یہ سنکر پری نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ یہ جھوٹا لٹا ہی مجھے دینا نہین
چاہتا یہ تیری بناوٹ ہی جوان بولا جو کچھہ تم فرماتے ہو سچ ہی اس فہید کے صدقے
جاہیے مین نے گھر بار تمہاری خاطر چھوڑا جان سے ہاتھ دہو کر آپکو اس کنوئین مین
گرایا صدمہ اوٹھا کر یہان تک پہونچا ہون اسپر بھی مین چاہنے والا نہ ٹھہرا
بیت ہوئے تم نہ واقف میرے حال سے * مین صدقے رہا جان او دل سے
یہ سنکر پری بولی ایسی باتین بہت سنی ہین کیا ادا ہی تجا ہی یکہ یا ہو خیر جاؤن
کر تو مجھے چاہتا ہے جو کچھہ کہون وہی بجا لائے وہ بیچارہ اوٹھہ کھڑا ہوا کہ
کیون نہ کرونگا جو منظور ہے جلد فرماؤ اس نے اپنے لوگون سے فرمایا کہ ایک کرتا ہو
مین گھسے پھر کچھ لیے پھرتا ہو جب وہ کرتا اسے مجھے خبر کرنا انہون نے وہی کیا جس وقت
لگی کہو لینے لگا اسوقت جوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیون جی ہین تم چاہتے ہو تو مین
کون پڑو جوان بے تامل خوشی خوشی اس کرنہ مانا مین جانا چاہتا تھا کہ آپکو اسمین گرادے
پری دیوانون کیطرح دوڑ پڑی بیتابانہ اسکو گلے لپٹ گئی کہ تو عاشق صادق
ہے غرض اسی طرح عیش و عشرت اور جہانداری مین ایک ہفتہ گذر گیا اور
وہان کنوئین پر جو لوگ بیٹھے تھے دن گن رہے تھے اور کہتے تھے آخری روز وہ
جوان نہ نکلا تو اپنے گھر چلے جائینگے الغرض آٹھوین دن حاتم نے
اٹھکر اس جوان سے کہا مجھے کام ضروری ہے اب نہین رہ سکتا جو تم نے کہا
ہو وہ وفا کرو پری بولی اور بہت بہتر حاتم نے کہا بشرطیکہ تم وعدہ مضبوط کرو
اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو درمیان دو تب مجھے باور ہو پری نے قسم کھا کر کہا
ہے قول سے ہرگز نہ پھرونگی تم خاطر جمع رکھو پھر اپنی پریون کو کہا ان دونون

جوانون کو کنوئین پر سے بچا دو انہون نے ایک ہی جست مین دونون کو کنوئین پر بٹھا
دیا سب لوگ دیکھکر حیرت مین آ گئے مان باپ دیکھکر حاتم کے قدمون پر گر پڑے
خوشی خوشی اپنے شہر مین داخل ہوئے نہایت تکلف سے حاتم کو مہمان رکھا
اور پری بھی دستور سے آنے لگی بلکہ یہی معمول رکھا حاتم نے اس کی راستی اور
دوستی دیکھکر اپنے جی مین کہا سبحان اللہ اس قول پر کہ صورت بھی اچھی ہو
اور سیرت بھی یہ دیکھکر رخصت ہوا ایک مدت کے بعد ایک بستی نظر آئی اس کے
شہر پناہ کے باہر ایک پیر مرد کھڑا ہوا تھا حاتم سے اسنے کہا السلام علیکم
اے جوان مرحبا اس نے کہا وعلیکم السلام اے مرد با صفا اسکے بعد اس
نے کہا اے مسافر آج کے روز میرے گھر مین رہ اور میرے نان مین شریک
ہو تو عین مہربانی ہے حاتم بولا کہ نیکی کا کیا پوچھنا اسی دم وہ پیر مرد مجکو اپنے
گھر لے آیا باتین شائستہ کرتا رہا ضیافت کھانے کے بعد پیر مرد نے پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام ہے اس نے کہا حاتم نام ہے اور یمن کا رہنے والا ہون حمام باد گرد کی
خبر کو جاتا ہون اس نے سر نیچا کر لیا اور پھر کہا اے عزیز وہ کون تیرا دشمن تھا جسنے
تجھے ایسی جگہ بھیجا ہے اور مشکل تو یہ ہے کہ جیتے اسکا نشان معلوم نہین دوسرے
وہان جو گیا پھر نہ پھرا جو کوئی وہان جانے کا قصد کرے اپنی جان سے ہاتھ دہو لے
غسل میت جیتے جی بجا لائے کیونکہ اسکا راستہ اول منزل سے کم نہین دوسرے راستہ مین
حارس شہر قطان کا بادشاہ ہے اسکی سرحد مین چوکی بیٹھی ہے جو کوئی اس جگہ کی
خواہش کرے پہلے میرے پاس سے آوے معلوم نہین اسکو روبرو بلا کے کیا جیسے مار ڈالتا
ہے یا اسکو چھوڑ دیتا ہے یہ سنکر حاتم نے کہا کہ حسن بانو سوداگر بچی پر منیر شامی
عاشق ہوا اپنا خانمان برباد کر کے اس شہر کے کاروانسرا مین بیٹھ رہا ہے اسکے
واسطے یہ رنج اپنے اوپر گوارا کر کے کئی برس سے اسکے کام مین عند اللہ پھرتا ہون اس
سوداگر بچی کے چھہ سوال حق تعالی کے فضل و کرم سے پورے کر چکا ہون اب ساتوان
سوال حمام باد گرد کی خبر ہے سو لینے جاتا ہون دیکھون کیا قسمت دکھاتی

ہے پیر مرد بولا آفرین تجھپر اور رحمت تیری ماں باپ پر جو بیگانے کے واسطے عیش و عشرت چھوڑ کر محنت اختیار کی مصیبت سہی لیکن صلاح یہ ہے کہ اب اس خیال محال کو دل سے دور کر و اور یہین سے پھر جاؤ اس سے کہ وہ طلسمات ہے کوئی نہین جانتا اور اسکا پتہ نہین ملتا یہ بات سنکر حاتم بولا استغفراللہ جھوٹ اس سے کس طرح بولون بات کیونکہ نباؤن یہ انصاف نہین کہ وہ عاشق بیچارہ مدت مدید سے انتظار کے سبب سے جان بلب ہے فقط امید وصال پر دم اسکا بھرتا ہے قریب ہے کہ شربت وصال اپنی معشوقہ کے ہاتھہ سے پیئے اپنی حیات کو تازہ کرے حیف ہے کہ مین اسکے کام مین پہلو تہی کرون پس خدا کو کیا جواب دونگا کیونکہ جو کوئی عنداللہ کمر ہمت باندھتا ہو جھوٹ نہین بولتا ہے اور جنہون نے خدا کی راہ مین اپنا گھر بار چھوڑا ہے وہ بجز حصول مطلب نہین پھرا اس جہاندیدہ نے کہا اے جوان اپنی جوانی پر رحم کر زنہار اسطرف نہ جا اگر سیر کرنا ہے تو ایک حقیقت سننے کے لایق ہے پیر مرد نے کہا اطراف کشام مین ایک دریا تھا اس مین بہت سے مینڈھک رہتے تھے ان مین سے کسی مینڈک نے اپنی قوم سے کہا جی تو یون چاہتا ہے کہ یہان سے سفر کرین اور دریا مین جا کر رہین کیونکہ مسافری مین بہت سے فایدے ہین فقیر غنی ہو جاتے ہین اور مفلس مالدار وطن مین کسی کو دولت حاصل نہین ہوتی ہے بے ہاتھہ پاؤن ہلائے لقمہ ہاتھہ نہین آتی یہ سنکر اس کی قوم نے کہا اے نادان یہ خیال باطل تیرے دل مین آیا ہے اس سے ہرگز راحت نہ پاویگا مفت مین رنج اوٹھائیگا آخر اپنے کیے سے بہت پچھتائیگا اسنے نہ مانا اپنے بھائی بندون کو فرزندون سمیت وہان سے نکال کر ایک دریاے عظیم کی طرف ہر چند کہ آبی جانورون کو خشکی مین چلنا دشوار ہے اسپر بھی اوچھلتا کودتا خوشی خوشی چلا جاتا تھا قضا سے کار راہ مین ایک چشمہ مل گیا اس مین ایک سانپ رہتا تھا بہت اسنے وہان کے سب مینڈک کھا لیے تھے چند روز سے بھوکھ

چند انہ پانی کھی بھوک سے جھنجھلا رہا تھا دیکھتے ہی بے اختیار لپکا ایک ایک کو چن چن کر
کھا گیا کسی طرح سے وہ آپ بھاگ کر دریای قدیم مین آ پڑا لیکن وہ بیچارہ
بال بچون کے غم مین سر جھکائے اور اپنے کئے کو پچھتا رہا تھا ہرچند وہ لعنت
ملامت کرتے تھے جواب دینا تو درکنار دم نہ مارتا تھا غرض جو کوئی بزرگون کا
کہنا نہین مانتا اسکا یہی حال ہوتا ہی پس اے جوان یہین سے پھر جا گرمی نہ کر حمام
بادگرد مین نہین پہونچیگا تیرا مغز خراب ہوگیا ہی علاج کر یہ سنکر حاتم نے جواب دیا
اے مرد بزرگ جو تو کہتا ہی بہتر ہی لیکن جو بات خدا کیواسطے ہو اس سے منہ
پھیرنا خوب نہین کیونکہ دیانت اور تقوی سے نہایت دور ہی لیکن کرم خدا سے
امیدوار ہون کہ اس جوان کی مراد میرے ہاتھ سے بر آئے خدا کیواسطے اگر تو شہر
قطان کی راہ جانتا ہے تو مجھے بتادے اس مرد پیر نے کہا ای مسافر داہنی طرف
کا راستہ یہان سے اختیار کر آگے بہت سی تکلیفین ملینگی انکے بعد ایک پہاڑ
نظر آویگا اسکے بیچ ہزارون بلائین آفتین ہین اگر ان سے بچکر نکلیگا تو ایک صحرای
عظیم ملیگا وہان خدا کی قدرت نظر آویگی تھوڑی دور جاکر دوراہا ملیگا بائین طرف کو
دریا پیچدار ہے وہ راہ پاکیزہ و پر فضا ہے جنوبی شہر قطان پہونچیگا اگرچہ داہنی طرف کی راہ
نزدیک ہے مگر اسمین خطرے اور بہت سی آفتین ہین حاتم بولا کہ زندگی کوئی
جی نہین سکتا اور بے اجل کوئی مر نہین سکتا قریب کا راستہ چھوڑکر راہ بعید کیون
اختیار کرون پھر مرد نے کہا تو نے نہین سنا ہے راہ راست برو اگرچہ دور است
زن بیوہ مکن اگرچہ حور است مگر کہ مرتا نہین کوئی بے موت لیکن تو منہ مین اژدہے
کے نہ جا دیکھو میرے کہنے پر عمل کر ورنہ خراب ہوگا حاتم رخصت ہوکر روانہ ہوا
چند روز کے بعد ایک شہر نظر آیا اور نقارون کی آواز بکثرت سنی جی مین کہنے لگا آج
شہر مین کسی کے گھر شادی ہی لوگ شہر کے جمع ہین سب اچھے کپڑے پہنے ہین اور
ٹپریے استادہ ہین فرش ستھرا پاکیزہ بچھا ہی جابجا لوگ بیٹھے ہین ہر
مجمع کے قریب نقارے بج رہے ہین اور مجلس مین اک ناچ ہو رہے ہین اور

چولھون پر دیگین کھڑک رہی ہین کہانے پک رہے ہین یہ کیفیت دیکھکر پوچھنے لگا
اسے یارو کیون آج شہر مین کیا شادی ہے وہ بولے کہ اس شہر مین یہ رسم ہے کہ برسوین
دن ہر ایک امیر و غریب بلکہ بادشاہ و وزیر بھی اپنی اپنی لڑکیون کو جو بالغ ہین
انکو دلہن بنا کر عطر اور ہار کپڑے مین بسا کر خیمون مین بٹھا دیتے ہین پھر جنگل کیطرف سے
ایک بڑا سانپ آتا ہے اور ایک جوان کی شکل بنکر ہر ایک خیمہ کے اندر جا کر ان
سبھون کو دیکھکر جو پسند آتی ہے اسکو لیجاتا ہے ہم وحشت سے بیحیائی کی نقاب منہ پر ڈال کر
مجبوراً شادی رچاتے ہین دیکھئے کسکی لڑکی پسند کرے ہر ایک کو یہی دھڑکا ہے
آج نقارے بجتے دیکھے ہین کل چھاتی پیٹتے دیکھوگے ایکدن کی شادی اور سات
دن کا غم ہمکو ہر سال سے شام کے وقت مقرر آئیگا کسی نہ کسی کے سر پر
آفت لائیگا یہ ماجرا سنکر حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ یہ کام جن کا ہے فی الحقیقت
وہ سانپ نہین پھر ان سے مخاطب ہوکر کہا اے عزیزو یہ تم پہ بڑی بلا آتی ہے
انہون نے کہا کیا کرین اس مین کچھ اپنا چارہ نہین جو خدا چاہے سو کرے مثل
مشہور ہے ستمگر آمد سخت آمد ایسا ہم کسی کو نہین دیکھتے جو اللہ کے واسطے اس
بلا کو دور کرے حاتم نے کہا مین آفت کو اسی رات دفع کرتا ہون تم مجھکو اپنے
سردار پاس لیچلو وہ سنتے ہی ہاتھون ہاتھ لیگئے بادشاہ نے کہا کیا بات ہے حاتم
نے کہا یہ جو [illegible] نے کہا اے جوانمرد اگر یہ تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو ہم سپاہ و
رعیت سمیت تیری اطاعت کرینگے حاتم نے کہا مین جو کام کرتا ہون خدا کیواسطے
کرتا ہون جو قدم آگے بڑھاتا ہون مولیٰ کی راہ مین دھرتا ہون اگر یہ کام کرونگا
تو کسی پر احسان نہین جو کچھ مین تم سے کہون قبول کرو بادشاہ نے فرمایا بسر و
چشم کہا جسوقت وہ آئے اور جب لڑکی کو پسند کرکے لے چلے اسوقت اس سے
کہو کہ صاحب تم لیجانے مین مختار ہو مگر اتنی بات تم ہماری سنو کہ ہمارا ایک بڑا
سردار زادہ مدت کے بعد آیا ہے ہم سب کو سب تابع ہین اسکے بے کہے اس
لڑکی کو تمہارے ساتھ نہین کرسکتے اگر تمہارے ساتھ کرین تو عین خطا ہے کیونکہ

تم ششدہ ہوگئے تو ایک برس میں ہمارے ملک کو خراب کر دینگے جو وہ ششدہ ہو گا تو
ایک پل میں القصہ بادشاہ نے تمام دن حاتم کو اپنی بارگاہ میں [illegible] شام
ہوئی تو سانپ کی آمد کا غل ہوا لوگوں نے کہا کہ جوان وہ [illegible]
بادشاہ سے عرض کی کہ میں بھی دیکھوں پھر اسکے [illegible]
سے سر لگائے چلا آتا ہے اسکے در والے کہا کہ کھولا نہیں [illegible]
کو سکتا آدمی کا تو کیا قدر ہے جو آنکھ اٹھا کر دیکھے [illegible] اسکی [illegible]
دم [illegible] سر پر چڑھا آتا ہے حاتم نے جو یہ حالت دیکھی [illegible]
اپنی دم الٹی [illegible] کر کے ہٹا [illegible] آدمی [illegible]
[illegible] زمین پر لوٹ گیا [illegible]
سلام کیا اور بادشاہ اسکے آگے جا کر [illegible]
لگا اور بیٹھا یا وہ ایک آدم بیٹھا ہوا تھا اور کہا کہ اپنی ایسی لڑکیاں ہیں کہا کہ بادشاہ
نے کہا بہت بہتر اپنی بارگاہ سے نکل کر سب [illegible] اور بیٹی کو [illegible] لے گیا
دیکھیں پسند نہیں کیا لیکن بادشاہ کے خیمہ میں جہاں شہزادی بیٹھی تھی
اسکو منظور کر کے سوال کیا۔ اسکی خواہش ہے یہ بات سنکر بادشاہ نے کہا کہ ہمارا
ایک بڑا بزرگ چند روز سے نکل گیا تھا یا [illegible] اسکے دیکھنے [illegible] کرنے
والا آیا ہے میں سمجھتا ہوں اس کو لگا صلاح یہی کہ آپ اسکو بلا لیں وہ جو کچھ کہیگا سو ہم
کرینگے اسے کہا ایک ہو وہ کہاں تھا آج کیونکر آیا اچھا بلوا دیجے تو وہاں قنات کے
پیچھے چھپ رہا تھا بلاتے ہی اسکے روبرو کھڑا ہوا دیو نے کہا اے جوان میں ایک
مدت سے اس شہر میں آتا ہوں پر تو کبھی مجھکو نظر نہیں آیا اب کہاں سے آگیا سچ کہہ
تو کون ہے اور کس واسطے ہمارے خانہ بزرگوں کو [illegible] اس ملک کو
خراب کریگا حاتم نے کہا جبتک میں شہر میں نہ تھا انہوں نے تیرا کہا کیا اب اس
ملک کا مالک میں آگیا ہوں جو کوئی ہمارے باپ دادا کی زمین پر آتا ہے اس کو
بیٹی دیتا ہوں جن نے پوچھا وہ کیا رسم ہے بیان کر حاتم نے کہا کہ پھر پاس [illegible]

سکو کس کر پلاتا ہوں وہ بولا اسکا یہ رسم ہو تو تو لے آ میں پی لونگا حاتم نے اپنی جیب
سے نکال کر ستو تھوڑے سے پانی میں گھولکر پلایا جس کو جانتا تھا کہ اسکا پینا میرے حق میں سم
قاتل ہوگا تا یک قلم علم جنی فراموش کیا اسپر پشیمانی سے کہنے لگا کہ اب کوئی اور رسم
ہو تو اسکو بھی بجا لانے پر مستعد ہوں حاتم بولا تو دوسری رسم یہ ہے کہ ایک دیگ میں
تم اترو ہم اسکا منہ بند کریں تم پھر اسکے باہر نکل آؤ تب خوشی سے تمہارا سب رسم
لڑکی سو کروں اور جو اسمیں سے نہ نکل سکو تو ہزار لعل اور دو ہزار الماس اور موتی مرغی
کے انڈے برابر جو پریوں کے ملک میں سے منگوا رکھی ہو دو وہ کہنے لگا کہ جلد لاؤ
وہ دیگ کہاں ہے حاتم نے ایک بڑی سی دیگ منگوا کر اسکے آگے رکھی اور کہا بسم اللہ
وہ فورًا اسمیں اتر پڑا حاتم نے اسکے منہ پر ڈھکنا دیکر بانگ مضبوط باندھکر اسم اعظم
پڑھنا شروع کیا اور اس سے کہا کہ اب باہر نکل اس اسم اعظم کی برکت سے اسکا
ڈھکنا پہاڑ سے سوا بھاری ہو گیا کتنا ہی اسنے زور کیا پر نہ نکل سکا تب حاتم نے
لوگوں سے کہا کہ اب اسکے آس پاس نیچے اوپر لکڑیاں رکھکر آگ بھڑکا دو انہوں
نے ویسا ہی اسکے کہنے پر عمل کیا جب لگا آگ میں جلنے جلا لیکن کسی نے اسکی فریاد نہ
سنی آخر جلکر خاک سیاہ ہو گیا پھر حاتم نے سب لوگوں سے کہا تھوڑی سی زمین
کھود کر اسکو گاڑ دو اور تم اپنے اپنے گھروں میں جا کر چین کرو خدا نے اس بلا کو
تمہارے سر سے دور کیا نہیں تو خدا جانے تمہارا کیا حال ہوتا اور وہ کیا سلوک کرتا بادشاہ
نے یہ حال دیکھکر حاتم کی بہت تعریف کی باشندے شہر کے سب پاؤں پر گر پڑے پھر
بادشاہ نے بہت سی اشرفیاں اور روپیہ اور کئی کشتیاں ملبوس جواہر کی منگوا کر
اسکے سامنے رکھیں اسنے کہا مجھے درکار نہیں خدا نے سب کچھ دیا ہے تو فقیروں کو
حوالے کرو خوشی ہو اور تمہیں اجر دے کیونکہ جو شخص خدا کی راہ میں دیتا ہے
وہ مزدوری نہیں لیتا شہریار نے اسی گھڑی فقیروں محتاجوں کو بلوایا اور اس
مال کو تقسیم کر دیا حاتم کو تین روز تک مہمان رکھا وہ چوتھے دن رخصت ہو کر آگے
بڑھا چند روز کے بعد اس پہاڑ کے نیچے جا پہنچا جسکا ذکر اس پیر مرد نے کیا تھا

اسی طرح چلتا جب اس سے گزر گیا تب ایک بڑا جنگل دکھائی دیا اسمیں عجائب و غرائب
ہر قسم کے میوے کھاتا ہوا کئی روز تک پڑا گیا جب اس سے نکلا ایک دوراہہ نظر آیا
کھڑا ہو کر اپنے جی میں سوچنے لگا کہ اس پیر مرد نے کہا تھا داہنی طرف کی راہ میں
بہت سی آفتیں ہیں تو ادھر سے بچا ہوا اسوقت اسکے کہنے پر عمل کیا چاہیئے اور
بائیں طرف کا رستہ سہل ہے اس خیال سے بائیں طرف کی راہ کو روانہ ہوا تھوڑی دور
جا کر اپنے جی میں سمجھا کہ اس راہ سے جانا کچھ حاصل نہیں بہتر یہ ہے کہ وہ رستہ [illegible]
اور جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو وے گا تو بھی داخل ثواب ہوگا یہ بات ٹھہرا کر اس رستے سے پھرا اور
داہنی طرف چلا ببول کا ایک جنگل کانٹوں سے بھرا ہوا دکھائی دیا تو کل بخدا
[illegible] سوچا اور قدم آگے رکھا پھر تو ایسی مصیبت پڑی [illegible] درخت ببول کے کانٹوں سے
کپڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور زمین میں [illegible] کانٹے [illegible] پاؤں سوج گئے
تب بے دم ہو کر کہنے لگا کہ وہ بزرگ سچ کہتا تھا [illegible] اسکا کہنا نہ مانا اپنے
[illegible] آگے [illegible] اور جنگل [illegible]
تو [illegible] کی صورت [illegible] ہزار خرابی وہ چند روز میں اس جنگل سے
گذرا اور چیونٹیوں کے جنگل میں پہنچا سب چیونٹیاں آدمی کی بو پاکر فورًا دوڑیں اتنے
میں ایک بڈھا نورانی صورت داہنے ہاتھ کی طرف سے نمودار ہوا اور کہنے لگا کہ او
تو نے بزرگوار کا کہنا نہ مانا آخر پشیمان ہوا حاتم بولا میں نے برا کیا تب اس بزرگ
نے فرمایا کہ خرس کی چربی کا مہرہ نکال کر زمین پر ڈال اور قدرت خدا کا تماشا دیکھ اور
آپ غائب ہوگیا مہرہ زمین پر ڈالتے ہی زمین زرد ہوگئی پھر سیاہ آخر سبز ہوگئی چیونٹیاں
جو دوڑی آتی تھیں [illegible] اور تین گھڑی کے عرصہ میں تمام ہوگئیں حاتم نے یہ احوال
دیکھ کر متعجب ہو کر کہا الٰہی انہیں کیا دشمنی ہوگئی جو ایک ایک کو [illegible] مٹی میں یقین ہو کہ
اسی مہرہ کا یہ اثر ہے خدا کا شکر کرنا چاہیئے مجھے اسوقت [illegible]
بتایا اور [illegible] لگا [illegible] پھر [illegible] دیکھا تو ایک گوشہ [illegible]
پایا اور ارادہ کیا کہ مہرہ کو اٹھا لے [illegible] وہاں [illegible] اس کے اٹھانے [illegible]

فرہاد جو آتش میں اور سمندر میں کہا جائیں تو جان کی جان جائے اور محنت کی محنت برباد
ہو جائے جلدی نہ کیا چاہیے … یہانتک صبر کیا کہ اسکا گوشت پوست گل گیا ہڈی پسلی
نظر آئی تب حاتم اپنا … اور اٹھا کر آگے چلا تھوڑی دور کے بعد ایک جنگل اژدہاؤں کا
ملا … ایک … اسکے پاؤں کی کفش کو چھید کر … پار ہوئے گذرنا محال
ہو گیا … اپنے کپڑے پھاڑ کر جوتیوں کے اندر … لپیٹا آخر کار اسکے پاؤں چھلنی
ہو گئے … حاتم تیرے برابر جہان میں کوئی … ہوگا کیونکہ اس
بزرگ نے سچ کہا تھا کہ … راستہ بہت برا ہے … جانا … اور کوشش …
آدمی کو اسی واسطے دیتے ہیں کہ پہلے برے کو دیکھے سنبھل کر چلے …
قدم دھرے تو بھلا چنگا … اسکو چھوڑ کر بائیں طرف پھر گیا پھر کیا بدبختی …
اس کو چھوڑ کر داہنی طرف گیا خیر اب پچھتانے سے کیا فائدہ … پڑے گوارا کر
جس طرح سے چلا جائے چل خدا نگہبان … والا ہے آخر کار … محنت و مشقت …
جنگل کو طے کیا الحمد للہ کہکر ایک جگہ بیٹھ گیا …
تو تمام پاؤں چھلنی ہو گئے تھے اژدہوں کی … ایک … آ گئے ہیں
نکالنے لگا جب سب نکال چکا پاؤں پہ کپڑا لپیٹ کر …
نکلا اور اپنے جی میں خوش تھا کہ میں نے سب بلاؤں سے نجات پائی …
کہ ایک آفت عظیم اور درپیش ہے چند قدم اس جنگل میں چلا تھا جو وہاں کچھو آدمی
کی … پا کر … چند ان میں بلی کے برابر تھے اور کتنے لومڑی کے برابر تھے
آنکھیں انکی … کی سی پاؤں مرغ کے سے گردنیں بلی کی سی صورت حاتم کی نگاہ
… اور ایسا گھبرایا کہ طاقت جانے کی نہ رہی ہاتھ پاؤں پھول
گئے … لگا وہی پیر مرد … آ پہنچا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کہ خاطر جمع
رکھ … استقلال کو ہاتھ سے نہ دے حاتم بولا … خدا کیا کروں مجھ کو
طاقت نہیں پیر مرد نے کہا مہرہ زمین پر ڈالدے اور تماشہ دیکھ حاتم نے ویسا ہی
کیا اور کھڑا رہا دیکھا کہ آپس میں لڑ کر تین روز کے عرصے میں وہ سب کچھو تمام ہو گئے

چوتھے روز پھر سے کو اٹھا کر شکر کا دوگانہ ادا کر کے روانہ ہوا چند روز کے بعد
ایک شہر عظیم الشان دکھائی دیا یہ اس میں داخل ہوا لوگوں نے جو اسے اجنبی دیکھا
پاس آکر پوچھا اے جوان تو کس راہ سے آیا حاتم نے کہا داہنی طرف کی راہ سے وہ حیران
ہو کر کہنے لگے کہ جیتا کیونکر بچا چھپکلیوں اور ببول کے کانٹوں کی مصیبت اژدہا
کے جنگل اور بچھوؤں کی آفت تجھ پر نہیں پڑی حاتم بولا غریب تو بلاؤں میں مبتلا ہوا
تھا لیکن بدعا الٰہی ہے اس راہ میں اژدہات کے بیٹوں اور ببول کے کانٹوں کے
سوا کوئی گزند باقی نہیں سوداگر جو وہاں اترے تھے اس بات کو سنکر مستعد ہوئے کہ
اب اسی راہ سے آیا جایا کرینگے شہر بھی آباد ہو جائیگا آخر وہ لاد پھاند کر چلے
گئے یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ کاروان ایک مسافر کے کہنے سے معلوم ہوا کہ جس راہ
سے اژدہات اور ببول کا جنگل تھا اس رستے سے چلے گئے حکم کیا کہ بہت
سے ہرکارے ان کے پیچھے جائیں ان کا حال دریافت کریں اور حاتم کو اپنے
پاس رکھا اور کہا اے مسافر راہ کے حادثے مسافرت کے صدمے بہت اٹھائے
چند روز یہاں دم لے پھر جہاں چاہے وہاں جا مطلب یہ تھا اگر سچا ہے تو بہتر
ورنہ سولی دونگا اس ارادہ پر چند روز اسکو رکھا اور کہا یہاں سے کہیں
نہ جائے اور وہ لوگ جو رستہ کی خبر لینے گئے تھے اس قافلے کے پیچھے لگ گئے
جا بجا اسکے اترنے کے نشان پائے آفت کہیں نہ دیکھی چھپکلیوں کے جنگل
سے صحیح و سلامت گزر گئے پھر چند روز کے بعد اپنے شہر میں آ پہونچے بادشاہ
سے عرض کی کہ جو کچھ اس مسافر نے کہا سچ ہے اب کوئی آفت اس راہ میں نہیں ہے
تب شہریار نے ہر ایک طرف اشتہار بھجوائے کہ فلانی راہ آفتوں سے پاک ہو چکی
جسکا جی چاہے بے دغدغہ آئے جائے اور حاتم سے بہت سی معذرت اور منت
کی اور کہا اے جوان مجھ سے خطا ہوئی معاف کر پھر بہت سا زر و جواہر اسکے
آگے رکھا حاتم بولا کچھ آپ کا قصور بظاہر معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جس
روز سے تمہارے شہر میں آیا ہوں باآرام تمام رہتا ہوں یہ کیا سبب ہے

جو تم معذرت کرتے ہو فرمایا تم نہیں جانتے ہو کہ مین ظاہر سلوک کرتا تھا فی الحقیقت
نگہبان تمہارے لئے معین کئے تھے کہ جب تک اس جنگل کی راہ کی خبر نہ آوے
تم جانے نہ پاؤگے اگر جھوٹ ہوتا تو شہر کے باہر تمکو سولی دیتے حاتم نے عرض
کی یہ تو عین انصاف ہے تم عبث عذر کرتے ہو مین نے جو جھوٹ نہیں کہا تھا کہ
کا دستور نہیں ہے تمہاری اس بات سے آزردہ ہوتا کیونکہ عادلوں کو یونہی
چاہیئے خدا تمکو اپنی پناہ مین رکھے تمہارا ایک [illegible] تمہارے [illegible] مین ہرگز
اور جو مجھے عنایت ہوا ہے میرے کس کام کا ہے کیونکہ مین باربرداری نہیں
رکھتا بادشاہ نے فرمایا خاطر جمع رکھ مین باربرداری اور محافظ تمہارے وطن
تک پہونچانے کے لئے ہمراہ کر دونگا حاتم نے کہا مجھے ایک کام ضروری
درپیش ہے جب تک اسے نہ کرونگا وطن کیطرف منہ نہ کرونگا شہریار
نے پوچھا وہ کون سا کام ہے اگر ہمکو معلوم ہو تو ہم بھی شریک ہوں حاتم بولا یہ حضرت
کا الطاف ہے لیکن مین خالق کے سوا کسی کی مدد نہیں چاہتا مگر ایک مہربانی
کیجئے جو شہر قطان کا راستہ بتا دیوے یہ بھی احسان سے خالی نہیں بادشاہ
نے فرمایا تمکو اس شہر مین کیا کام ہے مین نے سنا ہے کہ حاتم یادگار اسی سر
زمین مین ہے اسکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوں شاہ نے ارشاد کیا اے جوان
اس خیال کو دل سے اٹھا کہ جو اسطرف گیا جیتا نہیں پھرا آپکو کیوں ہلاکت
مین ڈالتا ہے وہ بولا جو ہونی ہو سو ہو مجھے جانا اور وہان کی خبر لانا ضرور ہے
غرض ہر چند بادشاہ نے منع کیا مگر اس نے نہ مانا ناچار دو آدمی ساتھ کر دیے
کہ شہر قطان کی راہ پر اسکو پہونچا دو حاتم رخصت ہو کر شہر سے نکلا چند روز کے
بعد ایک مقام پر پہونچکر رہبروں نے عرض کی کہ ہماری سرحد تمام ہو چکی یہ سرحد
شہر قطان کی ہے ہمین رخصت کرو حاتم نے وداع کر کے آگے کا راستہ لیا جب
وہان پہونچا اس نواح کے لوگ اسکو کہنے لگے کہ اے جوان کس واسطے آیا ہے اسنے
کہا فلانے اطراف سے آگے یہ اسمین آفتین ہین لیکن خدا سے کر کے نے

اس راہ کو اپنے کرم سے پاک کر کے صحیح و سلامت یہاں تک پہونچایا یہ سنکر
سب کے سب خوش ہوئے حاتم شہر قطان میں داخل ہوا اور کاروانسرا میں اترا
ایک دن وہ سودا خریدنے اور [illegible] اتفاقاً بازار میں
تھا ایک [illegible] بادشاہ کے دولت [illegible]
کہ ایک مسافر کسی شہر سے آیا [illegible] عرض کی اسکو [illegible]
[illegible] کا حال [illegible] کہ [illegible] کہاں سے
آئے [illegible] کیا [illegible]
[illegible]
ایک جوان [illegible] بادشاہ [illegible]
کی آرزو [illegible] بادشاہ [illegible]
وہ جوان [illegible] میں کھڑا ہو کر آداب بجا لایا [illegible]
وہ جواہر نذر [illegible] بادشاہ [illegible] کیا
اس نے عرض کی کہ میں ایک [illegible] اپنے [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible] اختیار
کی اس [illegible] آیا بادشاہ
نے اس [illegible] کہا جوان [illegible]
ملک [illegible] حاتم نے سنکر کہا
اگر [illegible] بادشاہ
صاحب الطاف [illegible] دل و
جان سے منظور کیا بادشاہ نے کہا [illegible] عرض کی کہ
کاروانسرا میں [illegible] دیوان خانے کے [illegible] ایک [illegible]
آراستہ کرو اور بکاول سے کہدو کہ دونوں وقت سات سو خوان طعام
کے بے تکلف بھیجا کرے اور [illegible] خدمتگار بھی کاروبار کے لیے معین کر دو

یہ کہکر حاتم کی طرف متوجہ ہوا کہ اے جوان ہماری خوشی اسی مین ہے وہان سے آجا
اور یہین رہنا اختیار کر ہماری مجلس کی رونق بڑہا اور اپنا کلام شیرین سنا
غرضکہ حاتم وہین رہا بادشاہ سے صحبت رہی چھہ ماہ گذر گئے آخر حارث ایسا
ایسا مبتلا ہوا جو ایک دن نہ دیکھتا تو اسے چین نہ پڑتا ناچار بلوا لیتا
اور اکثر اپنے ندیمون سے اس کی تعریف کرتا کہ اگر یہ شخص میرے ملک
مین اپنی بود و باش اختیار کرے تو اوقات بخوبی کٹے یہ وہ سنکر کہنے
لگے حضرت بجا فرماتے ہین یہ مرد ایسا ہی خوش کلام ہے اس کا رہنا
مناسب ہے ایک دن جو حاتم نے حارث شاہ کو خوش وخرم دیکھا کئی لعل
و زمرد و الماس بیش قیمت بطور نذر گذرانے فرمایا اے جوان بار بار کیون
شرمندہ کرتا ہے تو خدمت مین حاضر ہے کچھہ فرمایش نہین کرتا حاتم نے
کہا شاہ کی عمر دراز ہو اور سلطنت ہمیشہ قائم رہے میری آرزو مین سب
بر آچکین مگر ایک باقی ہے سو وہ تا دم مرگ بجا ہیگی شاہ نے پوچھا وہ آرزو
ایسی کیا ہے اگر تو رغبت کرے تو اپنی بیٹی بھی حوالے کردون ملک تو کیا چیز
ہے حاتم نے کہا آپکی بیٹی کو اپنی بہن جانتا ہون یہ وسوسہ میرے دل مین
نہین مگر ایک تمنا ہے پر اس صورت مین التماس نہین کہ مبادا قبول نہ فرماوین
کہکر لوگون مین شرمندہ ہون بادشاہ نے ارشاد کیا اے عزیز مین تیرے
لطف کا ممنون و احسانمند ہون اگر تخت و سلطنت بھی چاہے تو ابھی بخشون مگر
سواے اسکے جو چاہے سو تیرا ہے حاتم نے ہاتھ جوڑکر عرض کی یہ آپ کیا فرماتے ہین
وہ بجاے میری والدہ کے ہین اور تخت آپ کو مبارک رہے میری غرض اور
ہی ہے تب تو حارث نے کہا خدا کے واسطے کہین جلد کہہ اسنے کہا بشرطیکہ آپ
قول دین تو عرض کرون بادشاہ نے عہد کیا تب حاتم نے التماس کیا
حمام بادگرد کے دیکھنے کی آرزو ہے جو ارشاد ہو تو اس کی سیر کرون بادشاہ
یہ سنتے ہی سر بزانو ہوا حاتم نے کہا پیر مرشد آپ اسقدر کیون متفکر ہین

ہر طرح سے آپ کا فرمان بردار ہون جو آپکی مرضی ہو بجا لاؤن شہریار نے سر اٹھا کر
فرمایا اے عزیز یہ تو نکر متفکر ہون مجھے کئی طرح کے اندیشے ہین پہلے تو مین نے
قسم کھائی ہے کہ کسی کو حمام باذگرد کی طرف نجانے دونگا کیونکہ وہان جا کے پھر کوئی
نہ آیا دون تو عہد شکنی ہوتی ہے دوسرے یہ خوف ہے کہ تجھسا جوان خوبصورت نیک
سیرت اپنی جان سے ہاتھ دھو لے تیسرے یہ جیسا کہ تو ہے ایسا آج تک کوئی
میرے پاس نہین آیا چوتھے یہ کہ اگر تجھکو رخصت دون تو تیری جدائی کیونکر سہونگا
پانچوین یہ کہ اگر اجازت نہ دونگا تو لوگ کہینگے جھوٹا ہوا ہے یہ سنکے حاتم نے کہا انشاء
اللہ جلد پھر آپکی خدمت مین حاضر ہونگا کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجئے فقط
مبارک باد دیجئے اور سوا اسکے اجازت دیجئے کیونکہ میرا اصول ہے کہ جبتک
تا مقصد در دست بر نیاید نہ بیٹھونگا اسواسطے کہ منیر شامی شہزادہ حسن بانو
برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے وہ سوال دیتی ہے جب تک شہزادہ خود
نہ جاسکا مین نے اسکی خاطر کمر باندھی ہے اور جو کچھ کہا ہے وہ سب کیا ہے اب یہ
آخری سوال ہے چنانچہ چھ سوالون کا جواب لے چکا ہون اب یہ ساتوان سوال باقی
ہے جناب الٰہی سے توقع رکھتا ہون کہ وہان جا پہنچون اور حمام باذگرد کی
خبر حسن بانو سے جا کر کہون اور اسکا بیاہ اسی شہزادہ سے کرا دون کہ مدت
کے بعد عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہونچین یہ سنکر بادشاہ نے
کہا اے جوان آفرین ہے تیری ہمت پر اور تیرے ماں باپ پر کہ تو نے
غیرون کے واسطے آپکو رنج و مصیبت مین ڈالا اور اسقدر ایذا گوارا
کیا اس لئے کہ آج تک کوئی ایسا میرے پاس نہین آیا سوا شہزادہ اور سوداگر کے
وہان جا کر سلامت پھر کے آ نکلے کہ انکو بھی اسنے نہ دیکھا ہے مگر یہ تو
کہہ کہ کس شہر کا رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے اسنے کہا
میرا وطن یمن ہے اور نام حاتم بن طے یہ سنتے ہی حارث شاہ اٹھا بغلگیر
ہوا اور اپنے برابر اسکو بٹھا لیا اور کہنے لگا کہ ان باد شاہت

تیری پیشانی سے ظاہر اور نیکنامی مشہور ہے بلکہ اور زیادہ ہوگی یہانتک
کہ تیرا نام ضرب المثل ہو جائیگا اور جو کوئی ایسا پیدا ہوگا تیرا ثانی کہلائیگا
یہ کہکر اپنے وزیر سے فرمایا کہ سامان ارک حمام بادگرد کے دربان کو شقہ لکھکر
حوالہ کرو اسکے بعد حاتم کو گلے لگایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہنے لگا
اللہ حافظ جسوقت حاتم آنکھون سے اوجھل ہوا بادشاہ تخت سے غمزدون
کیطرح محل مین گیا اور حاتم شہر سے نکل جنگل کیطرف چلا ہمراہیون سے قال
مقال کرتا چلا جاتا تھا پندرہ روز کے بعد حمام نظر آنے لگا حاتم نے ان سے پوچھا
کہ یہ کون پہاڑ دکھائی دیتا ہے انہون نے عرض کی یہی حمام بادگرد کا دروازہ
ہے دیکھنے مین نزدیک معلوم ہوتا ہے مگر سات روز مین پہونچنے گا یہ کہکر آگے بڑھا
ساتوین روز دروازے کے متصل جا پہونچا حاتم کیا دیکھتا ہے کہ وہان ایک
پہاڑ کے دامن مین داخل ہوا دیکھے ہمراہیون کے خویش و اقربا تھے باہم
ملے اور پوچھنے لگے کہ تمہارا آنا کیونکر ہوا انہون نے کہا ہم اسی جوان یمنی کے
ساتھ بادشاہ نے بھیجا ہے اور نامہ بھی دربانون کیواسطے لکھا ہے القصہ
حاتم سامان ارک کے خیمے مین آیا صاحب سلامت کی شقہ حوالے کیا
وہ اوٹھکر بغل گیر ہوا اور نامہ سر پر رکھ لیا بادشاہ کی مہر کو دیکھکر بوسہ دیا
کھولکر دیکھا تو اس مین یون لکھا ہوا تھا کہ اس جوان یمنی کے ساتھ ہم نے
بہت کچھ کہا تھا اس لیے بھیجا ہے کہ اگر اسکو سمجھا بجھا کر کسی طور سے اولٹا پھیر دو
تو ہم خوش ہونگے اور جو یہ نہ مانے تو ناچار حمام مین بھجوا دینا لیکن تا مقدور اس
کے سمجھانے مین سعی کر زیادہ پڑھکر اوٹھ کھڑا ہوا اور حاتم کو بہ تعظیم تمام کرسی پر بٹھایا
مہماندار سے کہا کہ شہر مین ضیافت بجا لایا قصہ کوتاہ چند روز حسب الحکم
سمجھایا پہر کو جو سمجھ نہ سکی جتنا سمجھا اس نے نصیحتون کے جواب مین یون کہا
تم اس خیال سے ہاتھ اوٹھاؤ جسکے مین نے بادشاہ کا کہنا نہ مانا تو
تمہاری کب سنتا ہون مجھے تصدیعہ نہ دو بہتر ہے کہ جلد رخصت کرو سامان ارک

نے جو دیکھا کہ میری نصیحت مطلق اثر نہیں کرتی ناچار بادشاہ کو عرضی لکھی کہ یہ
جوان اپنی ہٹ نہیں چھوڑتا اور نصیحت کسی کی نہیں مانتا اب جو حکم ہو بجا
لاؤں بادشاہ کو جب وہ عرضی گذری پڑھ کر سر دھنا اور آنکھوں میں آنسو بھر
لایا آخر بمجبوری لکھ بھیجا اگر وہ راضی نہیں ہوتا تو مزاحمت نہ کرو جانے دو شاید
اسکی عمر تمام ہو چکی حمام کا بہانہ ہے وہاں تو سامان ارک جواب کا منتظر تھا ادھر
حاتم کو اپنے چلنے کی پڑ رہی تھی غرض ادھر سے تقاضا تھا ادھر امروز فردا اسی
حیص بیص میں فرمان بادشاہی آ پہونچا کہ اس کو نہ روکو جانے دو اسیوقت
سامان ارک نے نصیحت کے طور پر کہا اے عزیز اب بھی کچھ نہیں گیا اگر زندگی
عزیز ہے تو باز آ نہیں تو پشیمانی کھینچیگا بلکہ جان سے جائیگا حاتم نے کہا
اس مبالغہ آمیز گفتگو سے خدا کے واسطے مجھے معذور رکھ مجھے جانے دے
تب سامان ارک لاچار ہو کر حاتم کو حمام بادگرد کے دروازے پر لے گیا وہاں بھی
کھڑے ہو کر بہت سا سمجھایا پر سمجھ میں کچھ نہیں آیا حاتم نے ایسا دروازہ تمام
عمر نہ دیکھا تھا جو آنکھ اٹھا کر غور کیا تو خط عبرانی سے اسپر لکھا پایا کہ یہ طلسمات
کیومرث کے وقت کا بنا ہے اسکا نشان مدتوں رہیگا اور جو کوئی اس طلسمات
میں جائیگا جیتا نہ نکلے گا وہیں بھوکا پیاسا سرگردان رہیگا اگر اسکی زندگی
ہے تو ایک باغ میں رہے وہاں جاکر اپنی حیات کے دن پورے کریگا
پھر باہر نہ نکل سکیگا جب اس نوشتہ کو دیکھا اور دل میں خیال کیا جو کچھ
حقیقت تھی دروازے پہ لکھی دیکھی اندر جانا کیا ضرور ہے چاہتا تھا کہ وہاں سے الٹا
پھرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ حسن بانو اندر کا احوال پوچھے تو کیا جواب دونگا
اب جو ہو سو ہو اندر چل پھر لوگوں کو رخصت کیا آپ اندر گیا دس بارہ قدم
چل کر پیچھے دیکھا تو آدمیوں کو نہ پایا اور نہ دروازہ ہی نظر آیا مگر ایک جنگل
لق و دق موجود تھا اور کچھ دکھائی نہ دیا متفکر ہوا کہ ابھی دس بارہ
قدم سے زیادہ چلنے کی نوبت نہیں پہونچی کہ دروازہ نظر سے غائب ہوا بلکہ اسکے

آنا بھی دکہائی نہین دیتے کسی طرح اسکو ڈھونڈتے تھے باہر نکلنے غرض تمام دن
اسی تلاش مین پھرا اور دروازہ نہ ملا تب دل مین کہنے لگا حمام کا بہانہ تہا کہ پانون
رکہتے ہی اجل کے ہاتھ مین پڑ گیا اب بن جان دیئے چھٹکارا نہین غرض اپنے
یہین زندگی کا اضطراب سے ادہر ادہر بھٹکتا رہا چند روز کے بعد ایک سمت کنارا
لیا تہوڑی دور گیا ہوگا ایک آدمی پر نظر پڑی اسطرف روانہ ہوا کیا دیکھتا ہے
کہ وہ بھی ادہر آتا ہے جب نزدیک پہونچا تب اس صورت طلسمی نے سلام
کیا اور آئینہ بغل سے نکال کر حاتم کے ہاتھ مین دیا حاتم نے لیکر اپنا منہ دیکھا اور
پوچھا کیا تو حجام ہے جو آئینہ دکہاتا ہے اسنے کہا البتہ حاتم نے پوچھا کہ تمام کو چھوڑکر
کدہر جاتا ہے وہ بولا مین اسی طرح جس شخص کو آتے دیکھتا ہون اسے لیجا کر
حمام مین نہلاتا ہون اور انعام کا امیدوار ہوتا ہون اگر آپ بھی چل کر حمام
کیجئے تو آپ کی بدولت کچھ مل رہیگا حاتم نے کہا بہتر میرے بدن پر سفر کی گرد سے
میل جم رہا ہے چاہتا ہون کہ اسے چھڑاؤن مگر تو اکیلا ہے اسنے عرض کی آدمی تو
بہتیرے ہین پر آج غلام کی باری ہے الغرض آگے آگے حاتم اور پیچھے پیچھے نائی
چلے جاتے تھے دو تین کوس چلے تھے کہ ایک گنبد نظر آیا جب نزدیک آیا تب حجام
حمام کے اندر گیا اور حاتم کو بلایا وہ جونہین داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا
آخر حمامی اسے حوض پر لے گیا اور کہنے لگا کہ آپ اسمین اتریئے تو مین بدن
پر پانی ڈالون اور میل چھڑاؤن حاتم نے کہا مین کپڑے اتارون تو بے لنگی
یہ نہین ہوسکتا تب حمامی نے ایک لنگی پاکیزہ بابت تحفہ حوالے کی حاتم نے
اسکو باندھ کر کپڑے رکھدیئے اور حوض مین اتر پڑا اور پھر حمامی نے ایک بڑا
طاس گرم پانی سے بھر کر اسکے ہاتھ مین دیا اس نے سر پر ڈال لیا اسنے
پھر بھر کر دیا اسنے اسے بھی اپنے اوپر الٹ لیا تیسری مرتبہ جو ہین سر
پر ڈالا وہین ایک تڑاقا ہوا کہ حمام مین اندھیرا ہو گیا ایک ساعت
کے بعد تاریکی جاتی رہی تو کیا دیکھتا ہے کہ نہ حجام ہے نہ حمام نہ حوض ایک

بنا ہوا گنبد ہے اس کا تمام صحن پانی سے بہرا نظر آتا ہے ایک دم نہ گذرا تہا کہ
پانی پنڈلیون تک آگیا حاتم عاجز ہوگیا ادہر ادہر دیکہنے لگا اور وہ بڑہکر
گہٹنون سے بہی اونچا ہوگیا تب وہ گہبرایا کہ الہی یہ پانی تو ہر دم بڑہتا جاتا ہے
نکلنے کی صورت نظر نہین آتی یقین ہوا کہ اسمین ڈوب مرونگا کیا ایک مضطرب
ہوکر دروازے کے چارون طرف پہرا کیا راستہ نہ پایا اتنے مین پانی ڈوبا کے
ہوگیا یہ پیراک تہا پیرنے لگا اور جی مین کہنے لگا کہ حمام سے جو آدمی نہین نکل
سکتے اسکا یہی سبب ہے کہ پیرتے پیرتے تہک کر ڈوب جاتے ہین اب
مین بہی ہاتہ پاؤن مارتے مارتے تہک جاؤنگا باہر نکلنا تو معلوم نہوا اسی
دن کے لیے حارث شاہ منع کرتا تہا القصہ حاتم اسی سوچ مین تہا کہ پانی
اسقدر بلند ہوا کہ سر اسکا گنبد مین جا لگا اور یہ نہایت ماندہ ہوا ہاتہ پاؤن شل
ہوگئے قریب تہا کہ ایک دفعہ ہی غوطہ کہا جاوے کہ ناگہان ایک زنجیر لٹکتی دکہائی دی
حاتم نے بے اختیار دونون ہاتہون سے زنجیر پکڑ لی کہ بہلا ایک ساعت تو
دم لون کہ پہر ویسی ہی آواز آئی کہ گنبد کے باہر ہوگیا آپ کو ایک جنگل مین کہڑا
پایا ہر طرف دیکہنے لگا میدان کے سوا کچہ نظر نہ آیا جی مین ہوا کہ رب نے اس
طوفان سے نجات ہوئی اور طلسمات سے رہائی پائی آگے بڑہا غرض ایک
عمارت عالیشان چمکتی نظر آئی آبادی امید پر اسی طرف چلا جب نزدیک
پہونچا ایک باغ خوش قطع پر فضا دیکہا دل مین سوچنے لگا کہ اس بہار کا باغ بان
کس نے بنایا ہے البتہ اس کے قریب کسی طرف بستی ہوگی جب متصل پہونچا
دروازہ کہلا پایا اندر چلا گیا آخر لاچار ہوکر ایک مکان کی طرف روانہ ہوا وہان
طرح طرح کے درخت میوہ دار دیکہے بہوکہا تو تہا ہی میوہ توڑ کر کہانے لگا جتنا
کہاتا تہا پیٹ نہ بہرتا تہا غرض سو من کے قریب کہایا پر سیر نہوا لیکن جب
کہاتے کہاتے تہک گیا پہر سیر کرتا تماشہ دیکہتا ایک بارہ دری کے قریب
جا پہونچا اس کے متصل بہت سے آدمی پتہر کے ننگے کہڑے تہے مگر ایک ایک

تنگ بند ہے تتے سو وہ بھی بچہر کے حاتم حیرت مین آگیا کہ یہ کیا بھید ہے اس کا
عقدہ کیونکر کھلے اس فکر مین تھا کہ طوطی نے آواز دی کہ اے جوان کیون کھڑا
ہے مگر جان سے ہاتھ دھوے ہوے ہی حاتم نے سر اٹھایا تو ایک طوطی پنجرے
مین بند ہے اور یہ عبارت ایوان پہ لکھی پائی ای بندہ خدا اس حمام بادگرد
دیکھنے سی جان سلامت نہ لیجاے گا کہ یہ طلسمات کیومرث شاہ بادشاہ کا ہے
ایک دن کیومرث شاہ بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اس جگہہ آنکلا اتفاقاً اس نے
ایک الماس پڑا دیکھا اٹھا لیا پھر اسکو تلوایا تو تین سو مثقال تھا
حیران ہو کر حکیمون سے کہا کہ اسکا ثانی مل سکے گا یا نہین انہون نے عرض
کی کہ آدم کے وقت سے لیکر اب تک نہ ایسا دیکھا ہے نہ سنا تب اس نے کہا
کہ لازم ہے کہ اسکو ایسی جگہہ رکھون کہ کسیکے ہاتھ نہ لگے یہ بات ٹھہرا کر حمام بادگرد
کا طلسمات بنایا اور اس طوطی کو وہ الماس لگا کر پنجرے مین رکھکر یہان
لٹکا دیا اور [illegible] تیر و کمان [illegible] رکھدیا ہے جو کوئی اس
طوطی کے [illegible] ایک تیر لگا سکے اگر لگا تو طلسم [illegible] اور ذات پانی [illegible]
پتھر کا ہو جایگا حاتم نے اسکو پڑھکر طوطی طرف دیکھا کہ جہان سے تھان کھڑے
چپ ہو [illegible] کہ اگر اس طلسم سے رہائی نہ ہوئی تو اسی سرگردانی مین رہیگا
[illegible] بسم اللہ
[illegible] طوطی [illegible]
[illegible] طوطی [illegible] لگی [illegible] جوان یہان سے جا
[illegible]
[illegible] کے پاؤن اسکے
[illegible] حالت پر آنسو بہلایا اور
[illegible] ایک
[illegible] کیا انصاف ہے
[illegible]

اس سے بہتر یہ ہے کہ ایک تیر اور لگا کر انہین بتون مین شامل ہو جاے یہ سوچ کر
دوسرا تیر پہر مارا اسنے بہی خطا کی اور حاتم ناف تک پتہر کا ہو گیا اوسوقت طوطی
نے یہ بات کہی اے جوان پیچہے سرک یہ جگہہ تیرے لائق نہین ہے حاتم نے
وہان سے جست کی اور دو سو قدم پرا چہلکر بتون کے قریب پہونچ گیا اور اپنی
حالت دیکہکر زار زار رونے لگا اور کہنے لگا کہ مجہہ سا نامراد کوئی نہین ہے جو
پہر اپنے کام او لٹا کرتا ہے پہر ایک آہ سرد دل پر درد سے کہینچی اور کہا اے
حاتم اپنی مرگ اپنی آنکہون سے نہ دیکہا چاہیے بہتر یہ ہے کہ آنکہو پر پٹی باندہ او
یہ ایک تیر جو لباط مین رہ گیا ہے توکل بخدا اسکو بہی لگا چاہیے کیونکہ ایسا جینا
مرنے سے بدتر ہے دفعۃً طوطی کو تاک کر آنکہو پر پٹی باندہ اللہ اکبر کہکر تیر
مارا وہین طوطی کی روح پرواز کر گئی پنجرے کے باہر نکل پڑی اتنے مین ایک
آندہی آئی گہٹا اٹہی بجلی کڑکنے لگی اندہیرا ہو گیا سب جہنے سی رہگیا شور و غل
ایسا بلند ہوا کہ حاتم بیہوش ہو کر گر پڑا یہ وہم ہوا کہ مین بہی پتہر ہو گیا ایک
ساعت کے بعد آندہی رفع ہو گئی ابر جاتا رہا شور و غل موقوف ہو گیا سورج
نکل آیا حاتم نے جو آنکہین کہولین تو آپ کو بتون کے برابر پڑے دیکہا جب
ہوش آیا اور حواس بجا ہوے تو دیکہا کہ نہ وہ حمام ہے نہ وہ باغ نہ وہ گرہ
نہ وہ پنجرا نہ وہ طوطی مگر ایک الماس زمین پر پڑا انگارا سا چمک رہا ہے حاتم نے دوڑ
کر اوٹہا لیا اور سجدہ شکر ادا کیا وہ سب کے سب آدمی حاتم کو دیکہکر کہنے لگے اے جوان
تو اس جگہہ کیونکر سلامت رہا وہ باغ کدہر گیا حمام کیا ہوا سب سرگذشت کہی
دوڑکر اسکے پاؤن پر گر پڑے اور کہنے لگے ہم آج سے تمہارے غلام ہو چکے یہ
طوق بندگی جیتے جی ہمارے گلے سے نہ نکلے گا اس بات کو سنکر حاتم نے انکی
بہت سی تسلی و خاطر داری کی اور اپنے ساتہہ لیکر شہر قطان کا راستہ لیا کہ یہ
نہ جانتا تہا کہ مین کدہر جاتا ہون اور شہر قطان کا راستہ کدہر ہے لیکن ہادی
حقیقی اسکو راہ راست پر لئے جاتا تہا تہوڑی دور چلا تہا کہ ہیں دور سے نظر آیا ایک سواد

ہوا تھا جو مین اس سے باہر نکلا سامان ارک کا لشکر دکھائی دیا ادھر متوجہ
ہوا اور اس سے جا ملا وہ اسکو دیکھتے ہی نہایت تپاک سے بغلگیر ہوا اور کرسی زرین
پر بٹھایا باآئین شائستہ ضیافت کی عطر و پان کی رسم کے بعد حاتم نے تمام
وہان کا حال بیان کیا اور وہان چار روز رہا پھر وہان کے بہت سے لوگ ساتھ
ہوے شہر قطان کی طرف روانہ ہوا چند روز کے بعد شہر قطان مین داخل ہوا
حارث شاہ سے ملازمت کی بادشاہ نے بسیار الطاف و نوازش فرمائی اپنے
برابر تخت پر بٹھایا حال پوچھا اُسنے وہان کا ماجرا مفصل عرض کیا اور الماس
بادشاہ کے روبرو رکھدیا کہ حضور کی نذر ہے لیکن اتنا چاہتا ہون کہ ایکمرتبہ
حسن بانو کو دکھا دون پھر خدمت مین بھیجدونگا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور
فرمایا بارک اللہ حاتم نے عرض کی یہ بیچارے جو میرے ساتھ آئے ہین اتنے پھر کے
ہو گئے تھے اکثر انمین سے شہزادے اور سوداگر بچے ہین بالفعل اسباب و سواری
کے محتاج ہین امیدوار ہون کہ ایک ایک گھوڑا اور اسباب خرچ راہ ہر ایک
کو عنایت ہو جو اپنے اپنے وطن کو پہونچین حضرت کو دعا دین گے حارث شاہ
نے اسکے کہنے کے موافق کیا پھر حاتم بھی رخصت ہوا تب بادشاہ نے بہت سا
مال اسباب اور سرانجام اسکے ساتھ کرکے نہایت عظمت و شان سے روانہ
کیا حاتم کئی مہینے کے عرصہ مین بڑے ٹھاٹھ سے شاہ آباد مین داخل ہوا لوگون
نے اسکو پہچان کر حسن بانو کو اطلاع کی کہ حاتم داسیرا آگیا حسن بانو نے
چوبدارونکو دوڑایا غرض حسن بانو نے حاتم کو اندر بلایا احوال پوچھا اس نے تمام
کیفیت بیان کی وہ سنتے ہی ٹھنڈی ہوگئی پھر الماس بھی نکال کر دیا تب
حسن بانو نے سر نیچا کر لیا مارے شرمندگی کے چپ رہ گئی حاتم نے کہا مین اپنا
وعدہ پورا کر چکا ہون اب تو بھی وعدہ وفا کر اس نے آہستگی و نرمی سے
التماس کیا کہ مین تیری ہو چکی ہون جو چاہے سو کر جسکو چاہے اسے بخش یا اپنے
پاس رکھنا چاہتا ہے تو مختار ہے اس بات کو سنکر حاتم نے کہا جو کچھ

تو نے کہا ہین نے کیا جو مین نے سو تو کر سچ تو یہ ہی کہ ہین نے یہ محنت و مشقت اپنے
واسطے نہین کھینچی ملکہ عنداللہ منیر شامی شہزادے کے لیئے لازم ہی کہ اسے قبول کر کیونکہ
وہ مدت سے تیرے فراق مین رو رہا ہی اور تیری جدائی کے درد سے جان کھوتا
ہی اپنے بیمار عشق کو شربت وصال پلانا ہی بھلا ہی اسمین قصور کرنا عنداللہ اور
عندالناس برا ہی حسن بانو بولی کہ اب تم میرے باپ کی جگہہ ہو جو میرے حق مین بہتر
جانو سو کرو وہ میرے شوہر ہونے کے لائق ہو تو مجھے کچھہ عذر نہین یہ سنتے ہی حاتم نے
منیر شامی شہزادے کو کہلا بھیجا کہ تم پوشاک بدل کر سج سجا کر نہایت زرق برق
میرے پاس آؤ شہزادہ بڑے ٹھاٹھہ سے شادان و فرحان آیا حاتم نے اس
کو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر اپنے پاس بٹھایا حسن بانو نے پردے سے جھانک کر
جو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوئی اور نیچی نظر کئے شرم سے اٹھکر دوسرے مکان
مین چلی گئی حاتم بھی منیر شامی کو لیے کاروانسرا مین آیا رات کی رات وہان رہا
صبح کو حسن بانو نے ایک مکان نہایت عالی شان خالی کروا دیا اس مین
منیر شامی سمیت داخل ہوا نوبت رکھوا دی بیاہ کی تیاری شروع ہوئی مجلس نشاط
جمائی گئی کئی دن کے بعد ساچق بادشاہون کے طور پر بھجوائی دوسرے دن اوسی
مہندی بھی اوسی ٹھاٹھہ سے آئی صبح کو بیاہ کی تیاری ہونے لگی مکانونکی فرش
بدلے برا تیون نے کپڑے جھم جھماتے پہنے اور طائفے بھی بہت سی بلوائی دو راہ
روشنی کے ٹھاٹھہ مینا کاری کے ٹٹیون سمیت دلہن کے محل تک بندہوا لے
آتشبازی کی چادرین بھی جا بجا قرینے سے استادہ کرد ائین لاکھون گنج ستارون
کے گرد آئے آدھی رات گئی نہایت تجمل سے منیر شامی بیاہنے کو چڑھا
ابیات وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار ✚ وہ موتی کا سہرا جواہر نگار ✚ شہر کر وہ گھوڑے کا
چلنا سنبھل ✚ تھا کی وہ دونون طرف مورچھل ✚ وہ فانوسین آگے زمرد نگار ✚ کہ ہو
سبز مینا بھی جن پر نثار ✚ ہزارون تمامی کے تخت رواں ✚ او دہل نشاط انیہ جلوہ
کنان ✚ وہ شہنائیونکی سہانی دھنین ✚ جنھین گوش زہرہ مفصل سنین ✚ جھانجھہ لون کا شور ...

جابجا پہولون کا انبار تہا انارون کی کثرت سے بازار گلنار تہا مہتابونکی روشنی سے
چودہوین رات کی چاندنی مات تہی ستارون کی چمک سے دن سے زیادہ روشن رات
تہی غرض تمام آتشبازی کی کیفیت روشنی کی کیفیت سے براتیون کی جمعیت سے
نہ زبان کو یارا جو کہے نہ قلم کو طاقت جو لکہے بیت جب آئی دولہن کے مکان پر برات
کہون وانکے عالم کی کیا تہے بات درمیان مجلس نشاط وہان سے زیادہ تر آراستہ
تہی ساز بج رہے تہے ناچ ہو رہا تہا کتنے اشخاص پیشوائی کو گئے دولہا کو ہاتہون ہاتہ
لے آئے مسند شاہانہ پر بٹہایا حاتم نوشہ کے پاس جاکر ایک مسند پر خوش و خرم بیٹہا اور
براتی بہی اپنے اپنے قرینے سے شریک مجلس ہوے ابیات وہ دولہا کا مسند پر
آ بیٹہنا + برابر رفیقون کا جا بیٹہنا + طوائف کا اُٹہنا اک انداز سے + وہ گہانا
وہ آ حضور تین ناز سے + غرض ناچ کا سمان راگ کا بیان کچہہ کہا نہین جاتا دیکہنے
سے تعلق رکہتا ہے اتنے مین قاضی صاحب آئے عقد پڑہایا مبارک سلامت ہوئی
شربت اور پان بٹنے لگے اور دولہا کو محل مین ڈیوڑہی پر لیگئے اور وہان سے
کئی بوڑہی بیگمین دولہن کی انا سمیت آئین نوشہ کو بسم اللہ کر کے اندر لیگئین دولہن
کے پاس مسند پر بٹہایا وہ بہی لباس عروسی پہنے جواہر سے آراستہ عطر مین ڈوبی اور
پہولون مین لدی نشہ حسن مین چور ہو رہی تہی شہزادہ گہونگہٹ مین اسکی جہلک دیکہہ کر
ذرا ٹہہرا تہا پہر آرسی مصحف دیکہتے ہی غش کر گیا انا اسی دم گہبرا کر گلاب پاش
لاکر چہڑکنے لگی دیر کے بعد ہوش مین آیا شکر خدا کا دوگانہ پڑہا حاتم کی ہمت پر
آفرین و تحسین کی اسکے بعد جو رسمین باقی رہی تہین سبہی خوشی بجا لاکر پہر دولہن
کو دیسے لیکر سکہپال مین سوار کیا بڑی دہوم دہام سے شادیانے بجواتا دولتخانہ مین
داخل ہوا چار روز تک محل سے پاؤن باہر نہ رکہا پانچوین دن بر آمد ہوا حاتم کو یاد کر کے
حاتم نے سر اوٹہاکر سینے سے لگایا شہزادہ نے اسے بہینچکر گلے لگایا حاتم نے مبارکباد دی
رخصت چاہی پہر منیر شامی نے دو چار روز اور بہی اوسکو منت کر صحبت نشاط دوبارہ گرم
کی آئین مہمانداری خاطر خواہ بجا لایا تب حاتم نے متبسم ہوکر کہا کہ بہائی اب تم

صاف نہیں اپنی ہی حالت سمجھہ تب منیر شامی نے تجویز ہو کر رخصت پایا وہ نہایت خوشی و خرمی سے یمن کی طرف روانہ ہوا تھوڑے دنوں میں وہان جا پہونچا بادشاہ کو اسکے آنیکی خبر ہوئی وزیر کو پیشوائی کے لیے بھیجا وہ اُس کو نہایت جاہ و جلال سے بادشاہ کے حضور میں لے گیا اُس نے دور ہی سے دیکھہ چھاتی سے لگایا یہ پاؤن پر گر پڑا بادشاہ نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا پیشانی چومی محل میں لے گیا اُس نے مودب ہو کر اپنی والدہ کو مجرا کیا اُس نے سر سے پاؤن تک بلائیں لیں یہ قدمبوس ہوا اُن نے اٹھا چھاتی سے لگا دلکو ٹھنڈا کیا پھر تو محل میں مبارک سلامت کی دھوم مچی شہر میں آئین بندی ہوئی گھر گھر شادیانے بجے بادشاہ نے ہر ایک چھوٹے بڑے کو رتبے کے موافق خلعت دیا زر و جواہر بخشا محتاجون کو غنی کر دیا اور حاتم کا نیر سے ملکہ زرین پوش کے ساتھہ بیاہ کیا پھر سب کے سب خدا کا شکر بجا لا کے عیش و عشرت میں مشغول ہوئے ملک آباد ہوا ہر ایک غنی و غریب کا دل شاد ہوا بادشاہ اپنے دیوان عام میں جا بیٹھا ندیمون سے کہنے لگا آفاق میں ایسے بھی لوگ ہیں جو غیر کے واسطے اپنا سکھہ چھوڑیں اور دن کے کام میں دکھہ سہیں فی الحقیقت دونون جہان میں بھلے رہے ہیں جینا مرنا بھی اونہیں کا اچھا ہے یہ چند کلمے ارشاد کر کے بادشاہ نے گوشہ پکڑا اور حاتم کو قائم مقام کیا غرض تین برس سات مہینے نو روز میں حاتم کی ہفت سیر تمام منیر شامی اپنے مطلب کو پہنچا

آخر نہ یہ رہا نہ وہ رہا ایک کہانی سننے کو رہ گئی شعر

سچ ہے کد ہر جہان میں حاتم کہان رہا	افسانہ اوسکا خلق کے بیچ بیان رہا

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنۃ کہ قصہ دلفریب مطبوع صغیر و کبیر یعنی آرائش محفل با تصویر باہتمام علی حسین خان مالک مطبع اعجاز محمدی لکھنو محلہ نواب گنج بماہ اکتوبر ۲۱ سنہ ۱۹۱۱ عیسوی ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۸ ہجری چھپ کر نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے طبع ہوئی

اطلاع

جملہ کتب درسی - اردو - فارسی - وکاپی سادہ ہر قسم جملہ سامان اسٹیشنری - اور جملہ سامان کھیل از قسم کرکٹ فٹ بال - ہاکی - ٹینس - کاغذ ساخت لکھنؤ پیپر مل ہمارے یہان سے بکفایت ملسکتا ہی - نیز جملہ کتب اُردو - فارسی عربی انگریزی - مطبع نولکشور صاحب ہمارے یہان سے بکفایت ملسکتی ہین اور شرح خریداری تاجرانہ خط وکتابت سے طے ہوسکتا ہے -

المشتہر

محمد حسین عباس ہجار گو بکسیلرو پبلشر امین آباد پارک نمبر ۱۵ لکھنؤ